Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

461

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम आर्य मुसाफिर मैगज़ीन

लेखक आर्य प्रतिनिधि सभा पंजाब

प्रकाशन वर्ष नवम्बर दिसम्बर 1909

आगत संख्या 461

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

461

461.U

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۶۰

حسب الحکم آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب

اوم

آریہ مسافر

بیادگار ... پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر

جلد ۱۳ ... ۱۹۰۹ع ...

461.U

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
آریہ سماج کا فرض	۱	ایک ناجائز نکاح	۶۴
تحریف القرآن ۳	۲۳	اشتہارات	۷۵
تمباکو	۳۶	محمدی عبادت	۸۱
تمدن	۴۰	تحریف القرآن ۴	۹۱
فارس میں ایرانیوں کا راج	۴۹	کیا آریہ ورت میں مرد پیدا نہیں ہو سکتے	۹۷
موجودہ زمانہ کی سب سے بڑی ضرورت	۵۲	صدائے مرحوم	۱۲۶
انتقال پر ملال لالہ وزیر چند جی ایڈیٹر	۵۶	پیسٹولاٹسی اور اسکا طریقہ تعلیم	۱۲۹
صدائے لیکھرام	۶۸	خالق و مخلوق	۱۳۳
قرآن میں محمد صاحب کے خانگی حالات	۷۳	حضرت عیسے اور یہود یونکی فلاسفی	

آریہ پریس جالندھر شہر میں چھپکر
دفتر آریہ مسافر جالندھر شہر سے شائع ہوا

قیمت سالانہ تین روپے پیشگی طالبعلموں عیسائیوں اور مسلمانوں سے ۲ عہ فی پرچہ ۴ر

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اوم

نومبر ۱۹۰۹ء

آریہ مسافر

جلد ۱۲ — نمبر ۲

مغربی مفسران وید اور آریہ سماج کا فرض

تمہید} شروع شروع میں اہل یورپ سنسکرت علم ادب کے صرف اُس حصہ سے واقف تھے جس میں ناٹک۔ پوران۔ رزمیہ نظمیں اور دیگر اقسام کی نئی کتابیں لکھی ہوئی ہیں۔ ویدوں کا اُنہوں نے صرف نام ہی سنا تھا۔ کیونکہ یہاں کے تنگدل پنڈت جبکہ ہندوؤں ہی کے نیچے ورن کے آدمیوں کو ویدوں کے درشن نہیں ہونے دیتے تھے تو یہ کب ممکن تھا کہ وہ ویدوں کو مفسر ملک کے لوگوں کے ہاتھ میں دیتے۔ لیکن بہت دنوں تک یہ حالت نہ رہی رفتہ رفتہ مغربی سنسکرت دان علماء ویدوں کی جانب متوجہ ہوئے اور اُن پر اُنہوں نے بڑی بڑی کتابیں لکھیں بعضوں نے ساین اور مہی دھر کے آدھا ہر انگریزی میں ترجمہ بھی شائع کئے۔ لیکن ان سب میں قابل ذکر پروفیسر میکس

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مولر صاحب ہیں۔ جنہوں نے سنسکرت زبان کے متعلق کوئی چالیس کتابیں لکھی ہیں۔ اور نہ صرف ساین وغیرہ کی تفسیروں کے انگریزی ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔ بلکہ اُنہوں نے بطور خود بھی بہت کچھ ویدوں کے مطالب پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ بااینہمہ وہ اپنے ویدک بھجن نامی کتاب کے دیباچہ میں صاف طور پر لکھتے ہیں کہ "ہم آج کل کے سنسکرت دان تو صرف دارغ بیل لگانے کا کام کر رہے ہیں ویدوں کے اصلی مطالب جاننے والے تو کئی صدیوں کے بعد نکلیں گے"۔ یہ سچ ہے کہ پروفیسر صاحب نے اپنی متذکرہ بالا تصنیفات میں ویدوں اور سنسکرت زبان کے متعلق جو خیالات ظاہر کئے ہیں اُن سے ہم تمام وکمال متفق نہیں ہو سکتے۔ اور کہ اُن میں بہت سی نکتہ چینیاں بھی ہیں۔ مگر ہم کو اُن سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ اُن پر وچار کرکے ویدوں کے اصلی مطالب پر اور روشنی ڈالنا چاہیئے ×

افسوس تو یہ ہے کہ ہمارے ملک میں جو انگریزی کے اعلےٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ وہ سنسکرت اور ویدوں سے ناواقف ہیں۔ اور جو اونچے درجہ کے ویدک سکالر ہیں وہ مغربی زبان نہیں جانتے۔ اس لئے اول الذکر صاحبان کو تو صرف نکتہ چینیوں سے مقابلہ رہتا ہے۔ جن کا سمادھان بوجہ ویدوں کے پنڈت نہ ہونے کے وہ نہیں کر سکتے۔ بلکہ رفتہ رفتہ خود اُن کے دل سے ویدوں کی شردھا جاتی رہتی ہے۔ اب رہے آخر الذکر پنڈت اُن کو پتہ نہیں کہ مغربی ودوان ہم پر کیا حملے کر رہے ہیں۔ خیر اس ابتدائی بیان کو یہیں ختم کرکے اب ویدوں کے متعلق ہم مغربی سنسکرت دان علماء کی رائوں کا کچھ خلاصہ درج کرتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوگا۔ کہ ہم کو کہاں تک اُس پر متوجہ ہونے کی ضرورت ہے ×

ویدوں کا زمانہ اور مقام ظہور مغربی علماء باوجود اس کے کہ دُنیا میں ویدوں سے بڑھ کر کوئی پرانی کتاب نہیں پاتے۔ پھر بھی اُن کو مسیح سے بارہ سو برس پہلے کا نہیں مانتے۔ چونکہ یہ محض اُن کا ایک بے بنیاد قیاس ہے۔ جس کی تائید میں کوئی قابل اطمینان ثبوت نہیں پیش کرتے۔ لہٰذا اس پر اس جگہ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ×

آریوں کے ابتدائی مسکن کی بابت سوامی جی نے ترمی شپت یا تبت تحقیق کیا

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے- ڈاکٹر ہینڈ سٹابن صاحب ایل- ایل- ڈی سابق پرنسپل سنسکرت کالج بنارس
بھی قریباً ایسا ہی مانتے ہیں (دیکھو اُن کی کتاب موسومہ Synopsis
of Science) پروفیسر میکس مولر صاحب ذرا اس سے ہٹ کر وسط ایشیا
آریوں کا اصلی وطن بتلاتے ہیں- جو اُن کے خیال میں اہل ہند اہل فارس اور اہل
یورپ کے مورث اعلیٰ تھے- ریگوزن صاحب بھی اس کی تائید کرتے ہیں- خیر یہاں
تک تو بہت زیادہ اختلاف نہیں ہے لیکن مغربی علماء کا ایک ایسا بھی گروہ ہے
جو آریوں کا اصلی وطن یا مسکن یورپ میں بتلاتا ہے- اُن کے دلائل مختصراً یہ ہیں
اول یہ کہ یورپ کی قدیم زبان لاتھونین اور سنسکرت میں بے حد مشابہت ہے-
دوم یہ کہ قدیم آریوں کا سال سردیوں سے شمار ہوتا تھا- جیسے
जीवेम शर
اس سے ظاہر ہے کہ وہ کسی سرد خطہ کے رہنے والے تھے دः शतम
سوم یہ کہ اگر وسط ایشیا کے رہنے والے ہوتے- تو سنسکرت اور لاتھونین میں اونٹ
کا لفظ مشترکہ پایا جاتا- لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دلائل بھی مضبوط نہیں پائے
جاتے- مثلاً سنسکرت اور لاتھونین کی مشابہت سے اس کے برعکس بھی نتیجہ اخذ
کیا جا سکتا ہے کہ اس کے بولنے والے ایشیا سے جا کر یورپ میں آباد ہوئے ہونگے
علاوہ ازیں لاطینی اور سنسکرت میں بھی بہت زیادہ مشابہت ہے- سردیوں سے
سال گننے کی بابت یہ عرض ہے کہ اگر آریوں کو وسط ایشیا یا تبت کے رہنے والے
مانا جائے- تب بھی سردیوں سے سال شمار کرنا اُن کا چنداں تعجب خیز نہیں ہے
کیونکہ یہ سب مقامات منطقہ معتدلہ شمالی میں واقع ہیں- جہاں گرمی اور سردی
کے موسم قریباً برابر ہوا کرتے ہیں- علاوہ ازیں سرد ملک یعنی یورپ کے رہنے والے
پرارتھنا یا دعاؤں میں کبھی سردیوں کی خواہش نہ کریں گے- جیسا کہ "جیوم شردہ شتم"
میں پایا جاتا ہے- کیونکہ وہ اب بھی ایسے موسم کے خواہش مند پائے جاتے ہیں
جس میں سردی اعتدال پر ہو- لہٰذا اس دلیل سے آریوں کے مسکن کا یورپ میں
ہونا ثابت نہیں ہوتا- بلکہ اس کے برعکس نتیجہ نکلتا ہے- اونٹ کے لفظ کے یکساں
نہ ہونے کی بھی دلیل معقول نہیں ہے- بہت سے ہم مخرج زبانوں کے الفاظ زمان
مکان کی تبدیلیوں اور پولیٹکل انقلابات سے بدل جاتے ہیں- پس اس قیاس کا

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کوئی ثبوت نہیں ہے کہ آریہ لوگ یورپ سے آئے - بلکہ سوامی دیانند کی تحقیق صحیح معلوم ہوتی ہے +

آریوں کے ابتدائی نقل وحرکت کی بابت یورپین علماء مثلاً پروفیسر میکس مولر وغیرہ کا خیال ہے کہ آریہ لوگ وسط ایشیا سے اُٹھ کر اولاً فارس یا ایران میں آباد ہوئے پھر وہاں سے چلکر دریائے سندھ کو عبور کر کے اُس کے معاونوں پر آباد ہوگئے - اُس زمانہ میں ایک ندی کا نام سرسوتی تھا جو سندھ میں ہوکر سمندر میں گرتی تھی - یہ ندی اب کہاں ہے ؟ اسے یہ لوگ آجکل کے پٹیالہ کی گھگھر ندی بتلاتے ہیں - اس قیاس کی کوئی اصلیت نہیں معلوم ہوتی - اس لئے کہ اولاً تو ویدوں میں کسی خاص دریا وغیرہ کا نام نہیں ہے - جیسا کہ آگے مفصل بیان کیا جاویگا دوسرے یہ ندی سمندر میں نہیں گرتی بلکہ حصار کے قریب جاکر کہیں ریت میں غائب ہو جاتی ہے اور صرف موسم برسات میں طغیانی پر آتی ہے - حالانکہ وید میں اسے خودبخود ہمیشہ چلنے والی بتلایا گیا ہے - اور پرارتھنا کی گئی ہے کہ ہمیشہ چلتی رہے - لہٰذا یہ خیال کہ آریہ لوگ ایران سے یہاں آئے کسی طرح پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا - پھر یہ سرسوتی کیا ہے اور کہاں ہے ؟ اس کا جواب آپ کو آگے ویدوں میں ندیوں کے بیان میں ملے گا +

ویدک زمانہ میں آریوں کا تمدن اور اُس کی مجلسی حالت

یورپین علماء کا خیال ہے کہ ویدک زمانہ میں آریہ لوگ زیادہ تر گلہ بانی کیا کرتے تھے کیونکہ اُن کے بھجنوں میں مویشیوں کے لئے اکثر پرارتھنا و شکریہ وغیرہ موجود ہے نیز لڑکی کو دُہتری کہا کرتے تھے - جس کے معنی دُودھ دوھنے والی ہیں - برہمنوں کے لفظ گوتر سے بھی یہی بات پائی جاتی ہے کہ اُن کے بزرگ گلہ بان تھے - تاہم وہ محض خانہ بدوش نہیں تھے - اُن کے گاؤں قصبے وغیرہ آباد تھے اور ہر قسم کے سامان خانہ داری اور آلات کشاورزی وغیرہ اُن کے یہاں موجود تھے - وہ کپڑا

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بُننا جانتے تھے - لوہا اور دیگر اقسام کے دھاتوں کے استعمال سے واقف تھے جس سے وہ مختلف قسم کے ہتھیار اور برتن وغیرہ بنا سکتے تھے - وہ جواہرات کو بھی استعمال میں لاتے تھے اور اُن میں ٹھٹھیار بڑھئی وغیرہ ہر قسم کے پیشہ ور موجود تھے - وہ جہاز وغیرہ بناکر اُن کے ذریعہ سے بحری سفر بھی کرتے تھے - ایک مرد کے ایک ہی بیوی ہوا کرتی تھی وغیرہ وغیرہ +

سوسائٹی کے مدارج کے متعلق پروفیسر میکس مولر صاحب اپنی کتاب "چپس فرام اے جرمن ورکشاپ" جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ رگوید میں صرف چار ورنوں کا بیان ہے - آج کل کی طرح پیچیدہ ذات پات کے جھگڑوں کا کہیں ذکر تک نہیں ہے اور نہ مختلف جماعتوں میں باہمی خورد و نوش یا شادی بیاہ کی کہیں ممانعت ہے خیر یہاں تک تو کوئی بات نہیں لیکن یورپین علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ پرانے آریہ یگوں میں جانوروں کی قربانی کیا کرتے تھے - اور اُن کا گوشت کھایا کرتے تھے حالانکہ شت پتھ براہمن میں یگیہ کے جو معنی دیئے ہوئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

ورات[1] (محیط کل ایشور) - کرم[2] (عمل) - واک[3] (زبان یا کلام) - ان[4] (اناج) وشنو[5] (سرب ویاپک پرمیشور) - تری ودیا[6] (چاروں وید) - پیرو[7] (بیٹھ کی ہڈی) سموتسر[8] (سال) - پُرش[9] (جیو یا ایشور) - وشو[10] (عالم) - کشہ[11] (اناج یا بجر) - وات[12] (ہوا) - آپ[13] (پانی) - آہوتی[14] (ہون کا سامان) - مہما[15] (عظمت) - اجیہ[16] (گھی) - سکشہ[17] (ہون) یسوم[18] (ایک رسدا بیل) +

اب بتلایئے کہاں تک اسمیں قربانی ہے اور کہاں گوشت خوری - وہ منتر جس سے یہ لوگ یگیہ میں جانوروں کی قربانی اور قدیم آریوں میں گوشت خوری کا استدلال کرتے ہیں بطور نمونہ کے حسب ذیل ہیں :-

अस्माद इदु प्रभरा तूतुजानो वृत्राय वज्रमीशानः कि-
येधाः। गोर्न पर्व विरदा तिरश्चेष्यन्नर्णांस्यपां चर-
ध्यै॥ ऋ० १।६१।१२।

اس منتر کا اندر دیوتا ہے - اس کا لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے :-

اے سبھاودھیکش متعدد گنوں کا دھارن کرنیوالا صاحب ثروت - جلدی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دینیوالے آپ جیسے سورج - جل کے تعلق سے جل کے پرواہوں کو بہانے کیلئے
بادل کے واسطے برتتا ہے - ویسے اُس دشمن کے واسطے ہتھیار کو اچھی طرح سے
دھارن کر۔ ٹیڑھی چال والے ہتھیار سے زبان یا کلام کے حصہ کی مانند اُس
(دشمن) کے حصہ کو جُدا کرنے کی خواہش کرتا ہوا ایسے ہی مختلف طور سے ناش کیجئے"

اس منتر کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مُنہ کے اندر تالو میں مختلف مقامات پر زبان
لگانے سے کلام یا آواز چھِن بھِن ہو جاتی ہے اور اُس سے مختلف آوازیں پیدا ہوتی
ہیں - اسی طرح سپہ سالار کو چاہیئے کہ سامان جنگ اسلحہ وغیرہ مہیا کر کے دشمنوں
کے دل کو چھِن بھِن یا منتشر کر دے +

اس منتر میں لفظ गो گورن کے معنی مغربی علماء گو یا گائے کے کرتے
ہیں - یہ لوگ اس اصول کو کہ سارے ویدک الفاظ یوگک یعنی مشتق ہیں مطلق
مدِ نظر نہیں رکھتے یہی سبب ہے کہ ان کے ترجموں سے قدم قدم پر غلط فہمی پیدا
ہوتی ہے - سوامی جی نے اُنادی کوش میں لفظ گو کی صاف طور پر تشریح کر دی ہے
کہ چونکہ یہ لفظ गम مصدر سے نکلا ہے - جس کے معنی چلنے کے ہیں - لہذا تمام چلنے
والی اشیاء پر یہ لفظ صادق آتا ہے - مثلاً حواس - سورج کی کرنیں - چاند - زمین
اور زبان یا بانی وغیرہ نیز امر کوش میں بھی گو کے معنی یہی لکھے ہوئے ہیں پس
اس منتر میں گورن کے معنی زبان ہی کے زیادہ موزوں معلوم ہوتے ہیں - نہ کہ
گائے کے - دوسرا منتر یہ ہے :-

यस्मिन्नश्वास ऋषभास उक्षणो वशा मेषा अवसृष्टा-
स आहुता। कीलालपे सोमपृष्ठाय वेधसे हृदा मतिं-
जनये चारुमग्नये॥ ऋ० १०।९१।१४॥

اس منتر کا خلاصہ جو بحث سے متعلق ہے وہ صرف اسقدر ہے کہ "میں پرمیشور کو اپنی
ساری مویشیاں آرپن یا نذر کرتا ہوں" +

اسمیں لفظ آہوتا سے یہ لوگ یہ مطلب نکالتے ہیں کہ اس سے یگیہ میں مویشیوں
کو مار کر آہوتی دینا مراد ہے - حالانکہ آہوتی کے معنی "پیش کرنا" یا "کسی کی نذر کرنا"
بھی ہیں - دیکھو شیورام آپٹے ایم - اے کی سنسکرت انگریزی ڈکشنری - علاوہ

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ازیں ہون کے لئے ہمیشہ سے سوگندھت اور پشٹی کارک پدارتھوں کی آہوتی کی ہدایت ہے۔ لہذا یہ کیونکر ممکن ہے کہ گوشت کو آگ میں جلانے کی اجازت ہو جس سے سراسر ہوا متعفن اور بدبودار ہو جاتی ہے۔ پس اس منتر کا صاف اور صحیح منشا یہی معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی ساری جائداد کو ایشور کی نذر کر دے۔ کیا معنی کہ اپنی سب چیزوں کو اسی کا سمجھے اور ہمیشہ اسی کا مطیع اور فرمانبردار رہے۔ بیشک وام مارگیوں میں اس قسم کی گندی قربانیاں رائج تھیں لیکن ان کا زمانہ ویدک زمانہ سے بہت پیچھے ہوا ہے اور کیا عجب ہے کہ غیر اقوام سے ایسے رسوم انہوں نے سیکھے ہوں۔ کیونکہ یونان اور روما کے قدیم قوموں میں اس قسم کی قربانیاں رائج تھیں۔ چنانچہ بائیبل میں بھی ابراہام کی سوختنی قربانیوں کا تذکرہ ہے۔ یہی تو وجہ ہے کہ مغربی علما پراچین آریوں کے ذمہ (جن کا اہنسا پرم دھرم تھا) ایسی باتوں کو مڑھنا چاہتے ہیں +

مُردوں کا دُور کرنا

یہ امر قابل غور ہے کہ زمانہ سابق میں اہل روما بھی ہمیشہ اپنے مُردوں کو جلایا کرتے تھے۔ دفن کرنے کی رسم اُس وقت سے اُن میں رائج ہوئی۔ جب سے کہ وہ عیسائی ہوئے +

اُصول حفظان صحت کو مدِنظر رکھ کر جہاں تک غور کیا گیا ہے۔ مُردوں کے دُور کرنے کا بہترین طریقہ یہی معلوم ہوا ہے کہ آبادی سے دُور خوشبودار اشیاء کے ساتھ انہیں اس طرح سے خوب جلا کر خاکستر کر دیا جائے کہ کوئی حصہ باقی نہ رہے آریوں میں یہی طریقہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ چنانچہ مارٹن صاحب اپنے مذاہب ہند میں لکھتے ہیں کہ "آریوں میں مُردوں کا جلانا بتا رہا ہے کہ وہ تہذیب کے کس اعلےٰ بلندی پر پہنچے ہوئے تھے" پھر وہی صاحب لکھتے ہیں کہ "یہ رسم اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ وہ بھوت پریت وغیرہ کے قائل نہ تھے" وغیرہ وغیرہ +

لیکن دوسری طرف بعض مغربی علماء ایسے بھی ہیں۔ جن کی رائے ہے کہ ویدک زمانہ میں آریہ لوگ مُردوں کو دفنایا کرتے تھے۔ جلانے کی رسم بعد میں پیدا

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوئی۔ چنانچہ پروفیسر میکڈانل صاحب فرماتے ہیں کہ دونوں قسم کے طریقے رائج تھے۔ رگوید کے ساتویں منڈل میں ایک بھجن کا تصنیف کرنیوالا ورن کو مخاطب ہو کر موت کے تعلق میں مٹی کے گھر کا ذکر کرتا ہے الخ" (دیکھو صاحب موصوف کی کتاب تاریخ سنسکرت علم ادب صفحہ ۱۲۵)

پروفیسر صاحب نے کسی منتر کا پورا پتہ نہیں دیا کہ اُن کی "مٹی کے گھر" کے لفظ کی اصلیت ظاہر کی جاتی۔ برخلاف اس کے ویدوں میں ایسے بہت سے منتر ہیں جو اس بے بنیاد قیاس کی علانیہ تردید کرتے ہیں اور جن سے مُردوں کا جلانا ہی پایا جاتا ہے۔ مثلاً یجروید کے چالیسویں ادھیائے کے پندرھویں منتر میں . . . . آیا ہے भस्मान्तं शरीरम् جس کا صاف مطلب ہے کہ مرنے کے بعد شریر بھسم ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی رگوید کے دسویں منڈل سے بھی پایا جاتا ہے جس میں ایک منتر اس مضمون کا موجود ہے کہ ہر عضو اپنے تتو کو چلا جاوے (مفصل دیکھو سنسکار ودھی انتیشٹی سنسکار) اور بجز جلانے کے اور کسی طرح ممکن نہیں ہے پروفیسر میکڈانل صاحب اتنا ہی نہیں بلکہ رگ اور اتھروید کے ہر ایک منتر کا حوالہ دیکر یہ بھی فرماتے ہیں کہ مردہ جلانے سے پہلے ایک بکری کی قربانی کی جاتی تھی یہ لوگ جن منتروں سے ایسا استدلال کرتے ہیں۔ اُن میں سے اتھروید کا ایک منتر یہ ہے

तीर्त्वा तमांसि बहुधा महान्त्यजो नाकमा

क्रमतां तृतीयम् ॥

اس منتر میں لفظ اج سے یہ لوگ بکرا مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ یہاں پر ایسا معنی کرنا سخت غلطی ... کیونکہ अज کے مختلف معنی ہیں

न जायते ऽसावजः

یعنی جو چیز پیدا نہیں ہوتی اور ازل سے برابر اسکا وجود چلا آرہا ہے اُسے آج (अज) یا غیر پیدا شدہ کہتے ہیں۔ پس جیواتما اور پرماتما دونوں کا نام अज ہے مہابھارت میں کرشن جی کیطرف سے ایک شلوک ہے کہ

नहि जातो न जायेऽहं न जनिष्ये कदाचन।

क्षेत्रज्ञः सर्वभूतानां तस्मादहमजः स्मृतः ॥

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یعنی چونکہ میں کسی سے پیدا نہیں ہوا نہ ہوتا ہوں نہ ہونگا اور تمام چیزوں کا جاننے والا ہوں اس لئے مجھے اج کہتے ہیں۔

پس اتھرو وید کے منتر مندرجہ بالا میں جو لفظ اج آیا ہے اس سے مراد جیوآتما سے ہے اور اس لئے منتر کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ وہ جیوآتما تاریکی یعنی جہالت کو پار کرکے دیولوک میں داخل ہوتا ہے۔ نہ اس میں کہیں بکرے کا ذکر ہے اور نہ اس کی قربانی کا جیسا کہ دانستہ یا نادانستہ غلط فہمی سے یورپین علما ر تصنیف کرتے ہیں۔

ویدوں میں آواگون یا تناسخ کا تذکرہ

بعض یورپین علما ر یہ بھی کہتے ہیں کہ ویدوں میں تناسخ کا مطلق ذکر نہیں ہے۔ بلکہ بعد کو بودھوں سے یہ عقیدہ برہمنوں میں آیا ہے چنانچہ پروفیسر میکس مولر صاحب کی یہی رائے ہے۔ میکڈانل صاحب یہ فرماتے ہیں کہ بودھ سے پہلے اپنشدوں میں یہ مسئلہ موجود تھا اور ممکن ہے کہ ویدوں میں بھی بطور تخم کے موجود ہو لیکن علانیہ طور پر کہیں نہیں ہے" وغیرہ وغیرہ تعجب ہے کہ ایک حقیقت متعارفہ کے خلاف یہ لوگ کیونکر ایسا کہتے ہیں جبکہ قریب قریب ہر ایک وید میں نہایت صاف طور پر آواگون کے منتر موجود ہیں مثلاً:-

(۱) رگوید کے پہلے منڈل کے ۲۴ ویں سوکت میں ہے کہ "پرمیشور بار بار اس دنیا میں جنم دیتا اور ماں باپ کے درشن کراتا ہے"

(۲) اسی وید کے دسویں منڈل کے ۵۹ ویں سوکت میں ہے کہ "اے پرمیشور ہم اگلے جنم میں ہمیشہ سکھ پاویں اور آنکھ وغیرہ عمدہ عمدہ حواس عطا ہوں"

(۳) اس منڈل میں اس کے آگے ایک اور منتر ہے کہ اگلے جنم میں ساری چیزیں ہمیں سکھ دینیوالی ہوں"

(۴) یجروید کے چوتھے ادھیائے کے پندرھویں منتر میں ہے کہ "ہم اگلے جنم میں تمام نیک اوصاف اور علم وغیرہ سے آراستہ ہوں"

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۵) اتھروید کے پہلے الواک کے پہلے واک کے دوسرے منتر میں کہ جیو پہلے جنم میں جیسا کرم کرتا ہے اس کے مطابق اچھا برا شریر دھارن کرتا ہے اب تبلاتا ہے اس سے زیادہ اور کیا ویدوں میں تناسخ کے ظاہر کرنیوالے حوالہ جات ہونگے

اسی طرح اسی مضمون کے اور بھی بہت سے منتر ویدوں میں ملتے ہیں لیکن بخوف طوالت اتنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

ویدوں میں ندیوں کے نام

یوروپ کے ودوان یہ بھی کوشش کرتے ہیں کہ ویدوں میں بھارت ورش کے موجودہ دریاؤں کے نام دکھائے جاویں جس سے یہ ثابت کیا جاوے کہ پراچین آریہ آجکل کے پورانکوں کیطرح دریا پرست تھے اور یہ کہ وید ایک دیسی یا مختص المقام کتابیں ہیں چنانچہ پروفیسر میکس مولر صاحب رگ وید منڈل ۱۰ سوکت ۷۵ کے پانچویں منتر میں دریائے گنگا یمنا۔ سرستی۔ ستلج۔ راوی۔ چناب۔ جہلم۔ بیاس اور سندھ کا ذکر بتلاتے ہیں واضح ہو کہ اس منتر میں اول الذکر تین الفاظ تو بے شک موجود ہیں باقی الفاظ شتدری۔ پرشنی۔ اسکنی۔ وتستا۔ آرجکیا اور سشوما ہیں جو پروفیسر صاحب کے خیال میں بالترتیب قدیم نام پنجاب کے مشہور دریاؤں کے ہیں جو اوپر درج ہیں اسی منڈل اور اسی سوکت کے چھٹے منتر میں رسا۔ کبھا۔ گومتی اور کرمو وغیرہ الفاظ آئے ہیں۔ پروفیسر صاحب کبھا سے مراد دریائے کابل بتلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دریائے سندھ کے ان معاونوں کا جو اس میں یا کبھا یا دریائے کابل سے اوپر ملتے ہیں ہم تحقیق طور پر پتہ نہیں لگا سکتے کیونکہ ان شمالی ممالک میں سیاح شکایت کرتے ہیں کہ اس دریا کے نام لگاتار تبدیل ہوتے رہے۔ لہذا ہم مشکل سے امید کر سکتے ہیں کہ تین یا چار ہزار سال کے وقفہ کے بعد ویدک ناموں کا اس ملک میں ٹھیک پتہ لگا سکیں۔ مطلوب دریا شائد وہی ہوں جنکو آجکل سیو لوک۔ لداک ۱۰ پاسین اور یہ ندلو کہتے ہیں۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیکن چار دریاؤں میں برت ویدمیں صرف ایک فرضی نام کی حیثیت میں معلوم ہوتا ہے۔ گومتی سے دریائے گومل اور کرمو سے قرم مراد ہے" الخ [1]

اسی سوکت کے پہلے منتر کے ترجمہ میں پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ سات سات کرکے وہ ندیاں (تین راستوں سے آئی ہیں" الخ

ان بیانات میں یہ باتیں قابل غور ہیں کہ پہلے منتر میں سرستی کا لفظ آیا ہے پس اگر ان الفاظ سے مراد پنجاب یا شمالی ہند کے موجودہ دریا ہوتے تو یہ بتلانا چاہیے تھا کہ سرستی کونسا دریا ہے۔ پھر ہم پیچھے دکھا آئے ہیں کہ وید میں جو اوصاف اس کے بتلائے گئے ہیں وہ پنجاب کے گھگر ندی پر صادق نہیں آتے۔ لہذا اب اسکا پتہ بتلانا مغربی علما کے ذمہ ہے۔

اسی طرح دوسرے منتر میں رسا کا نام ہے جسکو پروفیسر صاحب ایک فرضی نام خیال کرتے ہیں گویا وید بھی خالق باری کی طرح کی کوئی کتاب ہے جسمیں بہت کچھ مہمل الفاظ درج ہیں۔

تیسرے منتر سے حسب ترجمہ پروفیسر صاحب کے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سات سات دریا تین بڑے سلسلوں میں بٹتے ہیں اس بارہ میں یہ امر دریافت طلب ہے کہ وہ کہاں ہیں؟

زمین پر یا آسمان پر یا پروفیسر صاحب کی خیالی دنیا میں۔ کیونکہ اگر ان سے سندھ گنگا اور برہم پتر کے سلسلے سمجھے جاویں تو اول تو گنگا کے معاون سات سے زیادہ ہیں اور برہم پتر کے سات سے کم۔ دوسرے مغربی علما صاحب کہتے ہیں کہ رگوید کے زمانہ میں آریہ لوگ گنگا کی وادی سے آگے نہیں بڑھے تھے تو اسمیں برہم پتر کا اشارہ کیونکر آیا۔

قصہ مختصر یہ الجھن اور پیچیدگیاں ہیں جو مغربی علماء کے اس قیاس پر کہ ویدوں میں موجودہ دریاؤں کے نام ہیں پیدا ہوتی ہیں اور ان سب دقتوں کا اصلی سبب یہ ہے کہ لوگ ویدوں کے الفاظ کو روڑھی یا جامد سمجھ کر ارتھ کرتے

[1] دیکھو انکی کتاب I.diu what can teach us

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں اگر ان کے معنی لوگ نہ یا مشتق سمجھ کئے جائیں جیسا کہ درحقیقت وہ ہیں
تو بہت کچھ مشکلات رفع ہو جاتی ہیں مثلاً نرکت کا رچنے والا بتلاتا ہے کہ گنگا۔ گم
مصدر سے مشتق ہوا ہے جسکے معنی جانے کے ہیں پس جو ندی بلحاظ چال
یا بہاؤ کے ممیز یعنی Distinguished ہو یعنی اسکا بہاؤ بہت لمبا ہو وہ ایسے
ہم گنگا نام دے سکتے ہیں۔ اسیطرح یمنا کے یعنی ملکر چلنے والی۔ سرسوتی[2]
کے معنی آلم جل والی کے شتدری کے معنی جلد ہی بہنے والی یعنی گھبرائی
ہوئی۔ پرشنی کے معنی پیچیدہ اور ترچھی بہنے والی۔ آرجکیا یعنی سیدھی رفتار
والی وغیرہ وغیرہ ہیں (مفصل دیکھو نروکت)

پس ان ندیوں میں جس قسم کے اوصاف دیکھے گئے ویسا ہی ان کے نام
رکھ دیے گئے ہیں اس سے ہرگز یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہ ہوگا کہ ان دریاؤں کے
وجود مقدم ہیں اور ویدوں کی صفاتی الفاظ موخر فرض کرو کہ ویدمیں ایک سبھا
ہے کہ سبھاپتی یا میر مجلس میں یہ یہ اوصاف ہوتے ہیں۔ اب اگر ہم کسی انسان
میں انہیں صفات کو کسی حد تک پاکر اس کو سبھاپتی کے نام سے پکاریں
تو کبھی اسکا مطلب یہ نہ ہوگا کہ ویدمیں اس ذات خاص کا تذکرہ یا نام موجود ہے
جسکو اب ہم اسکی صفات کو دیکھکر سبھاپتی کہنے لگے ہیں ٹھیک اسیطرح
دریاؤں کے متعلق بھی سمجھنا چاہیئے۔ علاوہ ازیں لوگوں کے بخوبی ذہن
نشین ہونے کے لئے ویدوں میں کہیں کہیں روپک النکار یا استعارہ کے
پیرایہ میں جسم کی نس ناڑیاں وغیرہ بھی ان ناموں سے بیان کی گئی ہیں کیونکہ
ندیوں کیطرح ان میں بھی ہر وقت خون بہتا رہتا ہے اور جس طرح مختلف
قسم کے چھوٹے چھوٹے دریا بہ کر کسی بڑے دریا میں جا ملتے ہیں بجنسہ
ویسا ہی نظام اور ترتیب ان رگوں کا جسم کے اندر ہے۔ پس ویدوں

---

[1] بالمیکی رامائن میں ہے کہ راجہ بھاگیرتھ گنگا کو نہر کاٹ کر ہمالہ سے لایا اور یہ ظاہر ہے کہ بھاگیرتھ کا زمانہ ویدوں سے کہیں پیچھے ہوا ہے۔ [2] نیز سرسوتی کے معنی خود بخود چلنے والے کی بھی ہیں جس سے مراد ناطقہ یا کلام ہے۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں ان دریاؤں کے نام نہیں ہیں بلکہ ان کی قسمیں گنائی گئی ہیں جنکے مطابق ان کے نام رکھے گئے ہیں مفصل دیکھو رگویدی بھاشیہ بھومکا مستند اور غیر مستند کتابوں کا بیان اور رسالہ ویدک پرکاش جلد دوم

اب رہی صرف یہ بات کہ ان منتروں میں دریاؤں کو خطاب کر کے کیوں بیان کیا گیا ہے۔ اسکا جواب نرکت کارنے یہ دیا ہے کہ ویدوں میں تین طرح کے منتر آئے ہیں۔ پروکش کرتا ۔ پرتیکش کرتا اور ادھیاتمکا یعنی بعض منتروں کے مضمون غائب اشیاء سے متعلق ہیں بعض ان چیزوں سے جو سامنے موجود ہیں اور بعض روحانیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس ویدوں کا طرز بیان یہ ہے کہ قسم دوم اور سوم میں ضمیر مخاطب استعمال کیجاتی ہے۔

ویدوں میں قصہ کہانی

کسی کتاب میں قصہ کہانی کا ہونا خواہ وہ اصلی ہوں یا فرضی یہ بات ثابت کرتا ہے کہ ان کہانیوں کے وجود کے بعد وہ کتاب تیار ہوئی ہے ویدوں میں دراصل کوئی قصہ کہانی نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کا ابتدائے سرشٹی میں ظہور ہوا ہے لیکن سائن آچاریہ اور اس کے مقلد مغربی سنسکرت دان بہت سی پورانک کتھاؤں کا وجود وید میں مانتے ہیں کیونکہ وہ ویدک الفاظ کے معنی کرتے وقت اس اصول کو بالکل نظرانداز کر دیتے ہیں کہ وہ مشتق ہیں نہ کہ جامد۔ مثال کے لئے ایترے براہمن میں ایک کتھا آئی ہے کہ ہریشچندر ایک راجہ تھا اسنے یہ عہد کیا تھا کہ اگر میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو پہلا بچہ ورن دیوتا کی نذر کروں گا۔ چنانچہ بچہ پیدا ہوا جسکا نام روہت رکھا گیا۔ ورن نے ہریشچندر کو اپنا وعدہ ایفا کرنے کے لئے مجبور کرنا شروع کیا لیکن مختلف بہانے بنا کر راجہ ٹالتا رہا آخر جب روہت بڑا ہوا اور اس معاملہ سے واقف ہوا تو وہ گھر سے بھاگ گیا۔ اسوقت ورن نے جلودر کی بیماری سے ہریشچندر کو تنگ کرنا شروع کیا تب روہت نے ایک شخص مسمی سونہ شیپ

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو جس کے ماں باپ غریب سے خرید لیا اور خلاصہ یہ کہ ستون میں باندہ
کر ان کے قتل کرنے کے لیے چھری تیز ہونے لگی تو گرفتھ صاحب
یہ فرماتے ہیں کہ آ शुनःशेपो ह्यह्वद् والا منتر رگوید کے
پہلے منڈل کے چوبیسویں سوکت میں ہے جس کا ترجمہ صاحب موصوف
یہ فرماتے ہیں کہ تین ستونوں کے ساتھ بندھے ہوئے مقید شنہ شیپ
نے اس طرح دعا کی کہ عقلمند ورن راجا ان پھندوں کو ڈھیلا کر دے"
چنانچہ ورن نے خوش ہو کر اسے رہا کر دیا

اس پر میکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ برہمن انسانی قربانیوں کے
خیال سے واقف تھے اور اس مطلب کے لیے وہ لوگ جن کا برہمن
جاتی سے تعلق ہونے کا گمان ہوتا تھا اپنے لڑکوں کو بیچنے کے لیے آمادہ
ہو جایا کرتے تھے"

چونکہ صاحب موصوف کا خیال ہے کہ اتھروید سب سے بعد کی تصنیف ہے
جس کے پروہتوں کو برہمن کہتے تھے۔ پس جب ان لوگوں نے اپنی روزی
کمانے کے لیے اس وید کو تکمیل تک پہونچا دیا تو دیگر تینوں ویدوں کے
پروہت ان کو حسد کی نظر سے دیکھنے لگے۔ پس اس حسد کا اشارہ اس منتر
میں ہے۔ لیکن جب اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ ہرگاہ برہمن اتھروید کے محافظ
تھے اور وہ دیگر تینوں ویدوں سے بعد کی تصنیف ہے تو رگوید کے دسویں
منڈل میں پرش سوکت میں برہمن کا لفظ کیوں آیا؟ اس پر پروفیسر صاحب
یہ قیاس دوڑاتے ہیں کہ رگوید کا پہلا اور دسواں منڈل اس کے باقی
حصہ سے بعد کی تصنیف ہے۔ سبحان اللہ کیا اچھا قیاس ہے جس کے
لیے نہ کوئی دلیل ہے نہ ثبوت۔

شیپ ورن کے معنی سریشٹھ یا اُتم کے ہیں چنانچہ ہم لوگ اپنی چٹھیوں
میں معزز ورہ پر یہ ورہ پنڈت ور وغیرہ القاب انہیں معنوں میں لکھا
کرتے ہیں۔ پس ورن جو اس ور سے بنا ہوا ہے پرماتما کا نام ہے جو
سب سے سریشٹھ ہے جیسا کہ رگوید کے پانچویں منڈل کے تیسرے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شوکت ہیں

त्वमग्ने वरुणो जायसे

آیا ہے پس ورن نام پرماتما کا ہے اسی طرح شونہ شیپ جیو آتما کا صفاتی[1] نام ہے۔ پس منتر کا اصلی مطلب یہ ہے کہ جب وقت جیو آتما پاپوں کے پھندے میں پھنس جاتا ہے اس وقت وہ پرماتما سے اسطرح پرارتھنا[2] کرتا ہے یا اسکو اسطرح پرارتھنا کرنا چاہیے کہ آپ سرشٹھ ہونے سے ورن ہیں مجھے اس پھندے سے چھڑائیے وغیرہ۔"

اسی طرح اور بہت سے منتر ہیں مفصل دیکھو رگوید آدی بھاشیہ بھومکا

ویدک توحید

پروفیسر میکس مولر صاحب کی رائے ہے کہ اگرچہ ویدوں میں کچھ ایسے بھی منتر ہیں جنمیں خدا کی یکتائی زوردار الفاظ میں بیان کی گئی ہے مثلاً رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۶۴ منتر ۴۶ وغیرہ۔ لیکن اس کے پہلو بہ پہلو بہت سے ایسے بھی منتر موجود ہیں جن میں متعدد دیوی دیوتاؤں کی تعریف وغیرہ موجود ہے۔ پس ویدوں کا مذہب خالص خداپرستی نہیں بلکہ ایک خدا کی دوسرے خداؤں کے بعد پرستش ہے وغیرہ وغیرہ"

بس یہ ہے میکس ملر صاحب یا دوسرے لفظوں میں مغرب کے سارے سنسکرت دان علما کی رائے کا خلاصہ۔ ویدک دیوتاؤں کی بابت علیحدہ عنوان کے تحت میں لکھا جائیگا یہاں صرف چند ایک منتروں کا خلاصہ مطلب درج کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ ویدوں سے بڑھ کر توحید دنیا کی کسی مذہبی کتاب میں موجود نہیں ہے۔

---

[1] اگر شونہ شیپ کے اصلی معنی پر مفصل بحث دیکھنا ہو تو دیکھو پنڈت شیو شنکر کا

[2] اس پرارتھنا کا یہ مطلب سمجھنا چاہیے کہ پاپ کا پھل نہ ملیگا بلکہ غرض یہ ہے کہ پاپ کی واسنائیں یا عادت یا بار بار کی حضوری اور پرارتھنا سے چھوٹ جائے۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۱) یجر وید کے ۳۲ ویں ادھیائے کے پہلے منتر میں بتلایا گیا ہے کہ اگنی آدیتہ۔ وایو۔ چندرما۔ شکر۔ برہم۔ اپ اور پرجاپتی سب اسی پرمیشور کے صفاتی نام ہیں۔

(۲) ایسا ہی رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۶۴ میں ہے کہ ودوان لوگ اسی ایک پرماتما کو۔ اندر۔ مِتر۔ ورن۔ اگنی وغیرہ وغیرہ مختلف ناموں سے پکارتے ہیں"

(۳) یجروید کے چالیسویں ادھیائے کے چوتھے منتر میں ہے۔" پرمیشور غیر متحرک۔ واحد اور من سے بھی باریک ہے۔ حواس خمسہ اُسے محسوس نہیں کر سکتے۔ گو کہ وہ ان میں وہ پہلے ہی سے موجود ہے۔ اپنے اپنے کاموں میں دوڑنے والے حواسوں کو غیر متحرک برہم نامعلوم رہتا ہے اسی میں روح اعمال کو دھارن کرتی ہے جیسے ہوا بادل میں پانی لئے رہتی ہے

(۴) اسی وید کے اس ادھیائے میں آٹھواں منتر ہے" وہ پرمیشور ہمہ جا محیط قادر مطلق غیر مجسم۔ لبسیط۔ نس ناڑی وغیرہ کی قید سے مُبرّا۔ پاک۔ پاپ سے دور ہمہ دان۔ سب کے دلوں کا جاننے والا۔ گنہگاروں کو سزا دینے والا اور واجب الوجود ہے۔ اسی نے روحوں کے لئے مناسب طور سے سب چیزوں کو بنایا

(۵) اور لیجئے اتھرو وید کانڈ ۱۳ انوواک ۴ کے منتر ۱۶ لغایت ۱۸ میں ہے "اس ایک پرمیشور کے سوا کوئی دوسرا۔ تیسرا۔ چوتھا۔ پانچواں۔ چھٹا۔ ساتواں آٹھواں۔ نواں یا دسواں ایشور نہیں ہے۔"

بھلا بتلایئے اس سے بڑھ کر شرک کی بیخ کنی اور توحید کی زور دہی کیا ہو سکتی ہے۔ افسوس ہے کہ باوجود اس کے بعض مغربی علما کی دلیری سے وید میں خالص توحید نہیں مانتے

ویدوں کے رشی

مسٹر ولیم میور صاحب۔ नव اور [illegible] یعنے نئے اور پرانے الفاظ چند منتروں

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ویدوں کے منتر ان رشیوں کے وقتاً فوقتاً
کی تصنیفات ہیں جنکے نام ان کے اوپر دیئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک
رگوید منڈل ۵ سوکت اکا رہواں منتر نقل کرتے ہیں جو حسب ذیل ہے:-

सनः स्तवानः आभर गायत्रेण नवीयसा रयिं वीरवतीम् इषम्

اسکا ترجمہ صاحب موصوف یہ لکھتے ہیں کہ "ہمارے سب نئے بھجن سے
پرجلال کیا ہوا تو ہمیں دولت خوراک اور اولاد مہیا کر۔ اس منتر میں نوین کے
معنی نئے کیا گیا ہے لیکن در اصل یہ صحیح نہیں ہے
دہاتو سے مشتق ہوا ہے۔ جس کے معنی قابل تعریف کے ہیں۔ چنانچہ اسی
لحاظ سے نئی چیزوں کو بھی اسی لئے عموماً کہتے ہیں کہ وہ بمقابلہ پرانی
چیزوں کے عمدہ اور قابل تعریف ہوا کرتی ہیں۔ गायत्रेण नवीयसा
پس اس منتر میں قابل تعریف گائتری یا منتر سے
مراد ہے نہ کہ نئے بھجن سے جیسا کہ میور صاحب نے سمجھا ہے اسی طرح جن
منتروں میں کا شبد آیا ہے اس سے مطلب پرانے منتروں سے
نہیں ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ بہ مرات جسطرح پہلے سے ہوتا آیا ہے ان
منتروں سے ہم آوا ہن کرتے ہیں وغیرہ"
منتروں کی رشیوں کی بابت یاسکا چاریہ نے نرکت کے پہلے ادھیائے کے
پہلے پاد کے تیسرے کھنڈ کے خاتمہ پر صاف طور سے بتلا دیا ہے کہ

ऋषीणां मंत्र कृष्यो [illegible]

یعنی جس جس رشی کا وید منتر کے اوپر نام لکھا ہے انہوں اس منتر کے ... کا پہلا علم حاصل کر کے دوسرا ... سمجھو۔ اگر اس پر مشکل بحث دیکھنا ہو تو سوامی جی ویدانت کی ... بھومکا ... ترجمہ ... منشی رام جی

ویدک دیوتا

پروفیسر میکس مولر صاحب ویدوں میں مظاہرات قدرت اور دہر پرستی ثابت کرنے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے لئے فرماتے ہیں کہ پہلے پہل دیو کے معنی بجز روشن کے اور کسی چیز کے
نہ تھے۔ اس اعتبار سے آسمان۔ ستارہ۔ سورج۔ رات۔ دن۔ موسم بہار،
دریاؤں اور زمین کے لئے بھی اس لفظ کو ہمیشہ استعمال میں لاتے تھے۔
اور جب کبھی شاعر کو ضرورت پڑی کہ ان سب کو ایک ہی لفظ سے ظاہر کرے
تو وہ विश्वे देवा پکارتے۔ جب یہ ہو چکا تو دیو کے معنی روشن چیزوں
ہی کے نہ رہے بلکہ اس نام میں ان تمام خاصیتوں کو شامل کر لیا گیا جو آسمان
سورج اور روشنا میں مشترکہ پائی جاتی تھیں صرف انکو چھوڑ کر جو ہر ایک میں خاص
خاص تھیں،“ حالانکہ ایک جگہہ اس کے خلاف یہی صاحب اسطرح لکھتے
ہیں کہ ویدک دیوتاؤں کی ایک بہت مفید تقسیم کر سکتے ہیں اور یاسک نے بھی
کی ہے جو انہیں زمین ہوا اور آسمان تین حصوں میں تقسیم کرتا ہے اگر اس کی
مراد اس سے زیادہ نہ تھی کہ قدرت میں دیوی طاقت کے ظہورات کو ہم
تین مرکزوں میں تلاش کر سکتے ہیں ایک آسمان میں دوسرے ہوا میں تیسرے
زمین پر تو وہ اس دانائی کے لئے بڑی تحسین کے قابل ہے“
پروفیسر صاحب خواہ مخواہ اس لفظ کو ایک عقدہ لاینحل کی صورت میں پیش
کرتے ہیں حالانکہ نرکت کار نے اس کے معنی صاف طور پر بتا دئے ہیں کہ

देवो दानाद्वा दीपनाद्वा द्योतनाद्वा द्युस्थानो भवती-
तिवा ॥

یعنی دان۔ دیپن۔ چمکنا اور پرکاش والی جگہہ کے معنوں میں لفظ دیوتا استعمال
ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہ تمام گن کامل طور پر پرماتما میں گھٹ سکتے ہیں لہذا اسم اسکو
देवम् देवता महादेव یعنی دیوتاؤں کا دیوتا یا سب سے بڑا
دیوتا کہہ سکتے ہیں [illegible] چونکہ مادی اشیا پر بھی کچھ کچھ ان صفات کا اطلاق
ہو سکتا ہے لہذا اس [illegible] سے کہیں کہیں انکو بھی دیوتا کہا گیا ہے جیسے
یجروید ۱۴ میں اگنی۔ ہوا اور سوریہ وغیرہ کو دیوتا کہا گیا ہے۔

دیکھو ہندوستان ہم کو کیا سکھا سکتا ہے صفحہ ۱۴۳

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پس اس تمام بحث کا ماحصل یہہ ہے کہ دیگر منتروں پر جو لفظ دیوتا لکھا ہوا ہے اس کے معنی صرف یہی ہیں کہ وہ دیوتا اس مضمون کو بتلاتا ہے جسکا ذکر اس سوکت یا منتر میں آیا ہے اور بس۔ مثلاً رگوید کے پہلے منڈل پہلے سوکت کا دیوتا اگنی ہے۔ اب اس تمام سوکت کو دیکھہ جائیے یہی مضمون ملیگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ کہیں اسکا ارتھ بھوتک اگنی یعنی آگ اور بجلی کے معنوں میں ہو سکتا ہے اور کہیں اس لفظ سے مراد پرماتما کا صفاتی نام ہے کیونکہ وہی

ज्योतिरुत्तमम् یعنی سب سے اوتم جیوتی اور پرکاش والا ہے۔

وید کے بارہ میں مغربی ودوانوں کی ناقابلیت اور آریہ سماج کا کرتویہ

پچھلے چند صفحوں میں ویدوں کے متعلق مغربی سنسکرت دان علماء کی رایوں کا کچھ خلاصہ بطور نمونہ کے دکھانے کی کوشش کی گئی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ان تمام کی رایوں کا لب لباب اس مختصر مضمون میں آگیا در اصل یہ نمونہ مشتے از خروارے کے طور پر ہے۔ صرف پروفیسر میکس مولر صاحب کی چالیس کے قریب ایسی کتابیں ہیں جنکے جواب دینے کی ضرورت ہے اسیطرح سر مانیر ولیمس ولسن۔ گرفتھ اور پروفیسر میکڈانل صاحب وغیرہ کی بہت سی کتابیں ہیں جنپر ہمارے ریسرچ کے ودوانوں کو توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

اب کسی کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہوگا کہ باوجود اسقدر محنت و جہد کے مغربی علما ویدوں کے صحیح مطالب تک کیوں نہیں پہنچ سکے تو اس کے مندرجہ ذیل سبب ہیں۔

اول یہ کہ یہ لوگ ویدک الفاظ کے اصلی معنوں کو کام میں نہیں لاتے جہاں اسم معرفہ سمجھتے ہیں جو بعد کے پرانک ہسٹری میں اسم نکرہ بنائے گئے تو اسکے معنی اسم نکرہ کے طور پر ظاہر کر دیتے ہیں اور دھاتو سے تلاش کرتے ہیں۔ لیکن ما

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کامیاب رہتے ہیں کیونکہ نیستی سے ہستی ہو نہیں سکتی چنانچہ کئی جگہہ میکس مولر صاحب کو ہار کر یہ ماننا پڑا ہے کہ ویدوں کے معنی کرنیوالے کئی صدی کے بعد ہوں گے۔

دوسری وجہہ یہ ہے کہ یہ لوگ پہلے ویدانگ اور اپانگوں کا کام باقاعدہ مطالعہ نہیں کرتے جو ویدوں کی تفسیر کے لیے ازبس ضروری ہے۔ ویدوں کی تفسیر کرنیوالی...... میں علاوہ ان باتوں کا جنکا اوپر ذکر کیا گیا۔ ایک بڑی ضروری صفت یہ ہونی چاہیے کہ وہ ہر قسم کے تعصبات سے بالکل آزاد ہو یورپین علماء جس وقت ویدوں کو ہاتھ میں لیتے ہیں۔ دین عیسوی کی ظاہری یا باطنی پابندی اور لحاظ کیوجہہ سے بہت کچھہ انہیں اپنے ضمیر کی آواز کو دبانا پڑتا ہے میکس مولر صاحب نے جہاں ویدکی بہت تعریف کی ہے وہاں بیچارے کو ساتھہ ہی اس کے یہ بھی لکھنا پڑا ہے کہ میں اسے بائبل سے فوقیت نہیں دیتا۔ یہی حال مانیر ولیمس کا تھا پس ویدوں کے صحیح صحیح مطالب کا اظہار بھارت ورش ہی کے پنڈت کر سکتے ہیں نہ کہ یورپین جیسا کہ رایتھہ صاحب کا خیال ہے۔ لیکن ہمارے دلیش کے ودوانوں کی جو عدم توجہی اس جانب ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے اور پچھلے صفحات کے مطالعہ سے یہ آپکو معلوم ہو گیا ہو گا کہ کسطرح سے مغربی ودوانوں نے سنسکرت کے پوتر لٹریچر پر حملہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان میں سے ایک ایک شخص جس بات کے پیچھے پڑ جاتا ہے اُسے اپنے خیال کے مطابق حدتک پہونچا کر چھوڑتا ہے۔ جو کام ان لوگوں نے گذشتہ پچاس سال میں کیا ہے وہ قابل توجہ کے ہے۔ تا ہم انمیں سے چند ایک بوجہہ عیسائی پادری ہونے کے اپنی ضمیر کی آواز کو کھلے طور پر ظاہر نہیں کر سکے لیکن ہمکو ان کی محنت اور جفاکشی سے تو سبق سیکھنا چاہیے اگر ان سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں تو اوّل تو سب کچھہ اس کے ذمہ وار سائن ہیں اور یہی وجہہ ہے جن کی تفسیروں کی روشنی میں یہ لوگ ویدوں کا مطالعہ کرتے ہیں دوسرا سبب انکا عیسائیت میں پیدا ہونا ہے۔ تیسرے انکے ودوان ہونگے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں ہوا جیسے ہمارے بھائیوں کی غفلت کہ غیر لوگ وید اور بھارت ورش کے متعلق تحقیق میں اپنا وقت اور محنت صرف کریں اور ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے انکا منہ دیکھیں دعوے تو ہمارا یہ ہو کہ ہم ویدوں کا پرچار دیش ودیشانتروں اور دیپ دیپانتروں میں کریں لیکن کوشش سنسکرت پڑھنے کی بھی نہ کریں سنسکرت کو دور ہم میں سے کتنے ایسے ہیں کہ آریہ بھاشا اور دیوناگری تک نہیں جانتے اور نہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ سناتنی بھائیوں سے تو امید رکھنا ہی فضول ہے ان میں سے جو ودوان ہیں وہ زیادہ تر جوتش اور کتھا بارتا میں اپنی عمر صرف کر دیتے ہیں جو اُن کی آمدنی کے ذریعے ہیں اور کیا ضرورت ہے کہ وہ خشک ویدک لٹریچر کا مطالعہ کریں لیکن آریہ سماج کے لوگوں نے بھی اسقدر سرگرمی سے کام نہیں شروع جیسا کہ ان کا فرض ہے۔ سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ جو لوگ ہم میں سنسکرت کے اعلےٰ ودوان ہیں وہ انگریزی نہیں جانتے اور جو انگریزی کے عالم ہیں وہ سنسکرت سے ناواقف ہیں اس لئے مغربی سنسکرت دانوں کے اعتراضات اور حملوں کے جواب کا خاطر خواہ کوئی انتظام نہیں ہو سکتا اور اس سے طالب علموں پر برا اثر پڑتا ہے۔ پس اسکا بجز اس کے اور کوئی علاج نہیں کہ جو لوگ سنسکرت کی اعلیٰ تعلیم حاصل کریں وہ انگریزی زبان سے بھی ماہر ہوں۔ پنڈت گورودت جی نے اس کام کو کرنا شروع کیا تھا۔ ان کی کتابوں کی انگریز لوگ بہت قدر کرتے تھے جو طلبا یہاں سے ولائت میں تعلیم حاصل کرنے جاتے تھے وہ اکثر پنڈت جی کی کتابوں کو وہاں تقسیم کیا کرتے تھے۔ جب وہاں کے ودوان اُن کی اور تصنیفات مانگتے تو ہمارے بھائیوں کو نہائت حسرت اور افسوس کیساتھ یہی کہنا پڑتا کہ افسوس انکا لکھنے والا اب اس سنسار میں نہیں ہے۔ ہمکو مغربی ودوانوں کے اعتراضات سے ڈرنا نہیں چاہیئے کیونکہ سونے کو جتنا ہی تپایا جائے گا اتنا ہی اسکا جوہر کھلے گا۔ ہاں اگر خوف کرنا چاہیئے تو اپنی غفلت اور لاپرواہی سے۔ اس سے نوجوانوں کا عموماً اور آریہ کمار سبھاؤں کے ممبروں کا خصوصاً

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ سنسکرت کے حاصل کرنے اور اس کے پرچار میں تن من دھن سے کوشش کریں جبکا پہلا درجہ آریہ بھاشا یا دیوناگری لکھنا ہے اس میں مطلق تاخیر نہ کرنا چاہیئے۔ مت ڈریئے کہ سنسکرت زبان بہت مشکل ہے مشکلات پر فتح پانا انسان ہی کا تو کام ہے۔ کیا اس کے لئے کوئی دوسرا اشرف المخلوقات پیدا ہوگا۔ سنسکرت تو ایک طرح سے اپنی ملکی اور قومی زبان ہے جس کے بہت سے الفاظ ہماری روزمرہ کی بول چال میں ہیں۔ غور کیجئے ان دور دراز سمندر پار کے سنسکرت لکھنے والوں کی جفاکشی اور ہمت پر جن کی زبان کو ذرا بھی اس سے لگاؤ نہیں۔ جرمن کے ایک پروفیسر نے صرف تین سال کے اندر لگاتار محنت سے اعلیٰ درجہ کی سنسکرت کی تعلیم حاصل کر لی تھی پھر تو ہمکو آپ سے اور زیادہ امید رکھنی چاہیئے۔ وہ گرہستی جن کی اوستھا یا جن کے حالات اب اس قابل نہیں ہے کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں نہ سمجھیں کہ آپکا اس کام میں کوئی فرض نہیں ہے۔ آنکو دامے۔ درمے اور قدمے وغیرہ مدد کرنی چاہیئے۔ تعلیم کا پنر جیوت کرنا بڑا مہان یگیہ ہے جس میں یتھا شکتی آہوتی ڈالنا ہر ایک دھرمی کا فرض ہونا چاہیئے

مبارک ہوگا وہ دن جبکہ ویدک دھرمی اپنے آچاریہ پرماتما کو خوش کرنا چاہتے اور اپدیشوں کو سمجھ کر ویدک سنسکرت کی ترقی میں تندہی سے کوشش کریں گے۔ مبارک ہوگا وہ دن جب ویدک دھرمی اپنے پریواروں میں سنسکرت کو روزمرہ کی بول چال بنا دیں تاکہ ان کے بچے جتنا وقت سنسکرت زباندانی حاصل کرنے میں صرف کرتے ہیں وہی دیگر علوم سائنس اور ویدوں کی معانی پر روشنی ڈالنے میں صرف کریں گے۔ مبارک ہوگا وہ دن جب دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی کے اس آخری وصیت کو عملی جامہ پہنایا جاوے گا۔

"آریہ سماج میں تحریر کا کام بند نہ ہونے پائے"

اوم شم

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تحریف القرآن

نمبر ۱ و ۲ میں مسلمانوں کی دلائل عقلیہ و نقلیہ کی کیفیت ظاہر کر چکا ہوں کہ جو دلائل عدم ثبوت تحریف القرآن پہ مسلمان بھائی پیش کرتے ہیں وہ صرف ان کی لفاظی ہے۔ انمیں ایک بھی ایسی نہیں جس میں دلیل کہلانے کی صلاحیت یا قابلیت ہو۔ آج پرماتما کا نام لیکر اصل مضمون شروع کرتا ہوں قبل اس کے کہ میں سورہ و آیات والفاظ متفرقہ کی تشریح شروع کروں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف کے نزول و محمد صاحب کے عہد نبوت و قرآن کی ترتیب و انضباط کی کیفیت اور ہر ایک خلیفہ کے عہد میں قرآن کی درستی و ترمیم و تنسیخ دکھلاؤں جس سے قرآن کا عہد خلفا کی دست اندازی ثابت ہو کر تاریخ ترتیب قرآن کماینبغی معلوم ہو جائے گی اس لئے نمبر اول یہ

محمد صاحب کا عہد نبوت و قرآن شریف کا نزول اور اسکی حفاظت

عامہ مسلمین کا اسپر اتفاق ہے کہ قرآن کسی لکھی ہوئی کتاب کی صورت میں نازل نہیں ہوا اور نہ سب مضمون ہی ایک دفعہ نازل ہوا ہے بلکہ ایک ایک آئت کر کے ۲۲ - ۲۳ برس کی مدت دراز میں حسب ضرورت نازل ہوا مسلمان لوگ اسوقت میں کچھ آیات تو حفظ کر لیتے تھے اور بعض لکھ بھی لیتے تھے بعض آیات کا تحریر کرانا محمد صاحب کی نسبت بھی ثابت ہے جو انہوں نے زید بن ثابت یا حضرت علی کو طلب کر کے تحریر کرائیں لیکن ان تمام آیات کا جو وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہیں با ترتیب جمع ہونا یا لکھا جانا نہ تو حضرت ہی کیطرف سے ثابت ہوتا ہے نہ کسی مسلمان کا عہد محمد صاحب میں تحریر کرنا ثابت ہے۔ اگر محمد صاحب

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

کوئی نسخہ قرآن تحریر کر کے چھوڑ جاتے تو حضرت کے انتقال کے بعد وہ ضرور
برآمد ہوتا۔ اس حالت میں حضرت ابوبکر کو اس کے جمع کرانے کی زحمت نہ
گوارا کرنی پڑتی اور نہ حضرت عمر کو اس کی اصلاح میں سرگردانی ہوتی اگر
حضرت خود یا ان کے اصحاب باقاعدہ تحریر کر لیتے یا عوام مسلمانوں میں
ہی کسی کو اپنے خدا کی کلام سے محبت ہوتی یا اس کی حفاظت کا شوق ہوتا
تو حضرت کے انتقال پر صدہا قرآن دستیاب ہو جاتے اور خاص دولت سرائے
نبوی سے ہی نسخہ مرتبہ نبوی برآمد ہوتا۔ مگر افسوس کہ کچھ بھی نہ ہوا اور آپ کے
مریدوں نے نہایت کم توجہی فرمائی اور آیات قرآنی کو پراگندہ چھوڑ گئے۔
حضرت نے بالقوہ جمع و ترتیب قرآن کو غیر ضروری تصور کیا یا بالقول حضرات شیعہ
جو کچھ حضرات نے تحریر کرایا تھا وہ حضرت علی کے سپرد کر دیا تھا جس سے
انہوں نے ایک قرآن مرتب کیا جس نے رواج نہیں پایا اور امام مہدی
کے پاس ہے اور ہمارے لئے وہ بھی ناپید ہے۔ حضرات اہلسنت کی کتب
میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جس سے ثابت ہو کہ محمد صاحب کے عہد
نبوت میں قرآن باترتیب جمع ہوتا تھا اور بعد انتقال حضرت وہ نسخہ فلاں
جگہ سے اور فلاں شخص کے قبضہ سے برآمد ہوا اور بعہد خلیفہ ابوبکر وقت
جمع و ترتیب قرآن شریف اس سے مدد لی گئی۔ اگر کسی محمدی عالم کو انکار ہو
اور اس کے خیال میں ایسی احادیث موجود ہوں تو میں زور سے کہتا ہوں
کہ وہ اسکو ثابت کریں۔ اگر کوئی مسلمان عالم اس مضمون کی روایت کتب
اہل سنت میں دکھلا دے گا اور اس امر کو ثابت کر دے گا کہ محمد صاحب
کے انتقال کے بعد کوئی نسخہ قرآن مرتب موجود تھا تو میں سمجھونگا کہ اس نے
واقعی دین اسلام کے سر سے ایک بھاری بوجھ اتار دیا۔ اگر میرا بوتہ ہوتا ہم اجازت
اس بات کی سچی دیتا تو میں ضرور صدہا روپیہ کا اشتہار انعام اس مولوی کے
لئے مشتہر کر دیتا۔ مگر جلسہ ثابت ہونا ممکنات سے ہے اسواسطے آجتک کسی
مولوی صاحب نے اس سوال پر خاص توجہ نہیں کی

اگر بنظر غور و تعمق دیکھا جاوے تو حضرت خود و خاص اصحاب و عام مسلمین

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جمع وترتیب قرآن میں معذور تھے۔ کیونکہ نزول قرآن کچھ ایسے ڈھنگ پر تھا کہ مسلسل سورے نازل نہیں ہوتے تھے بلکہ ایسا ہوتا تھا کہ ایک سورہ ابھی نازل ہوا ہے کہ اس درمیان میں غیر متعلق دوسری سورت شروع ہوگئی وہ ختم نہیں ہونے پائی کہ تیسری آیات نازل ہوگئیں اسی صورت میں اگر صحابہ اسکو جمع بھی کرتے تو کسطرح ممکن تھا۔ اگر کوئی مسلسل و باقاعدہ کتاب ہوتی تو اس کو لکھتے چلے جاتے۔ اس انمل بے جوڑ کتاب کو کسطرح مرتب کرتے اس سب پر طرہ یہ کہ ناسخ ومنسوخ کی چھیڑ چھاڑ جاری تھی۔ جو آیت آج نازل ہوئی ایک گھنٹہ کے بعد اس کی زندگی کی اُمید نہیں۔ معلوم نہیں کہ کب اور کونسی آیت منسوخ ہو جائے اور محنت رائیگان ہو۔ اس لیے حضرت کے زمانہ حیات میں کسی کو جمع قرآن کی جرأت نہ ہوئی۔ اگر کوئی محب قرآن ان سب باتوں کو چشم پوشی کرکے جمع و ترتیب قرآن پر کمر ہمت باندھ بھی لیتا۔ پھر بھی سوائے ناکامیابی کے اسکو کچھ حاصل نہ ہوتا۔ کیونکہ قرآن مروجہ مطابق ترتیب نزول نہیں ہے بلکہ آیات و سورتیں مکی و مدنی ملی جلی ہیں سب سے پہلے مدنی سورتیں ہیں پھر مکی ہیں حالانکہ بروے تنزیل اول مکی پھر مدنی ہونی چاہئیں یہی کیفیت آیات کی ہے کہ مکی مدنی مخلوط ہیں۔ کوئی امتیاز نہیں رکھی گئی بس وہ ہر وقت کیونکر جمع ہو سکتی واقعات مصدرہ پر غور کرنے سے اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ حین حیات حضرت کے قرآن جمع نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہوا

شاید کوئی مسلمان خیال کرے کہ تمام قرآن آنحضرت کو حفظ تھا اور جبرئیل سال میں ایکمرتبہ بماہ رمضان قرآن عرض کیا کرتے تھے۔ جس کی غرض و غایت یہی تھی کہ حضرت کو خوب یاد رہے اور سال وفات میں دو مرتبہ جبرئیل نے قرآن پڑھا اور سنایا اور صحابہ بھی عرصہ آخیرہ میں موجود رہتے تھے۔ جس سے ثابت ہے کہ حضرت کے عہد میں حفاظ قرآن موجود تھے

اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت کا حافظہ قابل اعتبار نہ تھا۔ کیونکہ وہ آیات قرآنی بھول جایا کرتے تھے۔ شاید اسی خیال سے خدا کو سالانہ دورہ قرآن شریف کی ضرورت ہوئی تاکہ جو کچھ نازل ہو چکا ہے حضرت جبرئیل جاکر یاد کرا دیں۔ مگر افسوس

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا مقام ہے کہ خدا کی یہ سب کوشش رائیگان گئی۔ امام بخاری اپنی صحیح بخاری میں ایک باب نسیان القرآن قائم کرتے ہیں اس میں عائشہ سے روایت ہے صدیقہ فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ نے ایک شب کو مسجد میں ایک شخص کو قران پڑھتے سنا۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا رحم کرے اسپر کہ اسنے فلاں فلاں آیت کو مجھے یاد دلایا جو بھول گیا تھا میں فلاں سورہ سے۔"

اسکی سوید ایک اور حدیث مسلم شریف میں انہیں عائشہ صدیقہ سے مروی ہے

عبارت عربی قالت سحر رسول اللہ صلعم یہودی من بنی رزیق یقال لہ لبید بن الاعصم قالت حتے کان رسول اللہ صلعم یخل الیہ انہ لیفعل الشئ وما یفعلہ

ترجمہ

یعنی بنی رزیق کے ایک یہودی لبید نامی نے جادو کر دیا محمد صاحب پر جسکی تاثیر سے آپ خیال فرماتے کہ میں کچھ کام کر رہا ہوں حالانکہ وہ کوئی کام نہ کرتے ہوتے تھے

اخبار وطن لاہور جلد ۲ نمبر ۸ صفحہ ۱۲ جو تفسیر قران شریف چھپی ہے اس میں مفسر صاحب علامہ جلال الدین سیوطی کی رائے اسطرح نقل فرماتے ہیں کہ علامہ موصوف سا شخص مذکورہ بالا آیت کے اسباب نزول میں لکھتا ہے کہ اکثر آیات نبی پر رات کو نازل ہوتیں اور صبح کو آپ بھول جاتے اسپر مغموم رہتے پس یہہ آیت نازل ہوکر رفع حزن کا باعث ہوئی۔

کیوں صاحبو! جب نبی کا نسیان اسقدر جدید ہوا تھا کہ وہ آیات قرانی جن کی تبلیغ کے لیے مبعوث ہونے کے آپ دعویدار تھے فراموش کر دیتے تھے تو فرمایئے کہ امکان آخر تبدیل و سہو و غلطی بوجہ اتم ثابت ہے خصوصًا جبکہ حضرت کے وقت میں موجود رہنا کسی نسخہ قران کا ثابتًا نہیں ہوتا۔

اب رہا عہد محمد صاحب میں حفاظ قران کا موجود ہونا اور ان کا قران کو حفظ کرانا بالترتیب ثابت نہیں۔ جیسا کہ صفحات آئندہ میں بیان ہوگا۔ ہاں حفاظ کا ذکر بخاری صاحب نے صحیح بخاری میں کیا اور علامہ جلال الدین اتقان میں اسطرح نقل کرتے ہیں۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عبارت عربی۔ روی البخاری عن عبد اللہ بن عمرو بن
العاص قال سمعت النبیؑ یقول خذو القرآن من
اربعۃ من عبد اللہ بن مسعود و سالم و معاذ و ابی
بن کعب ای تعلموا منہم والاربعۃ المذکورۃ اثنان من
المہاجرین وھو المبتدء بھما و اثنان من الانصار و سالم
ھو ابن معقل مولے ابی حذیفہ و معاذ ھو ابن جبل۔

ترجمہ

بخاری نے عبد اللہ بن عمرو عاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا
لو تم قرآن کو چار آدمیوں سے۔ عبد اللہ بن مسعود۔ سالم۔ معاذ۔ ابی بن
کعب یعنی ان چار آدمیوں سے تعلیم قرآن حاصل کرو دو شروع والے
مہاجر ہیں اور دو انصار۔ سالم بن معقل غلام حذیفہ ہیں اور معاذ بن جبل ہیں۔
روایت بالا سے ظاہر ہے کہ یہہ چار اصحاب قرآن دان تھے اور دیگر تمام صحابہ
سے قرآن کو زیادہ جانتے تھے۔ حضرت سالم تو بعہد حضرت ابوبکر قبل جمع قرآن
جنگ یمامہ میں کام آئے حضرات عبد اللہ بن مسعود و معاذ بن جبل و ابی بن کعب بعہد
ابوبکر زندہ موجود تھے اور انمیں ابن مسعود وہ بزرگ بھی شامل ہیں جو دور اخیر
قرآن شریف میں حضرت کے ساتھ تھے۔ لیکن خلیفہ ابوبکر نے کسی غرض خاص
سے جمع قرآن کا اہم و مشکل کام کہ جسکو حضرت زید بن ثابت پہاڑ اُٹھانے سے
بھی زیادہ سخت اور سنگین کہتے تھے ان حضرات سے نہیں لیا بلکہ ایک نو
جوان اور بالکل صاحبزادے زید بن ثابت کے سپرد کیا جنکی تمام جوانی کی امنگیں
اور زندگی کی آئندہ امیدیں خلیفہ صاحب کی خوشنودی مزاج پر ملتی و موقوف
تھیں یہہ واقعہ قرآن مروجہ کو نہائت مشکوک کرتا ہے حضرت معاذ بن جبل عہد
خلیفہ دوم میں فوت ہوئے حضرت ابن مسعود و ابی بن کعب عہد حضرت عثمان
غنی خلیفہ سوم میں بھی وقائم تھے اسوقت بھی قرآن کے جمع و ترتیب کا سہرہ
حضرت زید کے سر بندہا اور یہ بزرگ تعلیم قرآن محروم کئے گئے بلکہ دودہ کی مکھی
کیطرح نکال کر پھینک دئے گئے نہ تو انسے کوئی مشورہ لیا گیا اور نہ شامل کئے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گئے ہاں یہ ضرور ہوا کہ ان حضرات کے مرتبہ صحائف جبراً چھین کر آگ میں جلی کیطرح جلا ڈالے اور ابن مسعود والی ابن کعب کی خوب مرمت کیگئی یہ قران والان اور محمد صاحب کے خاص شاگرد تازیست دوہائی دیتے رہے کہ ہائے ہائے قران غارت کر دیا گیا۔ قران کم ہو گیا۔ غیر قران قران میں داخل ہو گیا ہمکو جمع قران میں شامل نہیں کیا گیا ہاں تک ان حضرات کی تمنا تھی کہ اگر ہمکو امارت وخلافت ملتی تو ہم بھی قران مرتبہ عثمان غنی کو جلا کر خاک کر دیتے۔

کیوں دوستو احبا عہد حضرت کے حفاظ قران اور دورہ آخیر میں حضرت کے ساتھ دور کرنیوالے اس قران کے محافظ ہوں اور اسکو سوختنی و محرف کہیں تو پھر کیونکر آپ اسبات کو منہ سے نکال سکتے ہیں کہ حضرت کے عہد میں حفاظ تھے اور وہ دور آخیر میں شامل تھے اور انکا موجود ہونا آپ کو کیا نفع پہونچ سکتا ہے۔ اگر غور سے دیکھیے تو محمد صاحب کے عہد میں حفاظ کا کثرت سے ہونا ہرگز ثابت نہیں اگر حفاظ بکثرت ہوتے تو ابو بکر کو کیا غرض تھی جو ٹھیکریاں لکڑیاں اور سنگریزے جمع کر کے قران کو جمع کرتے سیدھا اور صاف راستہ یہی تھا کہ چار حفاظ کو بٹھلا کر قران جمع کر لیتے مگر کرتے تو جب جو حافظ ہوتے کسی کو چار آیت یاد کسیکو دس آیت اس سے ایک صحیح کتاب جمع نہیں ہو سکتی تھی اور پورے قران کا کوئی محافظ موجود نہ تھا۔

اتقان میں انس سے روایت ہے قال انس کان الرجل اذا قراء البقرۃ وال عمران جد فی اعیننا۔

یعنی حضرت انس فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سورہ بقر اور سورہ آل عمران کو پڑھ سکتا تھا تو وہ ہماری نظر میں بہت بڑا معلوم ہوتا تھا۔

کتاب موطا امام مالک میں درج ہے کہ ابن عبداللہ بن عمر مکث علے سورۃ البقرہ ثمانی سنین یتعلمہا۔ یعنی حضرت عمر کے صاحبزادہ عبداللہ کو سورۃ بقر کے سیکھنے میں آٹھ سال کی مدت ضرورت ہوئی ایک اور روایت میں ہے کہ پورے ۱۲ سال صرف ہوئے اور جب یہ سورۃ ختم ہوئی تو آپ نے ایک اونٹ کی اللہ کی راہ میں قربانی کی۔ یہ بڑے نامی گرامی حضرات کی کیفیت ہے۔ ایک ایک سورۃ

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے پڑھنے میں بارہ سال لگا دیتے ہیں تو سارے قرآن کے حفظ کے لیے تو مدت العمر درکار ہے ان روایات سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت کے عہد میں حفاظ کی کثرت تو کیا معنی ایک بھی پورے قرآن کا حافظ نہ تھا۔

یہانتک ہمنے یہ دکھا دیا ہے کہ محمد صاحب کے عہد نبوت میں نہ تو پورا قرآن جمع ہوا اور نہ کسی نے حفظ کیا اور اگر کسی نے کچھ یاد کیا بھی تو قرآن مروجہ کے مطابق نہ تھا اب چند شواہد اسی کے موید کتب معتبرہ اسلام سے اور بھی پیش کیجاتی ہیں جن سے اظہر و اشہر ہے کہ محمد صاحب کے عہد میں ہرگز قرآن جمع و ترتیب نہیں ہوا تھا۔ قرآن کے جامع بعہد ابو بکر و عثمان غنی زید بن ثابت ہیں اور یہ وہ اسلامی بزرگ ہیں جنکو ابن حجر عسقلانی کاتب وحی تحریر فرماتے ہیں سب سے اعلیٰ و قابل قدر ان کی رائے ہو سکتی ہے کہ ہمیشہ قرآن ان کے ہاتھ میں رہا اب بھی انہیں حضرت سے دریافت کرنا چاہیے کہ محمد صاحب کے عہد میں قرآن کی کیا حالت تھی۔

اتقان میں علامہ جلال الدین سیوطی یہ روایت نقل کرتے ہیں

عبارت عربی۔ حدثنا ابراہیم بن بشار حدثنا سفیان بن عنیہ عن الزہری عبید عن زاید بن ثابت قال قبض نبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یکن القرآن جمع فی شیء۔

یعنی زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ نبی صلعم کے زمانہ وفات تک قرآن کسی جزو میں جمع نہیں ہوا تھا۔ اس کی موید روایت خطابی ہے جو اسی اتقان کے اسی باب میں جمع و ترتیب قرآن میں درج ہے

عبارت عربی بکذا عبارتہ۔ الخطابی انما لم یجمع صلی اللہ علیہ وسلم القرآن فی المصحف لما کان یترقبہ من ورود ناسخ لبعض احکامہ و تلاوتہ فلما انقضی نزولہ بوفاتہ الہم اللہ الخلفاء الراشدین ذالک وفاء بوعدہ الصادق بضمان حفظ علی ہذا الامۃ فکان ابتداء ذالک علی ید الصدیق بمشورۃ عمر

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حضرت خطابی فرماتے ہیں کہ محمد صاحب نے اس وجہہ سے قران کو جمع نہیں فرمایا تھا۔ کیونکہ آپکو ہر وقت یہ خیال رہتا تھا کہ شاید آئندہ کچھہ نازل ہو جو احکام یا تلاوت بعض آیات کا ناسخ ہو۔ جب حضرت کی وفات سے زمانہ نزول قران ختم ہوا تو خداوند کریم نے خلفاء راشدین کو اسکا الہام کیا کہ وہ جمع کریں جس سے خدا کا وعدہ سچا ہو جو اسنے حفاظت قران کا کیا تھا۔ اس کی ابتدا زمانہ صدیق میں بمشورہ عمر ہوئی ان روایات سے باحسن الوجوہ ثابت ہے کہ حضرت کے عہد میں قران جمع نہیں ہوا تھا بلکہ پراگندہ و منتشر تھا جس کا مفصل ذکر عہد خلیفہ ابو بکر میں آے گا

علماء اہلسنت نے ابتدا سے آجتک کبھی انکار نہیں کیا کہ قرآن کے جامع اول زید بحکم ابو بکر ہیں لیکن آجکل بعض حضرات اس سے منکر ہیں اور انکا دعوے ہے کہ عہد محمد صاحب میں ہی قرآن مرتب و جمع ہو چکا تھا اور ضبط تحریر میں آچکا تھا ناظرین کی تفریح طبع کے لئے انکا دعوے و استدلال لطیف مع مختصر جواب ذیل میں درج ہے :-

مرزا حیرت صاحب مقدمہ تفسیر القران کے صفحہ ۱۳ پر تحریر کرتے ہیں ”عام مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ قران مجید زید بن ثابت نے جمع کیا اور بعض جامع القران حضرت عثمان غنی کو کہتے ہیں مگر ہم دونوں خیالات سے اختلاف رکھتے ہیں نہ ہم زید کو جامع القران کہتے ہیں اور نہ حضرت عثمان کو ہمارا یہ مذہب ہے اور ہم کو احادیث صحیحہ سے پورا پتہ لگتا ہے اور بمعہ شہادتیں بکثرت ہمارے پاس موجود ہیں کہ جامع القرآن خود حضرت رسالت مآب صلعم تھے یہ ضرور ہے کہ زید نے نظر ثانی کی یا حضرت عثمان نے قرات کا فرق نکالا مگر جامع القران کا فخر لقب اسی ذات پاک و معصوم کے لئے شایاں ہے جس کی نسبت یہ موزون ہو سکتا ہے

ریویو آف ریلیجز کے ایڈیٹر صاحب جلد ۲ کے صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں ”سب سے پہلے اور ضروری بات یہ ہے کہ جس شخص پر یہ کلام الہی نازل ہوتا تھا۔ اس کے سامنے ہی ضبط تحریر میں بھی آجاے تاکہ بعد میں کسی قسم کا اختلاف پیدا نہ ہو چنانچہ جب کوئی حصہ قران شریف کا نازل ہوتا تھا۔ اسوقت اس کو حضور سرور کائنات صلعم لکھوا دیتے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور مشتہر کرا دیتے اور اکثر اصحابوں کو حفظ کرا دیتے۔ یہانتک کہ اس انتظام کے ساتھ سارے کا سارا قران کریم آنحضرت کے سامنے آپکی زیر نگرانی و حفاظت لکھا گیا" یہ ہیں بے دلیل دعوے حامیان اسلام کے۔ مرزا حیرت صاحب تو فرماتے ہیں کہ انہیں احادیث صحیحہ سے پورا پتا لگا ہے اور بکثرت ہمعصر شہادتیں بھی انکے پاس موجود ہیں کاش دو چار احادیث صحیحہ کی نقل فرمانے کی مرزا صاحب تکلیف گوارا کرتے یا کوئی ہمعصر شہادت ہی تحریر فرماتے۔ اگر پہلے نہ کر سکے تو اب ہی تاکہ دنیا دیکھ لے اور معلوم ہو جائے کہ وہ کونسی شہادتیں اور احادیث صحیحہ ہیں یوں زبانی دعوے کا تو ہر شخص کو اختیار ہے جب چاہے دعوے کرے رات کو دن کہے یا صبح کو شام مگر واضح ہو کہ دعوے بے دلیل قابل تسلیم نہیں ہوتا۔

ایڈیٹر صاحب کی تحریر سے محققین خود نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ سب ان کی مابندوں پر زبانیاں ہیں۔ ؎

ے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ

بھلا جب قرآن کے نزول کا کوئی وقت معین نہ تھا۔ صبح و شام رات و دن کھاتے نہاتے۔ شہر میں صحرا میں سوتے جاگتے برابر وحی نازل ہوتی تھی تو وہ ذرا یہ تو بتلائیں کہ رات کو در دولت نبوی پر کون کون اصحاب قلمدان لیکر بیٹھا کرتے تھے۔ اگر کہو کہ حضرت خود یاد رکھتے تھے اور صبح کو یاد کرا دیتے یا لکھوا دیتے تھے تو پہلے اسکو روایت سے ثابت کرنا چاہئے۔ دوم حضرت کے حافظہ کی کیفیت اور طبیعت کی حالت اوپر درج ہو چکی ہے وہ ہرگز قابل اعتبار نہیں ہے۔

ان سب امور سے قطع نظر کرکے اگر دیکھا جائے تو حالت ترتیب قرآن اس امر کی شاہد ہے کہ عہد حضرت میں قران جمع و ترتیب نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا تھا کیونکہ قران ۲۳ برس میں ٹکڑے ٹکڑے کرکے نازل ہوا اور جس ترتیب سے قرآن آج ہمارے سامنے موجود ہے۔ اس ترتیب سے نازل نہیں ہوا بلکہ سورہ قران کو آج اسطرح آیات سے مرتب ہے کہ پہلی آیت وہ ہے جو آج نازل ہوئی۔ اور دوسری آئت وہ ہے جو اس آیت سے دس بارہ برس بعد نازل ہوئی۔ تیسرے پانچ برس اس سے پہلے کی ذرا سوچکر فرمائیے۔ ایسی ترتیب حضرت کیونکر کرا سکتے تھے۔ اور کیونکر دس سال کے بعد کی آیت پہلی آیت کیسا تھ دس سال پہلے ہی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترتیب ہو گئی جو ہرگز جمع ہو ہی نہیں سکتی اور نہ حضرت اس ترتیب سے لکھوا سکتے اگر کہو کہ جو آیت نازل ہوتی تھی وہ تحریر ہو جاتی تھی تو ضرور وہ قران اس قران کی ترتیب کے خلاف تھا۔ پھر آپ اس کے ثبوت میں اس قران مرتبہ نبی کو کیونکر پیش کر سکتے ہیں خدا توفیق دے تو بے خوف ہو کر فراغ حوصلگی اور علو ہمت سے اقرار کیجئے کہ حضرت کے عہد میں قران اور تھا اس کی ترتیب اس موجودہ قران کی ترتیب کے خلاف تھی۔ ذرا یہ تو سوچئے کہ آیات کے تغیر و تبدل اور مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرنے سے ضرور مطلب آیت میں فرق آجائے گا۔ کون نہیں جانتا کہ جو کچھ ہیں اور آپ لکھتے اور بولتے ہیں وہ ہی مقررہ کلمات و حروف و الفاظ ہیں جن کے مقدم و موخر کرنے سے ہر قسم کی گفتگو کر سکتے ہیں جس کے مطالب و معنی مختلف ہوتے ہیں جب محمد صاحب کے عہد میں آیات مطابق تنزیل جمع ہوا کرتی تھیں تو لاریب ثابت ہو گیا کہ صحیفہ مرتبہ نبی اور تھا اور یہ قران اور ہے جس کی ترتیب میں فرق اور مطالب میں فرق و اختلاف۔ پس قران موجودہ صحیفہ آسمانی ہے جس کو حضرت عثمان نے اپنی رائے سے مرتب کیا ہے۔ فرمائیے اگر حضرت جمع فرما بھی گئے اور وہ قران وہ ترتیب اب نہیں رہی تو حضرت کا چند آیات کو تحریر فرما جانا آپ کو کیا نفع پہونچا سکتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب ریویو فرماتے ہیں "بہت سے واقعات جو احادیث کے ذریعہ محفوظ ہو کر ہم تک پہونچے ثابت کر رہے ہیں کہ سارا قران شریف حضور مخبر موجودات کی حیات میں ضبط و تحریر میں آچکا تھا۔ بلکہ خود قران میں ہی بہت سے ایسے حوالے موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی زمانہ میں لکھا گیا تھا۔ پہلے تو لفظ کتاب ہی قابل غور ہے جو بار بار سورتوں میں قران کریم کی نسبت آیا ہے اور کتاب کے معنی لکھی ہوئی کے ہیں یعنی مصحف کے معنی الخ"

مرزا صاحب کی بکثرت معتبر شہادتوں اور احادیث صحیحہ کا منشا رہی یہی معلوم ہوتا ہے سبحان اللہ کیا معقول استدلال ہے۔ اسلام کی تیرہ صدیاں ختم ہو کر اب چودھویں شروع ہے بڑے بڑے نامی گرامی فاضل و لائق حامیان اسلام اس عرصہ میں پیدا ہوئے اور اپنی عزیز عمریں حمایت اسلام میں صرف کر گئے مگر یہ دلیل کسی نہ سوجھی۔ مگر اس چودھویں صدی میں لائق ایڈیٹر صاحب اور چند ایسے ہی اصحاب

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نے یہ لاجواب دلیل پیدا کی۔ میں بھی ایڈیٹر صاحب کو اس استدلال عجیب کے لیئے
مبارکباد دیتا ہوں۔ اور ان کی ذکاوت ولیاقت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا
درحقیقت ایڈیٹر صاحب نے ایک لاجواب دلیل قران سے پیدا کی جو نہ تو امام غزالی
کی نظر پڑی اور نہ فخر الدین رازی کو اور عام فضلا کی نظر سے مخفی رہی۔ ایڈیٹر صاحب
ریویو کو آفرین ہے کہ انہوں نے بادی النظر میں قران کا ثبوت خود قران سے ہی
نکالا۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ جسطرح علماء سلف نے اس استدلال کو لغو و بیہودہ
سمجھکر قلم انداز کر دیا ہے اسیطرح میرے ہمعصر علماء بھی اس عجیب استدلال کی تردید
پر کمربستہ و آمادہ ہیں اور ایڈیٹر صاحب کی تمام محنت و جانفشانی کا ملیامیٹ کرنے
پر تیار ہیں۔

مولوی عبد الشکور صاحب اہل سنت کے مشہور حامی و نامور مناظر اپنے اخبار النجم جلد ۲
نمبر ۱۸ صفحہ ۲۲ پر اسی دلیل کے باب میں فرماتے ہیں نقلی دلیل کا خلاصہ یہ ہے
کہ آیات قرانیہ خود اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن آنحضرت صلعم کے زمانہ کی
تدوین یافتہ کتاب ہے۔ ایڈیٹر صاحب نے اس ضمن میں بہت سی وہ آیتیں پیش
کردی ہیں جنمیں قران پر لفظ کتاب کا اطلاق کیا گیا ہے۔ مثلاً ذالک الکتاب لاریب فیہ
اور کتاب حکمت ایۃ وغیرہ و نیز بعض روایات وغیرہ بھی پیش کی ہیں مگر ان آیتوں
اور روایتوں سے اگر بہت ثابت ہو تو صرف اسقدر کہ قران اس زمانہ میں لکھ لیا جاتا
تھا۔ باقی رہا اسکا بصورت کتاب مدون ہونا ہرگز ان آیات و روایات سے ثابت نہیں
ہو سکتا۔ لغت عربی میں کتاب کے وہ معنی نہیں ہیں جو ہمارے عرف میں رائج
ہیں بلکہ کتاب ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو لکھی ہوئی ہو خواہ بصورت کتاب ہو یا نہو اسیوجہ
سے خط کو بھی کتاب کہتے ہیں بلکہ کتاب کا اطلاق اس چیز پر بھی ہوتا ہے جو لکھی جا
سکے گو بالفعل لکھی ہوئی نہو قران میں آیات قرانیہ پر کتاب کا اطلاق اسی اعتبار سے
ہوا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ بوقت نزول وہ لکھی ہوئی نہیں تھیں۔ حالانکہ کتاب کا
اطلاق انپر پہلے ہی ہو گیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ وہ لوح محفوظ میں لکھی
ہوئی تھیں اسوجہ سے انپر کتاب کا اطلاق ہوا اور بھی واضح ہو جاوے گا"
ہمارے ایڈیٹر صاحب ریویو کے استدلال کا جواب باصواب انہیں کے ایک عالم کی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قلم کا لکھا ہوا۔

واقعی لغت عرب میں کتاب کے معنی لکھے ہوئے ہی کے نہیں ہیں بلکہ یہ لفظ اس شئے پر بھی حاوی ہے جو لکھی جا سکے۔ تمام کتب لغات اسپر شاہد ہیں خود حضرت محمد صاحب نے جب حالت مرض میں وصیت نامہ تحریر کرنے کا قصد ظاہر کیا اور قلم دوات طلب فرمائی وہاں وصیت نامہ کو کتاب ہی فرمایا ہے یعنی تمہارے لئے ایک کتاب لکھدوں۔ وصیت نامہ جس کی تحریر کا ارادہ حضرت کر رہے تھے بوجہ ہونے شئے قابل تحریر کتاب لکھدیا حالانکہ حضرت نے ابتک تحریر نہیں کیا تھا۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں کوئی فاضل ایڈیٹر سا کوئی فہیم و ذکی یہ نہ سمجھ جائے کہ نہیں وصیت نامہ لکھا ہوا حضرت کے پاس موجود تھا جب ہی تو کتاب کا اطلاق ہوا۔ یا شائد کوئی اور اس مسئلہ کا نکتہ پیدا کرے کہ حضرت نے وصیت نامہ اس لئے ظاہر نہیں کیا اور مخفی رکھا کہ آئندہ امت بھی اسکو محفوظ رکھے تو اسکو واضح ہے کہ یہاں بحث صرف لفظ کتاب پر ہے اگر وصیت نامہ لکھا ہوا موجود تھا تو اسکا بار ثبوت اسپر ہے۔ الغرض ایڈیٹر صاحب نے اپنے مضمون میں ایسے ایسے نکات و اشارات بہت کچھ ظاہر کئے ہیں جنکا ذکر آئندہ تحریر ہوگا۔

ایڈیٹر صاحب ریویو آف ریلیجز ایک اور ثبوت پیش کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ قران شریف کے دیگر مقامات سے بھی اسبات کا ثبوت ملتا ہے کہ اکثی سورتیں ابتدائی زمانہ میں ہی لکھی جا چکی تھیں۔ چنانچہ سورہ واقعہ میں جو ابتدائی مکی سورتوں میں سے ہے اللہ تعالے قران کریم کی نسبت فرماتا ہے یہ قران بڑی قدر و منزلت کا ہے۔ ایک محفوظ کتاب میں لکھا ہوا ہے اُسے وہی چھو سکتے ہیں جو پاک ہیں اس سے دو باتیں پایہ ثبوت کو پہونچتی ہیں ایک تو یہ کہ قران ایک محفوظ کتاب ہے جسے کوئی مبدل و محرف نہیں کر سکتا دوسرا یہ کہ قران کریم اس ابتدائی زمانہ میں لکھا جا چکا تھا۔ کیونکہ ناپاک لوگوں کو اسکے چھونے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ ایک بڑی موٹی بات ہے کہ مس کے لئے کسی شئے کا وجود جسمانی رنگ میں ہونا ضروری ہے فقط الفاظ کو مس نہیں ہو سکتا الخ،، یہ قرانی ثبوت بھی جماعت احمدیہ کے خوش کرنے کو کافی ہو سکتا ہے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک محقق کی اس سے تشفی نہیں ہو سکتی جیسے آپ کے استدلال اور براہین کئے
کئے گئے یہ استدلال بھی ان سے کسیطرح کم نہیں بلکہ کچھ بڑھ کر ہے۔ آیت محولہ بالا
کا منشا و مطلب صاف ہے اس میں کسی کھینچ تان کی ضرورت نہیں تمام علمائے
اسلامیہ ابتدا سے آجتک اسکا مطلب یہ فرماتے رہے ہیں کہ قرآن شریف لوح
محفوظ پر لکھا ہوا ہے اسکو فرشتے جو پاک ہیں لمس کر سکتے ہیں اس میں تو قرآن کے
عدم تغیر و تبدل کا ذکر ہے اور نہ تحریر سے کچھ لگاؤ ہے ایڈیٹر صاحب نے ناحق اس کو
درج مضمون کرنے کی تکلیف فرمائی۔

میں بالغرض تکمیل بحث مان لیتا ہوں کہ آیت بالا کا وہی مطلب ہے جو فاضل
ایڈیٹر صاحب سمجھے ہیں۔ اب انہیں بتلانا چاہئے کہ کل قرآن شریف تو ابھی
نازل نہیں ہوا۔ بلکہ سورہ واقعہ ابتدا ہی جیسا کہ آپ تحریر کرتے ہیں کہ آیت
میں قرآن شریف کا ذکر ہے کہ جو بہت ہی کم نازل ہوا ہے۔ اور اکثر حصہ ابھی سماء
پر ہے۔ جائے غور ہے کہ جب تمام قرآن شریف نازل ہی نہیں ہو چکا تو اس
آیت سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ آیت کل قرآن پر حاوی ہے اور اس سے یہ ثابت
کرنا کہ قرآن با ترتیب مروج جمع و تحریر ہو گیا تھا یہ نے درجہ کی بو الہوسی تھی انکے دعوے
پر غور فرمایئے۔ وہ یہ ہے کہ سارے کا سارا قرآن کریم آنحضرت کے سامنے آپ کی
زیر نگرانی لکھا گیا" اس پر دلیل آپ یہ دیتے ہیں کہ قرآن میں آیا ہے کہ اسکو
اسی سے ترتیب ثابت ہو گئی۔ اسی سے تحریر ثابت ہو گئی۔ اسی سے
حضرت کی نگرانی بھی پایہ ثبوت کو پہونچ گئی

ایڈیٹر صاحب ذرا مہربانی فرما کر انصاف کریں کہ زید دعویدار ہے کہ اس کے
پاس ایک لاکھ روپیہ نقد جمع ہے۔ جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ اسکا ثبوت کیا
ہے تو وہ کہتا ہے کہ خالد نے میرے پاس ایک دھیلا دیکھا تھا۔ بکر نے ایک پیسہ
دیکھا تھا۔ عمر نے ایک دفعہ نقد چار آنے دیکھے تھے ایکدفعہ زید کے باپ کو کہتے سنا
کہ وہ زید کو سمجھا رہا تھا کہ دیکھو روپیہ کو کسی بد معاش چور کو نہ دکھانا فرمایئے ان شہادتوں
سے زید کے پاس ایک لاکھ روپیہ کا موجود ہونا آپ مان لینگے۔ مجھے یقین ہے کہ
آپ اور تمام عقلا روزگار یہی کہیں گے کہ اس سے ہرگز زید کا دعوےٰ پایہ ثبوت

CC-0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو نہیں پہونچ سکتا جس طرح زید کا دعوے ثابت نہیں ہو سکتا اسی طرح آپکا دعوے بھی ان استدلالات سے پایہ ثبوت کو نہیں پہونچ سکتا۔

مجھے تو آپکی تحریر پڑھ پڑھ کر تعجب ہوتا ہے کہ آپ کر کیا رہے ہیں۔ آخر اسقدر کتب احادیث ہیں تواریخ ہیں مسانید ہیں صدہا تفاسیر ہیں آپکو ایک روایت بھی نہیں ملتی کہ حضرت کے وقت میں اسطرح قران جمع ہوتا تھا۔ فلاں صحابی یا صحابہ کے قبضہ میں تھا۔ اگر یہہ نہیں تو خیر یہی سہی کہ کسی صحابی نے دیکھا ہو کہ حضرت نے کسی کو نقل کے لئے وہ جمع شدہ و تحریر شدہ قران دیا ہو۔ اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو صرف قران کے رکھنے کی بابت کوئی روائت تلاش کیجئے کہ کہاں اور کس چیز میں رکھا جاتا تھا۔ وقت ہجرت حضرت کے پاس تھا۔ یا حضرت ابوبکر کے پاس اور کمر سے باندھا تھا یا خورجی میں رکھا ہوا تھا۔ یا گلے میں حمائل تھا۔ آپ کے علماء نے ضرور لکھا ہوگا تلاش کیجئے۔ کیا غضب ہے کہ حضرت کے جوئیں دیکھنے جھاڑو لگانے کرتے کے پیوند جوتیوں کے پیوند وغیرہ وغیرہ ذرا ذرا سے امور درج کتب ہوں مگر خاص کلام اللہ کی بابت جس کی تبلیغ کے لئے مبعوث ہوئے وہ دعویدار تھے۔ کتب حدیث کے منہ پر مہر خاموشی ہو۔ تواریخ کے ورق خالی ہوں مگر یہ کیونکر ہوتا اگر حضرت تحریر کراتے یا اصحاب ہی قران کو تحریر کرتے تو ضرور یہ واقع بھی درج ہوتا۔ افسوس کہ ایڈیٹر صاحب ریویو اف ریلیجز کو کتب احادیث مدد نہیں دیتیں تواریخ دستگیری نہیں کرتی مسانید خاموش ہیں۔ ایڈیٹر صاحب نے لفظ کتاب کہیں دیکھ پایا خوش ہو گئے کہ تحریر ثابت کہیں لمس ملگیا تو تیب ثابت ہوگئی اجناب اس سے نہ ترتیب ثابت ہوتی ہے اور نہ تحریر کوئی اور ثبوت تلاش کیجئے۔

شادا از حصار

تمباکو

اب شاید دنیا میں کوئی آدمی بھی ایسا نہیں ملسکتا کہ جس نے تماکو کا نام نہ سنا ہو مگر یہ حالت پہلے نہ تھی۔ ہندوستان کے باشندے اکثر اب بھی کسی نئی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چیز کے استعمال سے گریز کرتے ہیں۔ مبادا وہ تمباکو جیسی ام الخبائث سے بھی اس کے اوائل دور میں اجتناب کرتے تو آج لڑکوں کی یہ روش ہرگز قابل افسوس نہ ہوتی۔ اب ہم ذرا اس کی تاریخ سنانا چاہتے ہیں:-

جنوبی امریکہ کے اصلی باشندے لوگ مدتوں سے تمباکو استعمال کیا کرتے تھے لیکن ہندوستان کی تلاش کا دیوانہ کولمبس جب وہ ۱۴۹۲ء میں کیوبا میں پہنچا تو اس نے اپنے آدمیوں کو اس جزیرے میں اس غرض سے روانہ کیا کہ وہ جا کر اس کے حالات دریافت کریں۔ واپسی پر ان آدمیوں نے منجملہ دیگر عجائبات کے ایک یہ بھی بیان کیا کہ اس جزیرے کے باشندے منہ اور ناک سے دھواں نکالتے ہیں" اس وقت کی یہ معمولی بات بہت حیرت انگیز معلوم ہوئی۔ یہ کسے خبر تھی کہ یہ بلا وبال جان ہی نہیں بلکہ مرض اقوام ہو کے رہے گی؟

اگرچہ ٹھیک تاریخ تو معلوم نہیں مگر غالباً پندرہویں صدی میں انگلستان میں پہلے پہل سر والٹر ریلے نے پائپ پیا۔ چنانچہ یہ قصہ مشہور ہے کہ جب سر والٹر ریلے کے ایک نوکر نے ان کے منہ سے دھواں نکلتا دیکھا تو یہ خیال کر کے کہ شاید انہیں آگ لگ گئی ان پر پانی کی بالٹی ڈال دی۔ کاش کہ اسی وقت یہ بلا ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ ایران میں اس کی حکومت شاہ عباس ثانی کے زمانہ میں جاری ہوئی پہلے پہل تو اس کی بڑی مخالفت کی گئی۔ یوروپ میں مسلمان عیسائی اور دیگر بادشاہوں نے اس کی ترقی روکنے کے لئے متفقہ کوششیں کیں۔ انگلستان کی ملکہ الزبتھ (ہمعصر اکبر اعظم) نے تمباکو نوشی کی ممانعت میں ایک تحریری حکم نافذ فرمایا۔ اس کے بعد ملک جیمز نے تمباکو نوشی پر سخت جرمانہ مقرر فرمایا اور اس کے جانشین شاہ چارلس نے اس حکم کو بحال رکھا۔ ہندوستان میں بھی غالباً جہانگیر بادشاہ کے عہد میں تمباکو نوشی حکماً بند تھی۔ مگر باوجود اس مخالفت کے اس کے رواج کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ یوروپ اور ایشیا کے قریباً تمام ممالک میں اس کا رواج ہو گیا۔ ہندوستان میں اس کی آمد عہد اکبری یعنی غالباً سولہویں صدی میں انگریزوں کی بدولت ہوئی۔

دفعہ ۔ اجوائن خراسانی کی طرح تمباکو بھی ایک نباتاتی دوا ہے جس کو

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اطبا اور ڈاکٹر مدتوں تک استعمال کرتے رہے ہیں مگر اب وہ قریب قریب متروک ہو گئی ہے۔ پھر بھی وقت ضرورت طبیب یا ڈاکٹر کی ہدائت کے موافق اس کا دوا استعمال کرنا کچھ بیجا نہیں مگر عادت اس کی وبال جان ہے اور یہی سبب ہے کہ جب کوئی شخص پہلی بار اس کو منہ لگاتا ہے تو اسے متلی یا قے ہوتی ہے سر درد کرتا ہے۔ چکر آنے لگتے ہیں۔ جسم پر پسینہ نمودار ہو کر کمزوری معلوم ہوتی ہے اور دل ڈوبا جاتا ہے۔ گویا یہ سب قدرت کیطرف سے تنبیہی اشارات ہوتے ہیں مگر بھلا حضرت انسان ایسی ویسی ہدایتوں کو کب سمجھنے لگا۔ جب وہ بار بار تمباکو پینے کا عادی ہو جاتا ہے تو قدرت بھی تنبیہات سے فائدہ حاصل ہوتے نہ دیکھکر ہدائتوں کی بجائے تازیانے لگانے شروع کر لیتی ہے۔ جس کو عام حکیم یا ڈاکٹر درد سر۔ چکر آنا۔ رعشہ۔ لرزہ۔ مرگی۔ ضعف حافظہ۔ سکتہ۔ مراق۔ فالج۔ بیخوابی۔ دیوانگی۔ تاریکی بصارت۔ سرطان۔ کھانسی۔ سل۔ کمزوری وغیرہ سے منسوب کرتے ہیں۔ خدا کی پناہ! ایک تمباکو کے کتنے غلام نادرم خریدہ میسر آتے ہیں۔

"العادۃ طبیعت الثانیہ"

پھر اسکا ترک کرنا مشکل بلکہ قدرے ناممکن ہو جاتا ہے۔ چنانچہ انگلستان کے مشہور شعرا ملٹن اور ٹینی سن اور مشہور فلاسفرز کارلائل اور سپنسر اور امریکہ کے مشہور پادری ہال صاحب وغیرہ وغیرہ تمباکو نوشی کی عادت سے ایسے مغلوب ہوئے کہ مدت العمر اسے ترک نہ کر سکے۔ چنانچہ مسٹر ٹینی سن کی نسبت یہ حکائت مشہور ہے کہ ایک شام کو اس نے تمباکو نوشی کے ترک کر دینے کا عزم بالجزم کر کے اپنا پائپ پھینک دیا مگر اگلی فجر کو بیچارہ اپنے گھر کے پیچھے باغ میں اپنے اسی پرانے پائپ کی تلاش کر رہا تھا۔ ڈاکٹروں نے تمباکو کے زہریلے اجزا کی نسبت بڑی بڑی تحقیقات کی ہے تمباکو کا معمولی طور پر عرق کشید کرنے سے اس میں نکوٹین جو سم قاتل ہے تھوڑی مقدار میں پایا جاتا ہے اور ایک قسم کا روغن بھی پایا جاتا ہے جسے نکوٹین کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک کا ایک قطرہ خصوصاً نکوٹین کا ایک معمولی کتے کے ہلاک کرنے کے لئے کافی ہے اور دو قطروں سے بڑے سے بڑا کتا بھی ہلاک ہو جاتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے پرندے تو محض اس کی بو سے ہی مر جاتے ہیں

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اگر تیز حرارت پر عرق کشید کیا جاوے تو ایک قسم کا ایمپیروفیک روغن حاصل حاصل ہوتا ہے جو بھورے رنگ کا ہوتا ہے اور جس میں تمباکو جیسی بو ہوتی ہے اس روغن کے بھی ایک دو قطروں سے بلی۔ کتا وغیرہ ہلاک ہو جاتا ہے

مسٹر ہیرو صاحب جو ایک افریقی سیاح ہیں بطور یقین فرماتے ہیں کہ وہاں کے باشندے سانپ کے ہلاک کرنے میں تمباکو استعمال کرتے ہیں۔ یعنی وہ اپنے حقے کی ہنے کا ذرا سا میل سانپ کے منہ میں ڈالدیتے ہیں کہ بس اس کی روح چھومنتر ہو جاتی ہے۔ اکثر یہ طریقہ پنجاب کے بعض مقامات میں مروج ہے بقول ڈاکٹر مستی صاحب ۲۰ یا ۳۰ گرین (۱ ماشہ ڈیڑھ ماشہ) تمباکو کا جوشاندہ رفع تشنج کے لئے مکرر سہ کرر دینے سے کئی مریض جاں بحق تسلیم ہو گئے۔

کچھ عرصہ ہوا ملک فرانس کی طبی مجلس میں تمباکو نوشی کی کثرت سے اس ملک کے حالات بیان کئے گئے تھے کہ یہاں تمباکو نوشی سے سرطان۔ دیوانگی فالج وغیرہ کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ انگلستان کے ڈاکٹروں کا بھی خیال ہے کہ شراب تمباکو نوشی کی کثرت سے یہاں عصبی امراض خصوصاً فالج کی بڑی بھرمار ہے ملک جرمن کے ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ ان کے دلیل میں ۱۸ سے ۳۵ برس کی عمر کے جو لوگ مرتے ہیں ان میں سے نصف محض کثرت تمباکو نوشی کی نذر ہوتے ہیں۔

یوروپ اور امریکہ کے کارخانوں میں یہ بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ایسے کارخانوں میں کام کرنیوالے لوگ ضعیف نحیف اور زرد رنگ کے ہو جاتے ہیں۔ لمبی عمر حاصل کرنا تو امر محال سا ہو چلا ہوتا ہے۔

عام مزارعین کی شکایت ہے کہ جس زمین میں تمباکو کی کاشت ہوتی ہے وہ زمین بہت کمزور ہو جاتی ہے۔ بھلا پھر جس کے سینے میں تمباکو جلائی جائے اس کی کیا حالت ہوگی۔

تمباکو چار طرح سے استعمال کیا جاتا ہے (۱) ناک کے ذریعہ سے نسوار یا سونگھنی جسکو مغز روشن کہتے ہیں جو واقعی مغز کندن ہے (۲) تمباکو کھانا۔ سرتی چبانا۔ (۳) سگار یا سگریٹ کے طور پر پیتے ہیں (۴) حقہ کا یا سنک۔ یہ طاقت درجہ

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بدرجہ گھٹتی جاتی ہے"
تمبا کو کا اثر مضر صحت ہی ہوتا ہے۔ بوڑھوں کی نسبت جوانوں میں اور جوانوں کی نسبت نوجوانوں میں اس کے نقصانات زیادہ محسوس ہوتے ہیں اور چونکہ اس سے جسمی اور دماغی نشو نما پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے ۲۲ برس سے کم عمر کے نوجوانوں کو ہرگز اسکا استعمال نہ کرنا چاہئے چنانچہ امریکہ اور یوروپ کے بعض ممالک میں نوجوانوں اور طالب علموں کے لئے تمباکو نوشی قانوناً ممنوع ہے اور اب ہمارے ہندوستان میں بھی خاص کر کے لڑکوں کے لئے سر رشتہ تعلیم کی طرف سے اس کے ترک استعمال کے لئے سخت نوٹس ہوئی ہے۔
یہ تو تمباکو کی ذات شریف کی خوبیاں ہوئیں اگر ان کے لوازمات یعنے حقہ وغیرہ کے ایک دوسرے کے استعمال کے نقصانات بیان کئے جائیں تو بیج جانئے کہ اسقدر بھیجنی ہو کہ شاید آپ میرے اس بیان کو پڑھنے کے لئے تیار نہ ملیں۔ اب حضرات ناظرین خود اس بلائے بے درمان سے بچنے کی کوشش کیجئے۔ اگر اور کوئی بے اس کے نقصانات بیان کرو گے تو میں یہ سمجھوں گا کہ آپ :-

ذی ہوش و ذی وقار ہیں اسپر بدل نثار
انساں نہ گر ہو شاہد صحت سے ہمکنار
تو پھر درون کی زندگی بھی ہو اس کے بدن کو بار

دو دہ نرائن لال الہ آباد

تمدن ہند

(گذشتہ سے پیوستہ)

کھینگ کتی چینی سفیر متعینہ سیام لکھتا ہے کہ سیودری جو فاچین شاہ سیام کا ایک رشتہ دار

سے سکس، مولر "ہندوستان ہم ہیں کیا سکھا سکتا ہے" صفحہ ۵۵۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تھا ۶۳۱ء میں ہندوستان میں آیا۔ واپسی پر اس نے اپنے بادشاہ کو یہ رپوٹ دی کہ "اہل ہند راستباز اور ایماندار ہیں"

"چوتھی صدی عیسوی میں فرائر جارڈلنس (ایک پادری) لکھتا ہے کہ ہند کے لوگ سچ بولنے والے ہیں اور انصاف و عدالت میں اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں[۵]"

فاکی چیو جو ہانگ لی شہنشاہ چین کا سفیر بنکر ۸۵۶ء میں ہند میں آیا تھا اور امور کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "وہ دہرم کے قول پر اعتماد رکھتے ہیں"۔

ادریسی اپنے جغرافیہ میں جو گیارہویں صدی میں لکھا گیا تھا رقمطراز ہے کہ اہل ہند بالطبع انصاف پسند ہیں اور اپنے قول و فعل میں انصاف سے کبھی دست بردار نہیں ہوتے ان کی راسخ عقیدت راستبازی اور اپنے اقرار و معاہدات کی تعمیل و پابندی مشہور خلائق ہے اور ان اوصاف حمیدہ میں وہ ایسے مشہور ہیں کہ خلقت چار کھونٹ سے ان کے ملک میں چلی آتی ہے[۶]"

تیرہویں صدی عیسوی میں شمس الدین ابو عبداللہ۔ بدرالزمان کے اس مکالمہ سے اقتباس کرتا ہے:۔

اہل ہند آبادی میں ریت کے والوں کی طرح بہ کثرت ہیں ان میں دغا اور زبردستی بالکل نہیں ہے۔ زندگی اور موت کا انہیں کچھ خوف نہیں ہے[۷]

مارکوپولو (۱۳ویں صدی) لکھتا ہے "تمہیں معلوم رہے کہ یہ برہمن دنیا میں سب سے اچھے تجار اور سب سے زیادہ راستگو اور راستباز ہیں۔ کیونکہ وہ دنیا کی کسی چیز کی خاطر بھی جھوٹ نہیں بولینگے[۸]"

کمال الدین عبدالرزاق سمرقندی (۱۴۱۳ء تا ۱۴۸۲ء) خو خاقان کی طرف سے کالی کٹ کے راجا اور دویانگر کے راجا کے دربار میں (۱۴۴۰ء تا ۱۴۴۵ء) سفیر بنکر گیا تھا اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ اس ملک میں تجار کامل حفظ و امن سے رہتے ہیں"

علامہ ابوالفضل لکھتا ہے:۔ ہندو سچائی کے مداح ہیں اور اپنے تمام کاروبار اور تعلقات

---

[۱] چیمبرس میلر ہندوستان۔ وہ ہمیں کیا سکھا سکتا ہے صفحہ ۵۵

[۲] مارکوپولو جلد ۲۔ صفحہ ۳۵۴

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں انتہا درجہ کے ایماندار ہیں۔"[۱۱]

سر جان ملکم لکھتا ہے:۔ "ان میں سچائی ایسی قابل تعریف ہے جیسے دلاوری[۱۲]۔" کرنل سلیمن جس کو اکثر اہل فرنگ کی نسبت اہل ہنود کے چال چلن اور وضع و اخلاق کی واقفیت حاصل کرنے کا زیادہ موقعہ حاصل تھا ہمکو یقین دلاتا ہے کہ دغا و جھوٹ ایک گاؤں کے باشندوں میں بالکل معدوم ہے" اور لکھتا ہے کہ ایسے سینکڑوں مقدمے میرے سامنے پیش ہوئے تھے جن میں ایک شخص کی جائداد آزادی حتی کہ زندگی اس کے جھوٹ بولنے سے بچ جاتی۔ لیکن اسنے جھوٹ بولنے سے انکار کیا۔ اسپر پروفیسر میکس مولر یہ سوال کرتا ہے۔ کیا بہت سے انگلستان کے جج ایسا کہہ سکتے ہیں؟"[۱۳]

وہ کونسی دھری ہے جسپر کہ رامائن کی داستان گردش کرتی ہے۔ وہ کتاب جو کہ آج دن تک ہندو کیرکٹر کے بنانے میں بڑا رسوخ اور سارے ملک ہند میں نہایت ہی جذب و اثر رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ حق پر رہنا اور راستباز رہنا۔ اگر جان بھی جائے اور جو کچھ اس دنیا میں عزیز اور قریب ہے ضائع ہو جائے۔ سب سے بڑی شخصیت جسے مہابھارت واضح کرتی ہے یعنی بھیشم پتامہ کی زندگی کیا سبق سکھاتی ہے؟ یہ کہ چاہے کچھ ہی ہو سچ اور راستبازی کو نہ چھوڑو۔

پروفیسر میکس مولر لکھتا ہے جن لوگوں کا اہل ہند سے واسطہ پڑتا تھا ان کے نوٹس میں جو چیز سب سے زیادہ آتی تھی یہ تھی کہ سچ کی محبت انکے قومی کیرکٹر کا نمایاں نشان تھا۔ کسی نے کبھی انپر جھوٹ کا الزام نہیں لگایا۔ اس کی یقیناً کوئی وجہ ہوگی کیونکہ یہ رائے کوئی ایسی رائے نہیں ہے جو کہ سیاح ایک غیر قوم کی نسبت ہمیشہ ظاہر کریں۔ یعنی کہ وہاں کے باشندے ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی کبھی ایسا نہیں ہوا۔ فرانس کے انگریزی سیاحوں کے حالات کو پڑھو تو تمکو معلوم ہوگا کہ ان میں اہل فرانس کی ایمانداری اور راستگوئی کا برائے نام ذکر ہے اس کے مقابل میں انگلستان کی نسبت فرانس والے برے الفاظ میں ہی ذکر کرتے ہیں[۱۴]

---

[۱۳] میکس مولر ایضاً۔ [۱۲] ایلیٹ صاحب کی تواریخ ہند جلد ۱ صفحہ ۸۸۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیکن صرف راستبازی ہی کے لیئے ہنود شہرہ آفاق نہیں تھے۔ ان کی فیاضی تحمل۔ صاف دلی۔ ذہانت تواضع۔ باوفائی۔ انکسار۔ زہد و اتقا۔ علم سے محبت جفاکشی جلادت اور غیرت اور ایمانداری کی ایک زبردست جس اب تک مشہور نام ہے [۸]

"میکسی تھینیز[۱۰] نے غلامی کی عدم موجودگی[۱۱]۔ عورتوں کی عصمت شعاری اور مردوں کی دلاوری ہند میں دیکھکر بڑی تعریف کی۔ دلاوری اور شجاعت میں وہ تمام ایشائی قوموں سے بڑھ چڑھ کر تھے۔ پرہیزگار۔ شاذ و نادر مقدمہ کرنے والے اور اپنے دیسی راجاؤں کی ماتحتی میں امن سے رہتے تھے۔"

باریک اور حزرس مورخ علامہ ابو الفضل رقمطراز ہے: "ہندو لوگ سدھ ہی۔ ملنساری۔ اجنبی کی تواضع کرنیوالے۔ بشاش رہنیوالے۔ علم و عقل کے فریفتہ انصاف پسند۔ بیوپار میں سیانے۔ احسان ماننے والے۔ حق پسند اور اپنے برتاؤ اور اقرار میں حد درجے کے پابند۔ اور پا مدار ہیں۔"

کرنل ٹاڈ اسی پر توضیح کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ان کی وعدہ وفائی۔ راستبازی ایمانداری و دیانتداری۔ ان کی جلاوت اور بہادری۔ ان کی سیدھی سادی نمکحلالی اور اعلےٰ ترین درجے کی اور دلپر اثر کرنیوالی جانثاری جب کہ بات اپنے چھوڑ دیکھا ہے قابل تعریف ہے۔"

نیبوہر لکھتا ہے کہ "اہل ہند دنیا کی قوموں میں سب سے بڑھ کر بے تعصب قوم ہیں اور اسکا قول ہے کہ وہ رحمدل۔ نیکوکار۔ محنتی ہیں۔ اور شائد تمام نوع انسان میں وہی ایسے ہیں جو انسانوں کو سب سے کم دُکھ دیتے ہیں۔

ہندوؤں کا اعلیٰ اور ستھرا چال چلن۔ بے غرضانہ جان نثاری اور کمال محبت اُنکے لئے جو دوست یا اقربا ہوں۔ مہاراجہ جگ سنگھ کی زندگی کے اس تاریخی انکار سے

[۸] میکس مولر کا ہندوستان۔ وہ ہمیں کیا سکھا سکتا ہے صفحہ ۲۷۵؛ [۹] مارکو پولو جلد ۲ صفحہ ۳۵۰
[۱۰] ٹاڈ صاحب کا وقائع راجپوتانہ جلد ۱ صفحہ ۶۴۳۔ [۱۱] جیمس مل کی تواریخ ہند جلد ۱ صفحہ ۳۲۳
[۱۲] میکس مولر کی کتاب "ہندوستان ہمکو کیا سکھا تا ہے" صفحہ ۵۰ [۱۳] میکس مولر ایضاً
[۱۴] سر ولیم ہنٹر کا گزیٹیر جلد ۲۶۶؛ [۱۵] پادری ہارس لکھتا ہے: "ہندو کسی معنی میں غلام نہیں ہیں اور نہ کبھی ایسے ہو سکتے تھے۔ ہند میں ہر جماعت کو آزاد باشندے دیکھکر اہل یونان بہت حیران ہوئے۔ مذاہب دنیا صفحہ ۴۳ وغیرہ

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

شرح پالی ہے جو اپنے مکتی کے قبول کرنے سے کیا جبکہ اس کی بیوی اور بھائی سورگ کے باہر بیٹھے تھے۔ مہابھارت میں درج ہے :۔

یکایک ایک ایسا شبد ہوا جو زمین و آسمان میں گونج گیا۔ اور اندر اپنے بوان پر سوار ہو کر نمودار ہوا۔ اسنے مہاراجہ سے پکار کر کہا آؤ اس بوان پر سوار ہو جاؤ۔ اسوقت جدھشٹر نے پیچھے مڑکر اپنے گرے ہوئے بھائیوں پر نظر ڈالی اور ایک دردناک لہجے میں اندر سے کہا۔ میرے بھائیوں کو بھی میرے ساتھ چلنے دو جو وہاں گرے پڑے ہیں۔ اے اندر میں تیرے بیکنٹھ میں نہیں جاؤں گا۔ اگر وہ وہاں میرے ساتھ نہ ہوں۔ اور مہاسندر شہزادی دروپدی پڑی ہے جو پوری مستحق ہے وہ بھی ہمارے ساتھ چلے!"

سر مونیر ولیمس[1] لکھتا ہے: "دیسی لوگ کبھی ارادتاً جان ضائع نہیں کرتے وہ ایک انگریز کے جوش و خروش میں جو برسات کے بعد کھلے دن کو شکار مارنے کے لئے اٹھتا ہے کبھی شریک نہیں ہوتے۔ اور نے مخلوقات کے حق میں ان کا طرز عمل یہ اصول رکھتا ہے کہ خود جیو اور دوسروں کو جینے دو۔"

مسٹر الفنسٹن لکھتا ہے[2]: "دیہاتی بے ضرر اور محنتی آدمی ہیں اپنے خاندان سے پیار رکھتے ہیں۔ ہمسائیوں کے ساتھ مہربانی کرتے ہیں اور گورنمنٹ کے سوا سب سے خلوص دلی برتتے ہیں۔"

۱۸۱۳ء میں انگلستان کی پارلیمنٹ کے روبرو شہادت دیتے ہوئے مسٹر مرسر لے نے کہا تھا[3] "ہندوؤں کے مزاج نرم اور حلیم ہیں۔ انکا عام چلن شائستہ اور شستہ ہے وہ خاندانی تعلقات میں مہربانی محبت رکھنے والے ہیں۔

کپتان سڈن ہم کا قول ہے کہ: ہندوؤں کا عام چال چلن انکساری کا ہے۔ وہ تربیت پسند۔ پرہیزگار بے ضرر اور بڑی محبت اور جان نثاری اور وفاداری کا وصف

[1] موجودہ ہند اور ہندوستانی صفحہ ۳۳

[2] الفنسٹن کی تواریخ ہند صفحہ ۱۹۹

[3] جیمس مل کی تواریخ ہند جلد صفحہ ۵۲۳

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رکھتے ہیں۔ تیز فہم۔ دانا اور جری و مستعد ہیں۔ عموماً وہ ہنسمکھ اور ایماندار اور راستباز ہیں۔ اور ایسے التزام اور خلوص سے بردبار اور فیاضی کے فرائض انجام دیتے ہیں جیسے کہ کوئی اور قوم جس سے میں واقف ہوں"۔

ایبی ڈیوبائی لکھتا ہے:۔ "اپنے آپس میں سوشل فرائض کے انجام دینے کے کام میں ہندوؤں میں کسی ترقی یا اصلاح کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اس امر کو اہل یورپ کے برابر یا شاید ان سے بہتر سمجھتے ہیں"۔

سر جان میلکم لکھتا ہے:۔ "جس وقت سے تم بہار میں داخل ہو تو تم دیکھو گے کہ ہندو باشندے عموماً ایسے ہیں کہ بلند قامت اور مضبوط جسمانی بناوٹ میں اتنے ممتاز نہیں ہیں کہ جتنے دل کے بعض اعلیٰ ترین اوصاف میں ہیں۔ وہ جوانمرد فیاض رحمدل ہیں۔ اور ان کی راستبازی ایسی ہی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ جیسے ان کی شجاعت بعد کی تحقیقات اور مقابلہ سے عزت اور ایمانداری کی جس کے متعلق اس کی یہ رائے ہوئی تھی کہ:۔ اس کے اعلےٰ درجہ پر عمل کرنے کی ایسی بیشمار مثالیں میرے مشاہدہ میں آئی ہیں کہ انگلستان میں انکو بجائے تواریخ کے دفتر کے داستانوں کے صفحات کی زینت سمجھا جانے کا ظن غالب ہے۔ ان کی عقیدتمندی اور باوفائی یہاں تک پہونچی ہوئی ہے کہ جہاں تک میری واقفیت اور تحقیقات ہے میرے خیال میں عام طور پر رائے دیتے ہوئے یہ کہنا ٹھیک ہے کہ دنیا کی کسی قوم پر ان سے زیادہ بھروسہ نہیں رکھ سکتے"۔

سر ٹامس منرو نے اس سوال کے جواب میں کہ آیا اس کا خیال ہے کہ انگلستان کے ساتھ تجارت کھولدینے سے ہندوؤں کی تہذیب اور تمدن میں ترقی ہوگی یہ کہا تھا کہ میں قطعی نہیں سمجھا کہ ہندوؤں کی تہذیب اور تمدن سے کیا مراد ہے؟ عمدہ گورنمنٹ طرز حکومت کے خیالی اصول اور عمل کی صلح میں اور ایک ایسی تعلیم میں جو تعصب اور توہم کو دور کرکے ذہن کو ہر قسم کی واقفیت کے لئے آزاد کر دیتی ہے وہ اہل یورپ سے کم ہیں لیکن اگر زراعت کا ایک عمدہ طریق صنعتکاری کا بنظیر ہنر ان اشیاء کے پیدا کرنے کی قابلیت جو ضروری آرام اور عیش و عشرت کے لئے درکار ہیں لکھنے پڑھنے اور حساب کتاب کے لئے گاؤں گاؤں مدرسے کھولنے ہر ایک فرد میں مہمان

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نوازی اور سخاوت کی عام عادت ہونا اور سب سے زیادہ تر عورتوں کے ساتھ اعتبار عزت اور محبت کا برتاؤ کرنا۔ اگر یہ اوصاف مہذب لوگوں کی علامتوں میں سے ہیں تو ہندو یورپ کی کسی قوم سے ہیٹے نہیں ہیں۔ اور اگر تہذیب اور تمدن ان دو ملکوں میں ایک جنس تجارت ہو جائے تو مجھے پورا یقین ہے کہ یہ ملک اس بدیشی مال کی درآمد سے فائدہ میں رہے گا۔"

پروفیسر میکس مولر لکھتا ہے کم سے کم پچھلے بیس سالوں میں مجھے ہندوستانی طالب علموں کو ایسی حالتوں میں دیکھنے کے بعض ایسے موقعے ملے ہیں کہ جن میں آدمی کا اصل کیرکٹر تاڑ جانا مشکل نہیں ہوتا۔ میری مراد ہے کہ علمی کاموں میں یا علمی مباحثوں اور مناظروں میں میں نے انکو اپنے ہمسایوں اور یورپین طالب علموں کیساتھ ایسے مباحثے کرتے ہوئے غور سے دیکھا ہے اور میں یہ کہنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بغیر ایک استثنا کے سچ کی عزت اور اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر فیاضدلی اور جوانمردی کا وصف جو کہ ہم یورپ اور امریکہ میں دیکھنے کے عادی ہیں ظاہر کیا ہے۔ انہوں نے دہشت کے بغیر طاقت اور مضبوطی دکھائی ہے۔ جب وہ غلطی پر ہوتے تو فوراً اپنی غلطی تسلیم کر لیتے جب وہ ٹھیک ہوتے تو اپنے یورپین مدمقابل پر کبھی حقارت باطن کی نظر نہ ڈالتے۔ معدودے چند صورتوں کے سوا جو مستثنیات میں داخل ہیں کبھی ان سے ایسی باتیں سرزد نہ ہوئیں جیسے دروغ مصلحت آمیز خاص عذر معذرت جھوٹ بولنا اور یقیناً وہ مکاری جو متعلموں میں ہوتی ہے یعنی کہ ایک منشی جان بوجھ کر ایک غلط بات صحیح دکھا کر لکھتا اور شائع کرتا ہے اور پھر اپنی کامیابی اور چالبازی پر فخر کرتا ہے۔ اس معاملہ میں بھی ہم بدیشی جنس کی درآمد سے مستفید ہو سکتے ہیں۔"
میں یہ اور کہنا چاہتا ہوں کہ انگریز سوداگروں نے مجھ سے بارہا کہا ہے کہ بیوپاری اخلاق اور ایمانداری ہر دوسرے ملک کی نسبت ہندوستان میں اعلیٰ ترین ہے اور یہ کہ دیہاتی[1]

---

[1] بنگال میں ۸۰ ہزار مدرسے تھے اگرچہ اکثر چھوٹے چھوٹے تھے ۱۸۳۵ء کی سرکاری رپورٹ کے بموجب ہر چار سو باشندوں کے لئے ایک دیہاتی مدرسہ تھا پادریوں کا اخبار مشنری مسنجر، جلد ۴ صفحہ ۳ ۱۸۱۰ ۱۹۳۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مشکل سے کوئی ہنڈی پٹے بغیر رہتی ہے۔"
ہندوستان کا اول گورنر جنرل وارن ہسٹنگز لکھتا ہے:- "ہندو رحمدل نیز برنسبتاً اس عنائت کے لیے جو ان سے کی جاوے زیادہ شکرگزار ہیں بہ نسبت اس برائی کا انتقام لینے کے جو ان سے کی جاوے۔ اور جذبات انسانی کے اسفل خصائص سے ایسے ہی آزاد ہیں جیسے کہ کوئی اور قوم روئے زمین پر ہو سکتی وہ باوفا اور محبت رکھنے والے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ (مارچ ۱۸۱۳ء میں پارلیمنٹ کے روبرو شہادت۔)

لبٹپ (لاٹ پادری) ہیبر فرماتا ہے:- "یہ کہ ہندو ایک مہذب قوم کو کسی ضروری شق میں ناقص ہیں ایک ایسا دعوےٰ ہے جو میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس آدمی کا ہو سکتا ہے جو کبھی انمیں رہا نہیں[21]"۔ پھر لکھتا ہے "یقیناً وہ بالطبع رحمدل خوش آیند اور زیرک قوم ہیں۔ وہ پرہیزگار متقی۔ جز رس ہیں۔ اور جب کوئی مدعا نظر آئے۔ (یعنی محنت سے حاصل ہوتا سوجھے) تو وہ نہائت محنتی اور مستقل مزاج ہیں[22]"۔ "یہ لوگ بڑے ولاور اور سورما ہیں خلیق۔ ملنسار۔ زیرک۔ اور واقفیت و ترقی کے بڑے شائق ہیں۔ جیومٹری (   ) اور ہیئت وغیرہ علوم سے خاص مناسبت رکھتے ہیں۔ اور کسی ہنر مثل تصویر کشی بت یا سنگ تراشی کا بڑا شوق رکھتے ہیں۔ والدین کے بڑے مطیع اور خدمت گزار ہیں۔ بچوں پر شفیق ہیں اور اس مہربانی اور توجہ کے لیے جو انپر کیجائے اتنے مشکور ہوتے ہیں کہ کوئی اور قوم نہیں ہوتی جس سے مجھے سابقہ پڑا ہے[23]"

آگے چلکر یہی مہاتما پھر لکھتے ہیں:- "میں نے ہندوستان میں ایک ایسی قوم دیکھی جو شریف و رحمدل زاہدانہ عادات رکھنے والی اور جبلی قابلیت اور باریک بینی رکھنیوالی قوم ہے۔ اور جو ان اوصاف میں نوع انسان کے معمولی معیار سے بہت زیادہ ہے"۔

کلکتہ کی ٹکسال (دارالضرب) کے کاریگروں اور مزدوروں کی نسبت پروفیسر ولسن لکھتے ہیں کہ:- "وہ اعلیٰ درجہ کی بالغ نظر دکمال رکھنیوالی (اور تربیت

[21] جرنل جلد ۲ صفحہ ۳۸۲ [22] ایضاً [23] صفحہ ۳۶۹ ایضاً

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پسند ہیں۔ سفاہت یا غلامانہ فروتنی سے بعض ان ہیں نہایت خلوص اور صاف دلی موجود ہے۔ اور مجھے یہ کہنا چاہیے کہ جس صورت میں ۔ بلا تخویف کے اعتبار سے کام لیا جائے (یعنی ان کے اعتبار پر چھوڑ دیا جائے) تو ثابت ہو گا کہ بالیاقتی اور صاف دلی ہندوستانی کیرکٹر کا عالمگیر نشان ہے۔ بڑے لکھے آدمیوں میں بھی محنت شعاری۔ زیرکی۔ بشاشت اور خلوص دلی کے ایسے ہی اوصاف دیکھے بالخاص ہندوؤں کے اخلاق میں معصومانہ سادگی کی ایک خاص کیفیت تھی اور نئی زندگی کے طریقوں اور کاروبار سے کلی ناواقفیت رکھتے ہیں[1]۔ اس میں شک نہیں کہ دیسیوں کے ذہنی قوارا وائل عمر میں یوروپ والوں کی نسبت بہت زیادہ بڑھتے ہیں اور یہاں بالعموم بہ نسبت انگریزی سکولوں کے لڑکے سمجھ بوجھ میں زیادہ تیز ہوتے ہیں اور اپنے کام میں زیادہ دل لگاتے ہیں شریفوں اور امیروں میں بہت سے موقعے شائستہ برتاؤ صاف گوئی اور بیدار مغزی خیال کی وسعت اور فیاضی اور اصول کی آزادی دیکھنے کے پیش آئے یعنی ایسے اوصاف پائے گئے جو دنیا کے ہر ایک ملک میں انہیں جنٹلمین (شریف) کا لقب دلاتے ہے[2]۔

ہندوؤں کے بچے یورپ کے بچوں کی نسبت زیادہ تیز فہم ہیں۔ بارہ اور تیرہ برس کے لڑکوں کی دماغی قابلیت اکثر حیرت انگیز ہوتی ہے۔

سر ٹامس منرو۔ سر سر اور اہل الرائے جن کی رائیوں سے اوپر اقتباس کیا گیا ہے بقول پروفیسر ولسن کے ایک ایسے آدمی تھے جو دانائی اور حیثیت دونوں میں اعلےٰ تھے۔ اور انہیں مشاہدے اور تجربے کے بڑے موقعے میسر تھے اور ان موقعوں کو استعمال کرنے کی قابلیت رکھتے تھے۔ ہند کی زبان اور ادب سے انہیں پوری واقفیت تھی اور دیسی باشندوں سے ان کے قریبی تعلقات تھے

[1] جتنا زیادہ عرصہ ایک صوبہ ہمارے قبضہ میں رہتا اتنی ہی زیادہ عام اور شدید حلف دروغی وہاں ہو جاتی ہو" سر جارج کیمبل مقتبسہ ہند کے مشرقی مذاہب" صفحہ ۲۸۰ [2] مل کی تواریخ ہند جلد ا صفحہ ۳۲۰ و ۳۲۳ [3] مل کی تواریخ ہند مرتبہ پروفیسر ولسن [4] حال کا ہند اور اہل ہند صفحہ ۸۸ و ۱۲۸۔ [5] الفنسٹن صاحب کی تواریخ ہند صفحہ ۲۰۳ و ۱۸۔ [6] مشہور عالم چارلس ڈارون اپنی بحری سیاحت کے حالات میں پورٹ لوئی

کے ہندو قیدیوں کی نسبت لکھتا ہو کہ انکی شاندار ڈیل ڈول دیکھکر بڑا العجب ہوا۔ شروع

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور بھی بہت سے عمدہ اور قطعی وسائل جن سے کہ ولسیوں کے اخلاق اور کیرکٹر کی نسبت رائے قائم کی جا سکتی ہے اور یہ لوگ رائے صائب اور بیدار مغزی رکھتے تھے۔

فارس میں آریہ راجہ

ولفورڈ صاحب ایشیاٹک سرچز کی پچاسویں جلد میں لکھتے ہیں کہ فارس کا قدیم فن تعمیر ہندوستان کی کاریگری سے بہت مشابہ ہے۔ نیبور نامی ایک جرمن سیاح نے فارس کے شہر ایشافر کے کھنڈرات میں کئی ایک پتھر کے کتبے پائے ہیں یہ سب ہندوستانی حرفوں ارتھات آریہ ورت کے اکشروں میں ہیں۔ ٹوٹے پھوٹے جمشید شہر میں بھی ہندوستانی حکومت کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان کی طرح یہاں بھی گرہوں وغیرہ کی پوجا رائج تھی۔ فارس کے مورخ محسن نے لکھا ہے کہ وہاں کے پہلے راجہ کا نام مہ آباد تھا یہ لفظ یقیناً سنسکرت الاصل ہے۔ مہ آباد نے اپنی رعایا کو جن چار حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا ان کے نام یہ ہیں:۔ مذہبی (برہمن)، جنگی (کشتریہ)، تجارتی (ویشیہ)، غلام (شودر)۔ اس نے پرمیشور سے دیو بھاشا (سنسکرت) میں لکھی ہوئی ایک کتاب پائی تھی اسکا نام وساتیر ہے۔ ژند اور سنسکرت کی ساخت بہت کچھ ملتی جلتی ہے۔ اس سے ایران اور ہندوستان کا رشتہ ظاہر ہے۔ ابن ارلبنہ کے قول کے بموجب ملک خطار میں جو حروف بھی رائج تھے وہ بالکل سنسکرت کے حروف سے ملتے تھے اسنے ان حروف کا نام "دیوارجن" لکھا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ دیوناگری لفظ کا عربی میں دوسرا نام ہو بعض محقق خطا۔ کاتے اور چین کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔

ہیوٹ صاحب اپنی کتاب موسومہ "ہندوستان کے غیر تاریخی زمانہ کے حکمران"

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نسائیں لکھتے ہیں کہ ہوم وشی راجپوتوں نے ملک سندھ کو فتح کر کے افغانستان۔ بلوچستان اور فارس میں اپنا سکہ جمایا تھا۔ ان ممالک میں ان لوگوں نے بالترتیب گندھار (قندھار) واہلیک (بلخ) اور سوشین نامیں سلطنتیں قائم کی تھیں ہند میں سکندر اعظم کے حملہ نامی کتاب کے مصنف مکڈانل صاحب کی رائے ہے کہ ٹکسلا شہر کے رہنے والے کلیان نام کے جس پنڈت کو سکندر اپنے ساتھ لے گیا تھا اس نے سوشین میں خودکشی کی تھی۔ لیکن پلوٹارک اپنی بنائی ہوئی سکندر کی تاریخ عمری میں لکھتا ہے کہ پرس پولیس شہر میں اس نے خودکشی کی تھی۔ اس کلیان پنڈت کا ذکر رسرالیہ۔ ایرین۔ لوشین وغیرہ بھی مورخوں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔

لونداھش کتاب میں ترکستان اور چین کے درمیان کے راجیہ کا نام لوک وستھان لکھا ہے۔ اس راج کے ایک شہر کا نام خودنراس تھا جو ٹنڈاوستھا میں بدلکر دارنقہ ہوگیا ہے۔ یہاں کے راجہ کا نام اگنی ارتھ یا گودلش تھا اس کے باپ کا نام لیشتگ تھا۔ ہماری سمجھ میں یہ سب نام سنسکرت الاصل ہیں۔ مشہور چینی سیاح ہوانن سانگ نے فارس کے دارالحکومت کا نام سوراستھان لکھا ہے یہ بھی سنسکرت کا لفظ معلوم ہوتا ہے متس پران میں لکھا ہے کہ مگدھ۔ کوشک اور گوتم بنش والوں کا راج شاک دیپ میں تھا کسی کسی محقق کی رائے ہے کہ گودلش راجہ گوتم بنشی تھا۔

فارس کے بہت سے راجاؤں کے نام بھی سنسکرت کے معلوم ہوتے ہیں مثلاً اریمنس (آریہ) جس نے ۶۰۰ برس قبل مسیح کے پارتھین راجیہ قائم کیا تھا۔ یاگودس (بھگوت) اور سیرو (سوریہ) وغیرہ وغیرہ

یونان کے مورخ ہیروڈس اور ولسوولیس کہتے ہیں کہ کابل راجہ کے میدین ونش کے پہلے راجہ کا نام زوراسٹر تھا۔ یہ سنہ عیسوی سے ۲۲۳۴ برس پہلے ہوا تھا۔ پروفیسر میکس مولر کی رائے ہے کہ زردشتی کسی وقت ہندوستانی قوم تھے۔ کچھ دن بعد ان بن ہونے کے سبب اپنے ملک ہندوستان کو چھوڑ کر یہ لوگ فارس میں جا بسے تھے۔ یہاں ان کے پیشوا یا مقنن زراسٹر نے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۵۰۰ برس قبل مسیح کے ویدک دہرم کے خلاف زرتشت جی نے مت کا پرچار کیا
یہ لوگ دیو کی نفرت کر کے اسر یا اہر کی پوجا کرنے لگے باوجود اس کے
وہ ہندوستانی آریوں کو یکلخت علیحدہ نہ کر سکے۔ ان کی سب سے پرانی گاتھا"
ہندوستانی ہونے کا اعلان کر رہی ہے۔ ڈاکٹر ہاگ صاحب کی رائے ہے
کہ ان کی سب سے پرانی گاتھائیں عیسیٰ سے پندرہ سو برس پہلے کی بنی ہوئی ہیں
ایک گاتھا کا نام ہے وہشت سنتو (یعنی وسشٹ سنتر) دوسری گاتھا کا نام
یان ہے۔ اس میں گناہوں سے بچانے اور کھانے پینے کی چیزوں کا ذکر ہے
ان لوگوں کے دہرم شاستر کا نام ونیدادم ہے اور منتر جانتی کی کتاب کا نام گاہ ہے
ژندوشتر کا نام بہت جگہ اتھروم (انتھرم) لکھا ہے۔ سنسکرت کے بہت سے لفظ ژندی
زبان میں ہیں جیسے ہوم (سوم) یشیاگم (یگیہ) اہر مزد (اسر میدھا) دیو (دیو) مہر (متر)
اہرمن (آریہ من) یومیک (راجہ یم) ملیک راج (یم راج) کا ذکر مہابھارت میں بھی
ہے۔ ہندوستان سے اور تعلقات چھوڑ دینے پر بھی یہ لوگ دہرم اور زبان کا
تعلق نہ چھوڑ سکے۔ ہندوستانی راجاؤں کے بعد کو موز نام ایک راجہ عیسیٰ سے
۳۰۰۰ برس پہلے ہوا تھا یہ اسیرین نسل کا تھا۔ اس خاندان کے آخری راجہ کے
وقت تک فارس میں شیش ناگ کی پوجا ہوتی تھی۔ عبرانی زبان میں شیش
ناگ کو شیش ناہ یا اہن کہتے ہیں۔ عبرانی زبان سے راما نام کے ایک
راجا کا قصہ ہے۔ وہ کش اور شیوا نام کے دو بیٹوں کا باپ تھا کتنے ہی لوگوں کا
خیال ہے کہ یہ مجزر راجہ رام چندر کے جو اولاد کش کے باپ تھے اور کوئی نہیں
ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی آریہ لوگ فارس۔ عرب۔
پلسٹائن (فلسطین) یونان مصر وغیرہ ملکوں کو فتح کر کے جا بسے تھے۔ فرجیا ملک
کے رہنے والے اپنے کو اگنی کی اولاد کہتے تھے۔ ہیورٹ صاحب کا قول ہے
کہ فرجیا کے لوگ دلش اور دورین لوگ دروین نسل کے تھے۔ ہمفریز صاحب نے
دی آرٹ آف رائٹنگ نامی کتاب میں لکھا ہے کہ پرانے مصر والوں نے
ہندوستانیوں کے میل سے ایک مخلوط قوم پیدا کی تھی۔ ہندوستانیوں اور
مصر والوں کے اختلافات ذات بھی قریباً ایک ہی قسم کے تھے" انڈیا ان گریس"

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نامی کتاب میں بھی اس کی تائید کی گئی ہے

ہربیلو صاحب نے الیشیاٹک سرچز میں ایک روایت لکھی ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستانی آریہ لوگ خلیج فارس اور وسطی سمندر کو پار کر کے یوروپ گئے تھے رومن اور یونانی انہیں کی نسل ہیں۔ اسٹرابیو اور ہیروڈوٹس نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ مشہور مورخ لوشین لکھتا ہے کہ آریہ لوگ سیریا تک جاتے تھے اس راج کا پورانک نام مہا بھاگ ہے۔ اسٹرالو نے لکھا ہے کہ ٹائگریس ندی کے کنارے انابیا دیوی کا ایک مندر ہے۔ کرنیلیس نیپس کا قول ہے کہ ہندو بحیرہ بالٹک تک راج پھیلایا تھا۔ رولنسن صاحب کا قول ہے کہ ہندوکش سے لیکر خلیج فارس تک کا راج بھی کسوقت ہندوں کے قبضہ میں تھا۔ اور گوت شپ بنس ۲۰۰ قبل مسیح تک بودھ تھے (ترجمہ از سرسوتی)

رام

موجودہ زمانہ کی سب سے بڑی ضرورت

آجکل ترقی۔ تہذیب اور روشنی کا زمانہ گنا جاتا ہے۔ اور دن بدن اسقدر ساماں انسان کے آرام کے لئے مہیا کئے جاتے ہیں کہ بڑی سے بڑی جاہ و حشمت کے رکھنے والے بھی موجودہ تہذیب کے ضروری لوازمات اکٹھے نہیں کر سکتے۔ کیا ایسی صورت میں جبکہ ضروریات پہلے ہی لوگوں کو تنگ کر رہی ہیں کسی نئی ضرورت کے مہیا کرنے کی گنجائش ہے۔

غور کرنے پر معلوم ہوگا کہ اسوقت بھی لوگ ایک ایسی کمی کو محسوس کر رہے ہیں جسکی وجہ سے جملہ سامانوں کی موجودگی میں اصلی راحت انسان کو مہیا نہیں ہے۔ دنیاوی جائداد لوگ رکھتے ہوئے محسوس کرتے ہیں کہ ان کی شاریرک۔ سماجک اور آتمک اوستھا گر رہی ہے۔

ہماری موجودہ ترقی اور روشنی کا اصلی مدعا تو یہی ہے کہ ہمیں کسی پرکار کا دکھ نہ ہو

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور ہم اصلی آنند کو حاصل کریں۔ مگر غائت درجہ کی ناکار اور جدوجہد کے بعد بھی حالت میں کسی قسم کی تبدیلی نظر نہیں آتی۔

اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ ہم جن چیزوں کو اپنے لئے پیاری اور سکھ دینے والی خیال کر رہے ہیں وہ اصل میں دکھ اور تکلیف کے پیدا کرنے والی ہیں۔ ہماری بعینہ ویسی ہی صورت ہے جیسا کہ آگ میں اگر تیل یا گھی آگ کو بجھانے کے لئے ڈالا جاوے تو نتیجہ برعکس پیدا ہوگا کیونکہ تیل یا گھی کے ذریعہ سے آگ زیادہ مشتعل ہوتی ہے آگ کو بجھانے کے لئے دیگر ذرائع کے استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

دنیا میں ہر ایک فرد بشر سمجھتا ہے کہ دنیا کی عزت حاصل کرنے کے لئے دھن کا جمع کرنا ضروری ہے۔ دھن اکٹھا کرنے کے لئے انسان ہر ایک جائز اور ناجائز طریقہ کو استعمال میں لاتا ہے۔ اسنے اپنی زندگی کا اُدیش صرف یہی سمجھ رکھا ہے کہ جسقدر زیادہ سے زیادہ دھن اکٹھا کر لیا جاوے اتنا ہی کم ہے۔ عام طور پر دھن کو ہی تمام ضروریات پورا کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ مگر جو دھن صرف روپیہ اکٹھا کرنے کی نیت سے کمایا جاتا ہے وہ کبھی انسان کے لئے فائدہ مند ثابت نہیں ہوتا۔ دھن ایک طاقت ہے جو انسان کے ہاتھ میں کم سمجھی سے اس کی ہلاکت اور تباہی کا باعث بنجاتی ہے۔

غرور۔ ابھمان۔ ظلم۔ جہالت۔ دھن کے ناجائز استعمال کے ضروری لوازمات ہیں۔ کیا دولتمند آدمی دنیا میں واقعی اس آنند کو حاصل کر سکتا ہے۔ جسکو وہ ہمیشہ سے دولت نہ ہونے کی صورت میں حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس کی خوشامد کرنے کے لئے اس کے چاروں طرف خوشامدیوں کا جمگھٹا تو بیشک لگا رہتا ہے مگر جو کوئی شخص اس کے پاس آوے گا صرف اپنی خود غرضی کو لیکر آوے گا۔ دولتمند کا در اصل دنیا میں کوئی بھی دوست نہیں ہے۔ مثل مشہور ہے کہ مصیبت زدہ انسان ہی اپنے سچے دوست کی آزمائش کر سکتا ہے مگر دولتمند کو کبھی اپنے دوستوں کی آزمائش کا قابل قدر موقعہ نصیب ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے اس کے دوست ایسے سامان مہیا کرتے رہتے جس سے انہیں خوب ہاتھ رنگنے کا موقعہ ملتا رہے۔ یہی باعث ہے کہ دھن والوں کے ہاں ہمیشہ شراب کباب ناچ اور رنگ کے تماشے ہوتے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رہے ہیں۔ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ سب سامان انجام کار بیماری اور تکلیف کو پیدا کرنے والے ہیں مگر یہاں سمجھانے والا کوئی نہیں۔ پرماتما کی طرف سے انسان کے اندر ایک قدرتی تھوڑا سا روشنی کا موجود ہے جو ہر ایک گرنے کے موقعہ پر روشنی کے مینار کا کام دیتی ہے۔ مگر آہستہ آہستہ پاپ کی زندگی بسر کرتے ہوئے انسان اس قدرتی آواز کو سن ہی نہیں سکتا۔

کم و بیش ہر ایک شخص دنیاوی خواہشات کی پرورش میں پڑ کر زندگی کے اصلی ادیش کو بھول جاتا ہے۔ اس لئے مہرشی جی نے دولت یا دھن کو عزت اور رتبہ کی معیار قرار نہیں دیا اور نہ ہی اس بزرگ رشی نے دنیاوی جائداد کو ہی اکٹھا کرتے رہنا زندگی کا پرم ادیش ٹھہرایا تھا۔

آشرم اور ورن بیوستھا کا قیام بھی آجکل تہذیب کے زمانہ کی طرح دولت کے آشرے پر نہیں تھا بلکہ فرائض کی پابندی پر ہی اس برقرار رکھنے کی بابت بار بار ہدایت آچار یعنی نیک چلنی کو عمر۔ اولاد۔ دولت اور نیکی کے حاصل کرنے کا ذریعہ مہرشی منو نے کہا ہے۔ اور ورآچار سے شدا دکھ بھاگ۔ بیماری اور کم عمری حاصل ہوئی بتلائی گئی ہے۔

دراصل مہرشی منو نے جو کچھ کہا ہے لفظ بلفظ درست ہے کون شخص جو تجربہ بھی اس امر کے راست ہونے کی شہادت نہ دے سکتا ہو۔ مگر دنیا کے پرلوبھن انسان کو بڑی سے بڑی سچائیوں کے محسوس کرنے سے بھی روکتے ہیں اس لئے گیتا میں سری کرشن نے اپدیش کیا ہے کہ دنیا میں دو قسم کی جائدادیں ہیں جو لوگ اکٹھی کیا کرتے ہیں۔ ایک تو دیوی سمپدا (نیکی کی دولت) اور دوسری آسری سمپدا (بدی کی دولت) دیوی سمپدا حاصل کرنا انسان کے لئے اشد ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بنا دنیا اور عقبیٰ میں سرخروئی حاصل نہیں کر سکتا بلکہ غلطی سے لوگ آسری سمپدا کے لئے سرگردان رہتے ہیں۔ نیکی کی زندگی بسر کرنا اور دنیا میں پرماتما اور آتما کو سمجھتے ہوئے دھرم پوربک جیون بسر کرنا دیوی سمپدا کو حاصل کرنا ہے اور پرماتما اور آتما کو جواب دیکر دھرم سے لاپرواہ رہ کر دنیا کی زندگی بسر کرنا آسری سمپدا کو اکٹھا کرنا کہلاتا ہے۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہم کیوں اپنی زندگی کے سیدھے راستہ پر نظر نہیں ڈال سکتے۔ اور کیوں ہمیشہ ہمارے چنتن ہمیں برائی کیطرف لیجاتے ہیں۔ اس باعث اپنشد کے بچن میں یہ ہے کہ سچائی کا چشمہ سنہرے اور چمکیلے ڈھکنے سے ڈھنپا ہوا ہے جسکی تیز چمک سے ہماری آنکھیں چندھیائی ہوئی ہیں۔ ہماری طاقت ہمیں اس روشنی کے مقابلہ پر جواب دیتی ہے۔ اس لیے ہمیں پرماتما سے طاقت مانگنی چاہیے اور اسپر بھروسہ کر کے پریتن کرنا چاہیے۔ کہ وہ ہمیں ان پردوں کے پیچھے دیکھنے کی طاقت عنایت کرے۔ اور ہم ست دھرم کے اصلی سروپ کو دیکھ سکیں۔ وہ بھی سخت غلطی پر ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اس دنیا سے بھاگ کر انسان دنیاوی کشمکشوں سے مخلصی حاصل کر سکتا ہے یہ باتیں صرف کہنے کے لئے ہیں مگر کتنے انسان ہیں جو دنیا سے بھاگ کر جا سکتے ہیں۔ ظاہرا طور پر انسان دنیا کو جواب دیدے مگر جبکہ اس کی اندر کی ترشنا نہیں مٹ گئی تو بیرونی پردہ پوشی کسیطرح بھی اس کی روحانی تسلی کا باعث نہیں ہو سکتی۔

سوامی دیانند۔ یا بدھ یا شنکر جنہوں نے دنیا کو تیاگ کیا۔ کیا وہ اس دنیا میں نہیں رہے۔ ان مہاتماؤں نے دنیا کے دیگر آدمیوں کی نسبت زیادہ اس دنیا کی بھلائی کے لئے کوشش کی معمولی انسان کے اندر وہ دل نہیں ہے جو ان مہاتماؤں کے اندر کام کر رہا تھا ان کا سارا پرشارتھ دنیا کے بھلا کرنے میں تھا۔ مگر پھر بھی یہ سب مہاتما تیاگی کہلاتے اور دنیا آجتک ان کے اپکار کے لئے مشکور ہے۔ اور کبھی ان کے شبھ گنوں کو فراموش نہیں کر سکتی۔ جو لوگ تیاگی کہلاتے ہیں ان کا دنیاداروں سے صرف اسقدر فرق ہوتا ہے کہ معمولی انسان کی زندگی کا معراج کچھ اور ہے اور تیاگیوں اور سنیاسیوں کے کام کرنے کا طریقہ کسی اور غرض کیلئے ہے۔ کوئی انسان بلا کرم نہیں رہ سکتا۔ وہ شخص قانون قدرت سے ناواقف ہے جو یہ کہتا ہے کہ انسان دنیا میں بلا کرم کے زندہ رہ سکتا ہے

کرم ہی زندگی ہے بنا کرم موت ہی لابدی نتیجہ انسان کے لئے ہے۔

کرم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کسی غرض کو مدنظر رکھکر کوئی فعل نہ کرے بلکہ اپنے فرائض کی پابندی سمجھکر ہمیشہ نیک اور بد کا وچار کر کے برتاو کرے۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایسی صورت میں کرم کرتا ہوا بھی انسان دنیا میں ایسی طرح رہتا ہے کہ دنیا کی کوئی خواہشات اُسے اپنا غلام نہیں بنا سکتیں۔

کرموں کے پھل تین قسم سے بیان کئے گئے ہیں۔ اچھے۔ بُرے اور ملے جلے انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ جہانتک ہو سکے ایسے کرم کبھی نہ کرے جن کا پھل بُرا ہے۔ اگر وہ اپنے سامنے ادیش اچھا رکھیگا تو امید کی جا سکتی ہے کہ اُسے ضرور کامیابی ہوگی ورنہ آخر میں اُسے پچھتانا پڑیگا۔ آجکل لوگ پرائیویٹ اور پبلک زندگی کے جھگڑوں میں پڑے رہتے۔ اگر ایک شخص پبلک طور پر پبلک کی قابل تعریف خدمت کر رہا ہے تو وہ ضروری نہیں سمجھتا کہ اسکی خانگی زندگی بھی قابل تعریف ہو۔ پرائیویٹ تعلقات میں خواہ وہ کتنا ہی قابل نفرت ہو۔ پبلک میں اس کی برابر تعریف ہو رہی ہے۔ اس لئے اس کی زندگی کا معراج ہمیشہ کے لئے یہی بنجاتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح پبلک کو خوش رکھنا چاہتا ہے اور پبلک بھی اس کے ذاتی چال چلن پر نظر ڈالنا کفر سمجھتی ہے مگر اس کا ایک بڑا بھاری اثر نوجوانوں پر پڑتا ہے جو اپنی آئندہ زندگی کا معراج اپنے بزرگوں کو دیکھکر بناتے ہیں۔

موجودہ زمانہ کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہماری زندگی کی دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے تمام سامان مہیا کئے جاتے ہیں مگر آتما کی ترقی کیطرف ہرگز دھیان نہیں دیا جاتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں سب ضروریات پوری کی جاتی ہیں اور آتما کی طرف سے بالکل لاپرواہی کی جاتی ہے۔ انسانی زندگی کے پانچ ضروری منازل ہیں جن کے بغیر انسانی جیون مکمل اور کامیاب نہیں ہو سکتا۔ شاستر کی اصطلاح میں انہیں ادھشٹان۔ کرتا۔ کرن۔ چیشٹھا۔ دیو یا دوسرے الفاظ میں شریر۔ جیو آتما۔ اندریہ۔ خواہشات۔ پرمیشور کہتے ہیں۔ یہی ہمارے جملہ کرموں کے سادھن ہیں۔ موجودہ زمانہ میں شریر۔ اندریہ اور خواہشات کے لئے تو جملہ سامان مہیا کئے جاتے ہیں مگر آتما اور پرمیشور سے بالکل لاپرواہی ہے۔ ہمارا علم ترقی اور تہذیب شریر اُس کی اندریوں اور خواہشات کی پرورش کے لئے اپنا پورا زور استعمال میں لا رہے ہیں۔ موجودہ زمانہ کی سب سے بڑی ضرورت

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہی ہے کہ لوگ آتما اور پرمیشور کو سمجھکر دھرم پوریک ویدوں کی آگیا انوسار اپنے آچرن کریں اور یہ اسوقت تک ہونا ناممکن ہے جبتک کہ لوگ برہمچریہ آشرم کو درست کر کے ورن اوستھا کا پرچار مریادا پوریک نہیں کریں گے۔ دنیا کے ہر ایک کاروبار میں آتما اور پرماتما کو ہی لکش رکھکر انسان دھرم کے مارگ پر چل سکتا ہے ورنہ دنیا میں اسقدر تکالیف اور رکاوٹیں ہیں کہ ہر ایک کا مقابلہ کرنا محال ہے

وشنو دت

انتقال پر ملال لالہ وزیر چند جی ایڈیٹر آریہ مسافر

لالہ وزیر چند جی تم ہو گئے جدا
پڑھتے ہی اس خبر کے ہیں بیتاب ہو گیا
دل پاش پاش اور جگر چاک ہو گیا
جاتا تھا غش غم سے کلیجہ مرا پھٹ
جس جس نے سنا کر گئے صدمہ جانکاہ سہ لیا
رنج و تعب کیوقت میں آیا نہیں خیال
ایشور کی آگیا یہی کہ اس تن کو چھوڑ دو
دیر جم انتمی کیے دیئے پاکر نیا شریر
اُمید ہے کہ ہو گے جہاں تم وہاں بھی اندر
جس لوک میں بھی جاؤ گے ہر دم تم
ویدوں کا ناد خوب بجاؤ گے ہر طرف

ہاں ہے آدمی تمہیں بخشش رحمت خدا
ہے چمن سکل بانسے بے آب ہو گیا
ہائے پر لال گیا خاک ہو گیا
تیغ الم سے سینہ بھی ہمہ مرثیہ کٹ گیا
آنکھوں سے اُس کی اشک کا دریا بہا دیا
زندہ ہو تم مرے نہیں لیے بچے خوش خیال
رنگی عمر ہے کہ رشتہ یہ گلشن اُدھوڑ دو
سیوا میں ویدمت کی گذر سکام بنبیر
ہوگا یہی مشن کی اشاعت کا انصرام
تحقیق مذہبی کی رہیگی اُدھر بھی بن
جھوٹے متوں کو دور کر دیگے ہر طرف

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جلتا چتا پہ جسکے تمہارا تھا جسم زار
شعلے بلند ہو کے یہ کہتے تھے بار بار

"منے پہ میرے خوش نہ ہو اہل مخالفت
اب دھرم کی کرونگا زیادہ محافظت"

ممکن نہیں ہے یہ کہ صبا تیری راکھ کو
اپدیش کی غرض سے عرب لے گئی نہ ہو

جوہی تمہاری خاک کے ذرات ہر گھڑی
دیتے پھرینگے لوگونکو اپدیش وہ بڑی

تم سلطنت میں دھرم کی بڑہیا وزیر تھے
سرمایۂ فلاح کے اعلیٰ امیر تھے

یہ ہے غلط کہ نیست و نابود ہو گئے
دنیا سے اپنی ہستی نہیں تم ہو کھو گئے

پندرہ برس جو کام کیا تمنے بے مثال
زندہ وہ رکھ سکیگا جہاں میں ہزار سال

وہ بھولنے نہ دیگا کسیکو تمہارا نام
آتی رہیگی یاد وہ سدا جوش کلام

وقت مباحثہ وہ دلائل کی آب و تاب
کر دینا دس منٹ میں مخالف کو لاجواب

ہونے نہ دیگا سہو دلوں سے کبھی ہمیں
صد آفریں کہیں گے ہمیشہ سبھی تمہیں

غزل

جیون تمہارا لوگوں کو غیرت دلائیگا
غفلت میں سو رہے ہیں جو انکو جگائیگا

جو کر سکیں گے خدمت دین محمدی
عالم سبھائیں سینکڑوں ایسے بنائیگا

جسطرح تمنے پورا وصیت کو تھا کیا
ہمکو اسی روش سے وہ کرنا سکھائیگا

جب تک رہی ہو تم رہے رکھشا سماج کی
وہ حوصلہ دلوں میں ہمارے بڑھائیگا

جیسا کہ مت سماج سے سچا تمہارا تھا
ویسا ہی پریم اوروں کے من میں سمائیگا

جس ڈھنگ سے مناظرہ کرتے رہے ہو تم
وہ طور وہ طریقہ بھی ہمکو بتائیگا

چمکیگا بجلی بنکے تمہارا اثر مدام
مصروف کار رکھیگا ویروں کو صبح شام

پیدا کرے گا لوگوں کو تحریر کے لئے
تقدیر اور طاقت تدبیر کے لئے

اے آریو تمہارا یہ ہے فرض منصبی
بس ماندگاں سے انکی رکھو الفت دلی

بیوہ کو اور اناتھوں کو ہو نہ پائے کشٹ
تا عمر اک گھڑی کو نہ صورت دکھائے کشٹ

تن من سے اور دھن سے نگہبان تم رہو
ہمدردی اہل انس سے قربان تم رہو

دکھ درد گر ہوا انہیں تمکو پڑیگا پاپ
اسواسطے کہ ہو تمہیں لاوارثوں کے باپ

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قطعہ نوحہ در انتقال پر ملال شریمان لالہ وزیر چند صاحب

مرحوم ایڈیٹر رسالہ آریہ مسافر جالندھر شہر

واقع دسمبر ۱۹۱۹ء

اے وزیر باخرد تو مٹ گیا اے حسرتا
ہائے تو انیس سو نو ہی میں بہا جاے او وزیر (۱۹۰۹ء)
رحلت نا وقت پر تیری یہ مصرعہ دال ہے
وقت پڑتے پر کیا نکلتی ہے کچھ بھی تو تدبیر
کیا خبر تھی جلد ہوگی یہ عزاداری تیری
جانتا تو کیا ہے تیرے سوگ میں جو حال ہے
کیسے آنسو لخت دل کٹ کٹ کے ہیں آتے نکلے
اک ترے انتقال پر ہی نہیں شیون ترا
تیرا ماتم آف اور والوں میں بھی کچھ کم نہیں
اہل جالندھر میں ہی شیون نہیں تیرا سوا
آگ دی ہوگی تجھے جب خاک کے تیلے کو
تجھ کو گیا ہوگا غضب اندھیر آنکھوں کے تلے
تھا مسافر کا ایڈیٹر تھا تو جیتا جاگتا
اب وہ تازہ مضامین اب ترے ملتے نہیں
تیرے مرنے پر زباں پہ یہ کیا آتی ہے
حیف ہے پیدا ہوتی نہ غیر ہمدردی جو کی

چل دیا منہ موڑ کر تو بھی بزنگ رفتگاں
ہائے اتنا بھی نہ بتلا دے کہ جاتا ہو کہاں
تو دو دن بھی نہ ٹھہرا چار دن کی مہماں
ہاں واقف ہے کہ تو نظروں سے ہوگا نہاں
آگہی کیا تھی کہ تو اتنا ہی ٹھہرے گا یہاں
رو رہے ہیں آٹھ آٹھ آنسو ترے وابستگاں
کیسا رونا ان کی آنکھیں ہیں برابر خونچکاں
اک فقط پنجاب ہی تیرا نہیں ہے نوحہ خواں
تو بہ بس ہے جوانمردگی کی تیری تھا نشاں
تھا دہیچ میں آ تنا آگے تیرا جسم بے رواں
لوٹنے تب آئی ہوگی سوز غم کی بجلیاں
گھٹ گیا ہوگا ہلا کا آگ کی انہوں نکا دھواں
اب تو تیری خاک تک باقی نہیں ہے مہرباں
آہ اب نذر قلم تیرا وہ ملتا ہے کہاں
دیکھ کر کیا خاک لیں تیری زباں کی خوبیاں
کیا خدا سے مانگ لی اس نے حیات جاوداں

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اب کہاں خدمات تیری اب کہاں کوشش تری
اب تو تو قصہ کہانی ہو گیا اے مہرباں

عمر اک کی رواں ہے کچھ کمی ہی تو نہ تھی
پر غنیمت کوتاہ عمری تو تیری عمر رواں

جسقدر رو دیں تجھے یہ فرض ہے یہ ٹھیک ہے
ہے بجا ہوں جسقدر نالاں تجھے [illegible]

سوچتے ہیں پر یہی رونے سے کچھ حاصل نہیں
صبر ہی کرنا ہے اب لازم تیرے مہرباں

شک نہیں ہمیں سوائے صبر کچھ چارہ نہیں
کیونکہ ہے قانون اٹل [illegible] خالی جہاں

آہ کتنے سورما کتنے دلاور چل بسے
آہ لاکھوں چل دیے اہل شباب نوجواں

آہ کتنے عالم و فاضل ہیں عاقل مٹے
ہو گئے کتنے ہی رخصت شاعران نکتہ داں

اٹھ گئے اف کتنے کتنے ذی وقار و شاندار
ہو گئے معدوم کتنے مالدار و حکمراں

الغرض ہر آن کا اب تیرے لیے یہ قول ہے
رستگاری خوب ہی پائے تری روح رواں

حکیم کنہیا سنگھ [illegible]

گنج شہیداں

زبان تیغ نے چاٹا غبار کشتگاں برسوں
لہو پیتی رہی قاتل تری تیغ زباں [illegible]

رہی ہمراہ اعزہ لذت کام و دہاں برسوں
[illegible]

مزے لے لیکے قاتل نے چبائے استخواں برسوں

کہو کیا تیرا قصہ ذبح قاتل تلملا کے کیا
تجھے رحم لیٹے جانباز [illegible]

کسے غم ہے سر پر خاک تو اٹھا اٹھا کے گیا
وہ تیغ شہادت [illegible]

سر مقتل بپا ہو جس سے شور کشتگاں برسوں

شہیدان رضا سے استخواں کتنا جتا [illegible]
[illegible]

بہت دن تجھکو غم قبر شہیدوں کو رلا ئیگا
[illegible]

بلائے گا ترا دل میرا انداز فغاں برسوں

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سمجھنا ہے قیامت اُلٹ تری ہی تیغ کشیدہ سے | لپٹ کر رہ گئی حسرت دل درد آفریدہ سے
ہنسی اچھی نہیں قاتل کسی صید طپیدہ سے | اڑینگے خون کے چھینٹے رگ حلق بریدہ سے

یہ فوارہ ہنگا تیرے گھر میں خونچکاں برسوں

ترے کشتوں کا خوں نکلیگی نہ نیشہ انگوشت خنجر میں | کہ رکھدی ہیں چھپا کر لوٹ نے تیر آفتاب محشر میں
جگر کے ٹکڑے ہیں گے کٹ کٹ کر گرینگے تربیں | چھپیگا خون ناحق بیگناہوں کا نہ محشر میں

دہان زخم سے اٹھیگا شور الاماں برسوں

نہ خنجر تڑپ کر جان دی یہ کس نے حسرت سے | کہ رو رہا ہے کی قضا پھر و نگی ملکر قیامت سے
نہ جھگڑا پھر اے قاتل کلیجہ جوش رقت سے | یہ چھینٹے دیو رہے ہیں آہ آ گیا اشک ندامت سے

نہ چھوٹیگا ترے دامن سے خون کشتگاں برسوں

پہن کر سرخ جامہ عید قرباں کو نکھرتی ہے | شہیدوں کو لہو میں ڈوبا کر ظالم ابھرتی ہے
کسیکے خون ناحق ہی سے ستمگر کیسا ڈرتی ہے | تری تیغ ستم قاتل غضب کی کاٹ کرتی ہے

حنا پایا ہے اُسے تو نے گر سنگ خفاں برسوں

لپٹ کر رو رہینگی برسوں فصل کنج شہیداں کی | قیامت ہے تماشا کر اٹھینگی دل کو غریباں کے
لہو ٹپکیگا آنسو ہمیشہ تیغ شعلہ افشاں سے | اُڑینگے خون کے چھینٹے تری جیب گریباں کو

رہیگی آستیں سے نیل خون قاتل رواں برسوں

جگر میں لیتے ہونگے ہچکیاں سارے شہیدوں کے | تڑپتے ہونگے ارماں خاک پہ حسرت کشیدوں کے
کچھ کٹ کٹ کے ٹپ ٹپ کے دروازے پہ دو سنکے | تمنا روئیگی غم میں ہمیشہ ان غم رسیدوں کے

رہیگی بیکسی تیری گلی میں نوحہ خواں برسوں

جفائیں تیری جب ہم آہ قاتل یاد کرتے ہیں | تہی تھا دم کر ہم شکوہ بیداد کرتے ہیں
شکایت تیری رو رو کر ستم ایجاد کرتے ہیں | تڑپ کر خاک پہ ہم جیسے فریاد کرتے ہیں

رہیگی آہ قاتل اپنی تو ہو فغاں برسوں

تہ خنجر یہ کسکی جان نکلی سخت مشکل سے | کہ رو رہا ہے لہو پھر دل بسمل بیکسی دل سے
چھٹا خون کا فوارہ گلوئے نیم بسمل سے | لہو ٹپکیگا چشم ہر شمشیر قاتل سے

رہیگی سر نگوں محشر میں تیغ خونفشاں برسوں

تڑپ کر جان کس کسنے نہ دی قاتل تہ خنجر | ہزاروں بیگناہوں کا ہی خون تمام ...

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شہیدان وفا کا خون چھپیگا حشر میں کیونکر | پکار اٹھیگا کشتوں کا لہو سر پر سے چڑھ کر

رہیں گے حشر میں زخم جگر فریاد خواں برسوں

نہ بھولینگے ستم قاتل تری تیغ ستمگر کے | کہ نقش کالجے ہیں ولیے جگر کے تیر خنجر کے

بجھائیگی نہ آگ کیا دل کی آنسو دیدۂ تر کے | کباب تیغ ٹکڑے ہیں ہمارے قلب مضطر کے

جلے گا چپکے چپکے آہ مغز استخواں برسوں

نہ تھا معلوم اکدن ہمسے رخصت ہونیوالے ہیں | جگر کے کٹ کے ٹکڑے صرف دعوت ہونیوالے ہیں

ترے کوچہ میں قاتل نعش عبرت ہونیوالے ہیں | خبر کیا تھی یہ اجزاے ضیافت ہونیوالے ہیں

دل و دیدہ رہینگے آہ! نذر میہماں برسوں

سنے قاتل نہ نالے اوسنے آشفتہ بیانوں کے | نہ پوچھے چار آنسو ٹپکے ظالم خستہ جانوں کے

ستمگر در پے آزار ہی کیوں ناتوانوں کے | گلے پر پھیر ہی کیا چھری ہم بے زبانوں کے

لہو رو رو نگی قاتل تیری تیغ خوں فشاں برسوں

خون کشتگاں

ستم پیشہ خبر قاتل کہ صید ناتواں ہو نہیں | نہ خنجر پھیر گردن پر کہ کاوخستہ جاں ہو نہیں

کباب ہے گوشت مجھ میں داغ استخواں ہو نہیں | تڑپتی گھر میں برسوں تری آب ناں ہو نہیں

کہوں کیا سرگزشت غم کہ قاتل بے زباں ہو نہیں

گئے وہ دن جوانی سے کہ تھی تاب و تواں دلمیں | مرے نالوں کو سنکر ہے نہ قاتل بدگماں دلمیں

نہ لے لیں چپکے چپکے ظالم ہچکیاں دلمیں | مرے نالوں کو سنکر ہو نہ قاتل بدگماں دلمیں

وہ بیکس ہوں کہ آپ اپنی قضا کی نوحہ خواں ہو نہیں

سنا ہمنے تعجب ہوش نظر آگئی بہاروں میں | تماشا تک کے مرنے تھے سینہ کی ولکش بہار میں

وہ دن جب روب چڑھا وہ نہایا آبشاروں میں | گئے وہ دن کہ کرتی تھی کلیلیں سبزہ زار میں

نہیں اٹھنے کی طاقت آہ اب وہ ناتواں ہو نہیں

وفور سیل خونناب جگر ہے دامدۂ تر میں | چبھوتا ہے کوئی رہ رہ کے چھریاں قلب مضطر میں

تغافل ہے مجھکو کھینچکر قاتل اپنے گھر میں | تڑپنے کے لیے آئی ہو نہیں آغوش خنجر میں

تماشا ہے ادا ظالم کوئی دم کی مہماں ہو نہیں

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قیامت کی تپش دل میں ہے وہ صید طپیدہ ہوں
گلوئے مرغ بسمل ہوں رگ حلق بریدہ ہوں
جو ٹپکا آنکھ سے خوں ہو کے وہ اشک چکیدہ ہوں
غرض جس رنگ میں ہوں آہ میں آفت رسیدہ ہوں
فغان بے اثر ہوں سمجھ آہ خونچکاں ہوں میں

مقدر لیکے آیا ہے مرا قاتل کے گھر مجھکو
قضا مقتل میں لائی رفتہ رفتہ کھینچکر مجھکو
ستاتا ہے جہاں سے لے کے چرخ فتنہ گر مجھکو
رلاتا ہے زمانہ آہ اکیوں خون جگر مجھکو
نہ زخم خونچکاں ہوں میں نہ چشم خونفشاں ہوں میں

تڑپ کر آہ میں مر جاؤں گی قاتل ترے گھر میں
کوئی دن اور تیرا آب و دانہ ہے مقدر میں
قیامت کی خلش ہے آہ تیری نوک خنجر میں
چبھو تیر ہاں نہ او بیدرد میرے قلب مضطر میں
مرا خوں ہے نہ گردن پر کہ زار و ناتواں ہوں میں

قضا مقتل میں لائی کھینچکر شوریدہ حالوں کو
نہ دی داد شہادت تو نے قاتل مرنے والوں کو
رلایا خوں نہ ظالم چھیڑ کر ہے دل کے چھالوں کو
سنا تو نے نہ او بیدرد اب تک میرے نالوں کو
بہت دن سے ترے کوچہ میں سرگرم فغاں ہوں میں

نہ کر قصاب کے مجھکو حوالے آہ او دہقاں
مروت کچھ تو آخر شرط ہے او دشمن ایماں
بڑھاپے میں ہو کمبخت میری جان کا خواہاں
نہیں ہے یاد او بیدرد کیا تجھکو مرا احساں
پلائی دودھ کی دھاریں ہیں برسوں تیری ماں ہوں میں

تڑپ کر جان دی کس یاس سے بیٹھے تہ خنجر
کلیجہ آہ پھر دل خاک پر تڑپا گیا کٹ کر
بہ رنگ شمع رلاتی کو جلائیں ہڈیاں اکثر
تری محفل میں او ناری کباب سیخ بن بنکر
جلا جو آگ پر برسوں وہ قلب افسردہ جاں ہوں میں

سمجھ کر آہ او بیدرد صید ناتواں مجھکو
ڈراتا ہے دکھا کر آہ کیا او سنگ سناں مجھکو
دئے جاتا ہے مقتل میں پھر امتحاں مجھکو
سمجھ رکھا ہے قاتل تو نے شاید بے زباں مجھکو
پکار اٹھوں گی مقتل میں کہ خون کشتگاں ہوں میں

وہ بلبل ہوں لگا ہو تیر میری حسرت تکتی ہے
ستا زیر خنجر آہ میرے منہ کو تکتی ہے
چھری قاتل کی نشتر بنکے پھر سینہ میں کھٹکتی ہے
پچھاڑیں کھاکے بالیں پہ قضا سر کو پٹکتی ہے
وہ تڑپا ہے کسی کا آہ زیر آسماں ہوں میں
نہ چھیڑے نشتر غم آہ میرے دل کے چھالوں کو
کہ سوئے ہے قضا کی گود میں شوریدہ حالوں کو

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سمجھ کر خفت فریاد دی ہی ضبط نالوں کو | نہ آئے نیند ہمسایوں کی جنکو سنکر سونے والوں کو
میں وہ افسانۂ عبرت فزا وہ داستاں ہوں میں

چراغ کشتہ ہوں لیکن جگر سوزی کا قائل ہوں | بدلتا آگ پر جو کروٹیں ہر دم وہ جلا دل ہوں
نہ پوچھو کچھ شہید برش شمشیر قاتل ہوں | اشارہ ہے یہ دل کا ہیں کباب صید بسمل ہوں
جگر کہتا ہے نذر لذت تیغ زباں ہوں میں

بہت دن سے ہوں میں جکڑے ہوئے جو طوق سلاسل میں | پڑی ہے اضطراب دل سے جاں کس سخت مشکل میں
کوئی بھیجو تو چھریاں میرے مہمان خانۂ دل میں | صدائے نالۂ خوش نوا ہوں تیری محفل میں
نہ مجکو چھیڑ قاتل ساز آہنگ فغاں ہوں میں

دشنۂ ماتم

تڑپتے رہنگے کو جی میں تیرے نیم جاں ہو کر | گلے پر تھم گئی تیغ ستم قاتل رواں ہو کر
مرے پہلو میں کچھ ایسی چبھی نوک سناں ہو کر | نہ نکلیں رنگ خوں بنکر نہ آہ خونفشاں ہو کر
کہ چھریاں بلکہ تیری جگر میں مہماں ہو کر

فلک سے سینکڑوں ٹوٹی ہوئی میری دعا آئی | کہیں آکر وہ جو کر لب پہ آہ نارسا آئی
لہو روتی ہوئی قاتل تری تیغ جفا آئی | اڑا لی خاک سر پر تیر ماتم میں قضا آئی
صف بسمل میں چھپا لی مری صید ناتواں ہو کر

الہی خون کی چھینٹیں جو ہونگے تیرے دامن میں | تڑپتی ہونگی تیری حسرتیں آغوش خنجر میں
بگڑ جائینگے ملکے تیرے چہرہ ہاں وہ آب منظر میں | ہماری بیکسی لائیگی قاتل رنگ محشر میں
لگے گی تیرے لب [illegible] جب اٹھائیگی تیغ خونفشاں ہو کر

دکھاتا ہے جو ظالم تو برش تیغ زباں مجکو | سمجھ رکھا ہے کیا قاتل نے حرف آہ و زباں مجکو
جگر سوز فغاں ہوں نہیں نہ پھونکا دیدگاں مجکو | جلائیگا جو تو نہیں آہ الم سوز نہاں مجکو
اڑینگے دست و تیرے بکھرے آگ پر دود فغاں ہو کر

نکلتے آنسو نہیں ہو کیوں آہ آنسو وہ بلا تر ہیں | اڑے ہے تیرے بنا ہے تیر بنکر تاب مضطر میں
لگے ہے مری کوہ کب تھا تا سحر ہیں | خبر کیا تھی یہ [illegible] قاتل ترے گھر میں

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زمیں کوچہ کی تیرے رنج دلی آسماں ہو کر

نہ ٹھہرینگے جگر کے لخت گر کے نوک مژگاں پر | مچل جاینگے نظر بنکے انگوٹھی گریباں پر
نمکداں ٹوٹتے ہونگے جراحت ہائے پنہاں پر | وہ بیکس ہوں کہ وقت ذبح قاتل تیرے داماں پر
لہو ٹپکیگا برسوں میرا اشک خوں فشاں ہو کر

قیامت بال کھولے ہونگی سر سوگواروں میں | جگا دینگے ترے کشتوں کو آئیگی مزاروں میں
تڑپتے ہونگے کنگر دل کے ٹکڑے بیقراروں میں | لب زخم جگر ہونگے نہ چپ ظالم ہزاروں میں
شہادت دینگے قاتل تیرے خنجر کی زباں ہو کر

ہوئی ہیں خون ارماں آرزوئیں خانۂ دل میں | رہی ہیں بنکے چھریاں مہماں اس اجڑی منزل میں
نہ ابھرا ڈوب کر خنجر گلوئے صید بسمل میں | وہ بسمل ہوں کہ وقت ذبح پہروں کوئے قاتل میں
مرا خوں سر پہ چلّایا اک شور فغاں ہو کر

بہت دشوار ہے آساں ہونا میری مشکل کا | قیامت ہے تہ خنجر تڑپنا صید بسمل کا
قضا کی زد سے مشکل ہے بچانا دیدہ و دل کا | اشارہ ہے یہ چشم جور سے شمشیر قاتل کا
نکلینگے دل کے ٹکڑے آہ حرف امتحاں ہو کر

قضا کا عکس کھینچا پہلو نہیں آنکھ کے تل نے | رگ جاں لی دبا جلّاد ابروی داد و فا دل نے
چھری نیچے لگا خود رکھ دیا ہر صید بسمل نے | تڑپ کر جان دی یوں کشتگان تیغ قاتل نے
قضا سر پیٹتی بالیں سے اٹھی نوحہ خواں ہو کر

نہ اتری پر چھری کچھ ایسی تیغ شعلہ افشاں کی | کہ نبضیں چھٹ گئیں قاتل ہماری شہرگ جاں کی
نہ نکلی مرتے مرتے آہ حسرت چشم گریاں کی | حقیقت آہ ایک کھلتی نہ کار درد پنہاں کی
نہ ٹپکا آنکھ کا آنسو کوئی راز نہاں ہو کر

ہوں کیا کہ آنسو بھی نہیں ہیں دیدہ تر میں | نہیں لذت جگر بھی آہ کیا تیکو مقدر میں
کروں گی رو کے شکوہ آہ ظالم تیرا محشر میں | نہ دانہ ہے نہ اور بید رو پانی ہے ترے گھر میں
بنا ہی ہوں تیرے کوٹھے میں صید خستہ جاں ہو کر

نہیں ہونگی نہ ہوگا نہ تیغ جنگجو ہو گی | مرے ماتم میں ہمدری کسی رو کی لہو ہو گی
بھٹکتی سر ترے کوچہ میں میری آرزو ہو گی | پریشاں خاک اڑ کر میری قاتل کو بکو ہو گی
کہ بس جاؤنگی رفتہ رفتہ مشت استخواں ہو کر

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جلیں گی استخواں بنکر چراغ رہگذر قاتل | اڑینگے آہ! میری راکھہ بھی برسوں منتشر قاتل
ترے گھر میں بہت دن ہونہیں وہ تفتہ جگر قاتل | کباب سیخ بن بنکر جلونگی آگ پر قاتل
پھریگی روح برسوں تیرے کوچہ میں دھواں ہوکر

اچھلتے ڈوبتے سر ہونگے لاکھوں آب خنجر میں | مچلتی ہونگی چھریاں سینکڑوں پہلوے مضطر میں
تڑپتے ہونگے ٹکڑے دل کے گنکر دامن تر میں | چھپیگا خون شہیدان محبت کا نہ محشر میں
رہے گی آستیں سے سیل خوں قاتل رواں ہوکر

نشتر غم

شہادت کا مری عبرت فزا کچھہ ایسا منظر تھا | نہ تیرے خوں کی سرخی تھی نہ تیرے خونکا محضر تھا
تڑپتا زار از بے قاتل یہ کہکر قلب مضطر تھا | قضا تھی نوحہ خواں بالیں پہ اور سر زیر خنجر تھا
جگر میں دشنۂ خونریز تھا شہرگ میں نشتر تھا

نہ دانہ میری قسمت میں نہ پانی تھا مقدر میں | گرائی تھی گھٹا پلکوں میں چھریاں قلب مضطر میں
بہت دن کٹ سکے ورنہ تڑپ آگیا آغوش خنجر میں | غضب کی آنچ تھی قاتل تری تیغ دو پیکر میں
جگر تھا ٹکڑے ٹکڑے سینہ پر زیر گریباں قلب مضطر تھا

قضا سر پر کھڑی تھی بالیں پہ ہنگام شہادت تھی | اڑائی خاک سر پر اٹھکے وقت ذبح حسرت تھی
کف افسوس ملتی بیکسی پر میری خلقت تھی | مرے نالوں سے مقتل میں اک برپا قیامت تھی
ادھر قاتل کے لب پر نعرۂ اللہ اکبر تھا

تڑپتے خاک و خوں میں کشتۂ تیغ جفا آئے | شہادت کو لئے ہمراہ محشر میں قضا آئے
اڑاتی خاک سر پر حشر میں بے دست و پا آئے | صف محشر میں قاتل یوں شہیدان وفا آئے
کہ ٹکڑے دل کے دامن میں تھے اور سر زیر خنجر تھا

خلش نشتر کی پوچھے آہ کوئی خستہ جانوں سے | لپٹ کر بیکسی روتی ہے تیرے دل کے چھالوں سے
تری چھریوں کو بھی پوچھے وار کوئی مرنے والوں سے | وہ بیکس ہوں کہ وقت ذبح قاتل میرے نالوں سے
ترے کوچہ میں قاتل آہ! برپا شور محشر تھا

قیامت زا تھا عالم تیری تیغ فتنہ آرا کا | کبھی پہلو کو کاٹ آیا کبھی قلب جگر تاکا

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عجب نقشہ تھا او قاتل تری بزم تماشا کا
اگر دستے صید بسمل ہیں تھا عالم آہ! آئینا کا
مگر خون شہیدان وفا خون کبوتر تھا

ترے دیوانے گھبرائے ہوئے آئے جو وحشت میں
تری رحمت نے بڑھکر لے لیا آغوش شفقت میں
ٹھہرتے کیا ترے بسمل عدم کی کنج خلوت میں
جگہ اتنی نہ تھی قاتل تڑپنے کیا قیامت میں
ترے کشتوں کا محشر سے جدا اک اور محشر تھا

کہوں کیا داستان سوز غمہائے نہاں قاتل
کہ جھونکا چلکے چپکے تونے مغز استخواں قاتل
لب فریاد سے اٹھا کیا برسوں دھواں قاتل
جلی کچھ آہ! ایسی آگ میں ہیں نفقہ جاں قاتل
نہ تھا پہلو میں دل گویا کباب صید مضطر تھا

شہیدوں کی ہی کیا گنا گرمی محفل ترے گھر میں
برنگ شمع جلتے تھے ہزاروں دل ترے گھر میں
تڑپتے خاک و خوں میں تھے ترے بسمل ترے گھر میں
وہ صید خستہ جاں تھی آہ میں قاتل ترے گھر میں
جو وحشت تھا نکل جانیکو مجکو آہ! اژدر تھا

بپا تھا فتنہ آشوب محشر تیرے کوچہ میں
تڑپتے تھے ہزاروں قلب مضطر تیرے کوچہ میں
نہ پہونچا کوئی ساحل تک شناور تیرے کوچہ میں
اچھلتے ڈوبتے تھے سینکڑوں سر تیرے کوچہ میں
کہ اونچا آہ! ہر اک لطمہ زہر آب خنجر تھا

روانی تھی قیامت کی تری تیغ دو پیکر میں
کہ دل ڈوبا کئے ہیں کٹ کے لاکھوں آب خنجر میں
شہید و نیم جاں سر اترا کئے برسوں ترے گھر میں
ٹپکتی خون کی بوندیں تھی قاتل جس محشر میں
وہ تیرا دامن تر تھا وہ میرا دیدۂ تر تھا

وہ بن میں دوب چرنا اور وہ عالم سبزہ زاروں کا
وہ بہنا جاں بہ اٹھکیلیوں کی آبشاروں کا
برسنا وہ لب جو مینہ کے دلکش پھواروں کا
وہ نظارہ کہاں باقی رہا اب اگلی بہاروں کا
گئے وہ دن کہ جب پیش نظر قدرت کا منظر تھا

ٹپکتا تھا ادھر ہر کر جگر خوں نوک مژگاں پر
ادھر اشکوں کے قطرے تھے گل چاک گریباں پر
شفق پھولی ہوئی تھی قتلگہ میں تیغ براں پر
مرے خوں کے نہ چھینٹے آہ تھے قاتل کے داماں پر
شہادت کا مری رنگیں لہو سے آہ! محضر تھا

زباں کب مینے او قاتل ہلائی دادخواہی کو
کہ انگشت شہادت کب اٹھائی دادخواہی کو
قضا لوں کھینچکر مقتل سے لائی دادخواہی کو
میں بیکس ہوں صف محشر میں آئی دادخواہی کو

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

کہ دہرم تھا نہ یہ خنجر اور تیغ ست پر مرا سر تھا

(سرور جہان آبادی)

صدائے لیکھرام بر مظالم اسلام

از رسالہ جہاد حسب فرمائش بابو ہردیال ورما ہیں اپدیشی

آپکو اے ہندوؤ معلوم ہے کچھ اپنا حال
ذلت و خواری ہوئی ہے اسقدر کس کے سبب
ہو گئے ہیں جدا اپنے گروہوں سے بھائی کیوں
سترہ حملہ یاد ہیں محمود کے کچھ یا نہیں
جب کنارے گنگ کے توڑے تھے مندر بیس ہزار
اونٹ سو چاندی کے سونا بیس من پختہ لیا
پھر مہابن پر چلائی خوب تیغ قتل عام
اپنے بھائی قید کرکے اس جگہ پر چھ ہزار
پھر نگر کوٹ آکے لوٹا اور کیا غارت اسے
آہ تھانیسر کا بتخانہ بھی توڑا اسطرح
تاکہ اسکو داستہ ہو گا ڈر اس پر چلیں
قید کرکے بیچے جب دو لاکھ ہندو اپنے ملک
بیچڈالے حیف دو دو روپیہ میں آدمی
میرے پیارے ہندو کیا سناؤں حادثات
آپکو واضح ہے اے ہندو کہ مسلموں
زور سے تلوار کے پھیلا ہے دین احمدی
ابتکا مست یکتو کی سامنے قائم رہے
اپنے اصلی دین میں اگر آجائینگے آپ
پھر محمد غوری نے لوٹا بنارس کو بڑا

ظلم کی شمشیر سے ہوتے ہے کیونکر حلال
کردیا محمود نے کیسے یوں سراسر پامال
وجہ کیا جو آگیا ہے قوم میں اتنا زوال
سختیوں سے جنکی ملک کردیا از بس نڈھال
کتنی بیوہ اور اناتھ اس سے ہوگئے خستہ حال
مورتی سب توڑ دی متھرا کا لوٹا سارا مال
خودکشی راجہ نے کرلی آخر اپنے عیال
لیگیا تھا جانب غزنی وہ اس کمبخت مال
جتنی دولت تھی ہوا ہند ساری نکال
غزنی پہونچا کسے تھی مورتی جو پامال
سب مسلماں روندکر پیروں سے کردیں پائمال
صورت ہندوستان یا نظر غزنی کا حال
یوں خریدا تھا مسلمانوں نے ہمکو شکل مال
کسقدر سہتے رہے ہو صدمہ رنج و ملال
ابتدا ہیں جو رسے مانا تھا اسلامی خیال
مذہبی خوبی کوئی کہدو تو ہو امر محال
یہ نہیں اسکی حقیقت یہ نہیں اسکی مجال
کیونکہ کچھ ست و دہرم کی رہ گئی ہے دیکھ بھال

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس نے بتخانے دئے تھے خاک میں بالکل ملا

اسنے یورش کی تھی گکھڑوں پر نہایت زور سے
سب مسلماں ہوگئے جب تنگ انکو کر دیا

گو رہیں ہندو عبادت گاہ نگرکوٹ کے تباہ
بختیار جنگجو نے ڈال مسجد کی بنا

اس جگہ مسجد بنی حسن جہاں تھا مندر سومنات
یہ ستم شاہ علاؤالدین رکھتا تھا روا

سنگ مرمر کی عمارت تھی جہاں کی سربسر
اسکی ہی بندہ نوازی ہو نشاں اسکا مٹا

بدھ کی تصویر بھی توہین کر کے دی گرا
اور جو پستک تھی اس مت کی دیا سب کو جلا

کولا دیوی بھی جو بی بی راجہ صاحب کی حسین
اسنے بیرحمی سے اپنی زوجیت میں لے لیا

اور دیول دیوی بھی لونڈی اسی صورت سے تھی
اسکو بھی شاہی حرم میں اسنے تھا داخل کیا

اس مہم میں ہاتھ آئی تھیں جو دو عورت اسے
اسکا یہ برتاؤ ان کے ساتھ میں بیجا ہوا

جتنے مندر توڑ کر ان کے عوض مسجد بنی
ہے مفصل تذکرہ مخزن رسالہ میں لکھا

تغلق سے تیمور کے دل کا پتا ہے آئینہ
ایک لاکھ انسان کو تلوار سے کاٹا گیا

سر کا مقتولین کے مینار چن بنوایا تھا یہ
کشت خوں کو دیکھ کر محظوظ ہوتا تھا سدا

ہندو راجاؤں کی بیٹی جسطرح اکبر نے لی
اسکی پالیسی بھی ہے تاریخ میں عبرت فزا

جبر کرکے یا طمع سے کر دیا ان کو پتت
عہد عالمگیر میں کتنے ہوئے بھائی جدا

برہمن گوجر تگا اور راجپوتی قوم سے
ملت اسلام میں داخل ہوئے سب ابتدا

لشکر سے زائد مسلماں ہوگئے ہندو وہاں
دیکھو تو تاریخ میں قصہ بیانہ کی کتھا

نانک خاں اکبر بہاں پر لال سنگھ اٹک ہے
اور کہا چند اسطرح جسنے لکھا خال بنا

دیکھو ماکن سنگھ کو بھی شاہ قطب الدین نے
کان کاٹے اور زبردستی دیا کلمہ پڑھا

تھا سکندر لودی بھی سفاک و ظالم بے بدل
اک برہمن کا ذرا سی بات پر کاٹا گلا

ہندو و اسلام دونوں کے ہیں سچے دین ہیں
اتنا سنتے ہی غضب میں آکے گردن [illegible]

مندر و مورت سبھی تڑوا دئے دل کھول کر
بند کر دی ہندوؤں کی اسنے تیرتھ یاترا

اک بچا تھا ابن قاسم کا عرب نے سندھ سے
قید میں چوتھائی لاکھ انسان سے زائد کیا

چھ ہزار انسے بھیجے بغداد کو نزد ولید
کچھ کو بیچا اور کچھ کو باہمی بانٹا گیا

توڑ کر مندر بنی مسجد نئی دیوال میں
تین دن تک خوب قتل عام ہی جاری رہا

بہمن آباد قابو میں کیا تھا جس گھڑی
چھ ہزار انسانوں کی آئی تھی ناحق میں قضا

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور مقید کرسے تھے آدمی چھہالی لاکھ
جو خلیفہ کے حرم میں بھیجدیں بغداد کو
قاعدہ جاری عمر نے یہ کیا تکلیف دہ
جبکہ قطب الدین نے میرٹھ کو جیتا ظلم سے
قبضہ میں جو وقت آیا اس کی کالنجر جبھی
بختیار خلجی نے جب سر کیا ملک بہار
پھر علاؤ الدین خلجی نے سو کھمبات فوج
جو ملی تھیں عورتیں اس لوٹ میں چوتھائی لاکھ

جنہیں ہاتھ آئی تھیں وہ راجہ کی دختر یا چچا
کچھ دنوں کے بعد پھر دیوار میں انکو چنا
صرف ہندو ہی کریں محصول جزیہ کو ادا
مندروں کی مسجدیں بنوا کے چھوڑیں جا بجا
نصف لاکھ اپنے برادر تھے دئے لسنے چھڑا
سر ہندو کے جتنے برہمن تھے انہیں مروا دیا
بھیجکر کٹوا دے بغداد میں سب انتہا
انکو باندی اور بیوی کیطرح گھر میں کیا

آپ کی غفلت سے بچھڑے آدمی ہیں بیشمار
قوم کے دشمن بنے وہ تھے جو پہلے جان نثار

چھوت چھات اور بزدلی نے گل کھلائی یہ بہار
بد سلوکی و نفاق آپس میں گر ہوتا نہ کچھ
فتح کر نیکی تمہیں آئی تھی جب فوج عمر
پھر علی نے بھی یہاں بھیجا تھا اک لشکر کثیر
سندھ کے اوپر ہوئے پھر حملہ مامون رشید
تمنے وہ آخر میں مامون کو شکست فاش دی
کوئی زک پہنچانیوالا تمکو جنا ہی نہیں
معرکہ آرائیوں میں تھے بہادر اور دلیر
کانپتے تھے نام کو سنکر تمہارے شور ببر
سینکڑوں کے واسطے کافی تھا تم میں کا بشر
کھو گیا تمکو تمہارا باہمی بغض و عناد
پھوٹ گھر میں پڑ گئی تم شیر سے بکری بنے
دو عمر کو اور مامون کو ہزیمت تم نے گر
صرف تھا نا اتفاقی کا سبب اے دوستو!
دشمنی جے چند میں تھی اور پرتھی راج میں

ورنہ اسلامی علم آتا نہ اس جا زینہار
دشمنوں کو لڑکے پسپا کرتے تم مردانہ وار
تھا سپہ سالار کو اس کے کیا تمنے شکار
کامیابی اس نے بھی پائی نہ تھی انجام کار
تمکو بھی جنگ و جدل کرنا پڑا چوبیس بار
جان لیکر ملک سے ہونا پڑا اسکو فرار
تم شجاعت میں ہمیشہ تھے فرد روزگار
ہار غنیموں سے نہیں مانی کبھی تھی تمنے بار
تھا جسارت اور تہور میں وہ اعلیٰ اقتدار
ڈرتے گھبراتے نہیں دم بھر تھے میدان کارزار
اسلئے اغیار نے تمکو ستایا بار بار
جسنے چاہا اسنے ہی سر کو لیا ڈرسی آثار
پھر محمد غوری اور محمود بھی کھا جاؤ مار!!!
پست ہمت کر دیا تھا جس نے جسم زوردار
لیوں شہاب الدین نے آکے کئے تھے ایمپہ وار

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گر نہ یہ آتا مسلمانی نہ آتی اس جگہہ — جڑ پکڑ کر ہو نہ سکتی مستقل اور پائدار
کیوں ابکہ کر چھوڑ دیتا وہ شہاب الدین کو — آہ پرتھی راج گر ہوتا ذرا بھی ہوشیار
اپنے بھائی ہر طرح جیسے رہتے اپنے ہمخیال — اس تنفر کی جگہہ ہوتا محبت اور پیار

پیارے مترو جب مسلمانی زمانہ تھا یہاں
غوری و غزنی و مغلیہ یہاں تھے حکمراں

قتل اور خونریزیوں کا تھا بہانہ زور و شور — اسلئے ستیہ دھرم پر آئی بہت آپتیاں
جو نکل جاتا تھا اس کو ہم بلا سکتے نہ تھے — کیونکہ دلمیں تھا ہمارے خطرہ و خوف شہاں
پر جو موقعہ ہاتھ آتا تھا نہیں تھے چوکتے — جسطرح سکھپال کی تاریخ میں ہے داستاں
راج انگریزی ہے اب تو قید نہیں مطلق ہمیں — کیوں نہ پھر سے بھائیوں کی پھر کریں ہم شدھیاں
عزت کو کیلئے گر دیں نہ جھکنا چھوڑ ہم — کیوں نہ بدخواہوں کو اپنا ہم بنائیں مہرباں
جو گئو بھکشک ہیں بنا انکو ہم گئو رکھشک کریں — تاکہ ہو گھی دودھ سے بھرپور یہ ہندوستاں
فرض سمجھیں سب حفاظت کو ہر اک ذی روح کے — جو بنا ہم کیلئے موذی ہیں ہوں باراحت رساں
ورنہ ہے تخریب اور دشمن نہ ہو سکتے کبھی ہو — ہر گھڑی رہنے لگیں جو شامل سود و زیاں
خوب ملکر ترقی کر سکیں سب ایک ساتھ — آپا دھاپی کا ابھی یکلخت مٹ جائے نشاں
رام لیلا تعزیوں میں ہو نہ کچھ جھگڑا فساد — آریہ جلوسوں کو دیکھیں ہو کے دلمیں شادماں
اور یہ رسم پرائشچت تو پہلے جاری تھی — شودروں سے پدوی رشی کی پا گئے اکثر بہار
والمیک اور کہاری کے تھے ثانی سے بہتر — تھے وششٹ و ویاس پاراشر منی بھی بیشمار
جانتے اس بات کو سب ہیں بدیہی بالیقین — دیوتا جو ہو رہے ہیں آج مشہور جہاں
گنگا لہری کا مصنف جب مسلماں ہو گیا — شدھ کرنا اسکا بھی گذرا نہیں ہرگز گراں
واسطے جگن کی ہی تطہیر پر لکھا اک کتاب — جس میں شدھی کیلئے پنڈت ہیں ہمکلمہ ہمزباں
پنڈتان کاشی و کشمیر کے ہیں دستخط — کر دیا جائز انہوں نے تھی وہاں جو وجہ خواں

ضروری نوٹ متعلقہ نظم مذکور

سنہ ۱۸۱۸ء

نمبر ۱ تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۵۱ نمبر ۲ تاریخ یمینی و آئینہ تاریخ نما صفحہ ۱۱ نمبر ۳ آئینہ تاریخ نما صفحہ ۱۱۶ و مفتاح التواریخ حصہ اول صفحہ ۱۵۳ سنہ ۶ نمبر ۴ صفحہ ۸۰ سنہ ۱۸۸۴ء تواریخ ہندوستان

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ء صفحہ ۸ء تاریخ ہندوستان ص۶ صفحہ ۳۲ء تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۰ء تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۰ء تاریخ ہندوستان ص۲ صفحہ ۱۹ و ۲۳ء تاریخ ہندوستان ص۱ رسالہ مخزن العلوم بریلی ۱۸۷۱ء جلد ۳ نمبر ۷ صفحہ ۴۴ سے ماہ نومبر صفحہ ۲ اٹک ص۱ نوارِیخ ہندوستان مطبوعہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۱۵ و ۱۶ اور مفتاح التواریخ حصہ اول صفحہ ۲۶ ص۱ سیر المتاخرین صفحہ ۳۳۱ تاریخ بلند شہر صفحہ ۱۴ ص۱ تاریخ بلند شہر صفحہ ۵ و ۳ و ۹ و ۳ و ۶ و ۳ ص۱ تاریخ بلند شہر صفحہ ۲۲۶ ص۱ صفحہ اول آئینہ تاریخ نما ۱۸۸۴ء صفحہ ۵۰ ص۱ صفحہ ۵۰ اہاس تمر ناشک حصہ سوم ۱۸۷۳ء بار اول ص۱ صفحہ ۵۰ اتہاس تمر ناشک حصہ سوم ۱۸۷۳ء ص۱۹ تاریخ تاج المعاصر ص۲ طبقات ناصری ص۱ تذکرۃ الامصار ص۲۲ آئینہ تاریخ نما صفحہ ۱۸۸۳ء ص۲۳ صفحہ ۱۸۸۱ء آئینہ تاریخ نما و مفتاح التواریخ صفحہ ۱۸۸۳ء طبع ثالث حصہ اول ص۲۲ بران کہتے ہیں کہ دشت ولیتا پتہر اور بیانہ بھجوری کہاری اور بیانہ کے پتا پاراشر کسانی کے لڑکے تھے اور براتشبہت وچار ۲۵ جگناتھ ایک عورت پر مسلمان ہوگیا تھا۔

افسوس ہزار افسوس کہ

یکم دسمبر ۱۹۰۹ء کو بابو وزیر چند صاحب ایڈیٹر آریہ مسافر نے بعوارض لاحقہ بواسیر وغیرہ وغیرہ بعمر ۵۰ سال عارضی مکان شہر لاہور میں انتقال فرمایا اور داغ حسرت و مفارقت دائمی کا اپنے اعزا و احباب کے دلپر دیگئے ~~~

نہ کھسکے تہ و بالا ہوا جہان افسوس - زمیں پہ کیوں نہ گرا ہٹ کے آسمان افسوس

مرحوم ابھی نوجوان تھے انکو مرنے کے دن نہ تھے ۔ ایں ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد۔ ایک بی بی تین نابالغ بچے انہوں نے چھوڑے ہیں پر ماتما انکو عمر طبعی پہونچاوے دائرہ آریہ سماج میں جسقدر سرگرمی و کوشش دہرم کے پرچار میں بذریعہ تحریر و تقریر انہوں نے کی محتاج ثبوت نہیں مناظرہ کے وقت کبھی دامن تہذیب کو ہاتھ سے نہ چھوڑا دوست دشمن انکی خوش اخلاقی کے مداح ہیں۔ ہمت انکی ہمیشہ پرُاپکار میں مصروف رہتی تھی رسالہ آریہ مسافر کی ایڈیٹری کو جس قابلیت سے انہوں نے انجام دیا وہ موافق و مخالف سب کو تسلیم ہے الغرض ایسے کارگذار جفاکش و دلسوز انسان کا آریہ سماج سے بے وقت

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

علیحدہ ہو جانا سخت حادثہ جانگزا واقعہ روح فرسا ہے۔ ع

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

ہم لوگوں کو اب بجائے افسوس کے صبر سے کام لینا چاہیے۔

قرآن میں محمدؐ صاحب کے خانگی حالات

ہمنے جہاں تک محمد صاحب کی پرائیویٹ زندگی پر غور کیا تو اس سے یہی پایا گیا کہ حضرت عورت کے جال میں بطرح پھنسے ہوئے تھے۔ حد سے زیادہ عورتیں آپکو مرغوب خاطر تھیں۔ خود انکا قول ہے کہ میں بھوک پیاس کی تو برداشت کر سکتا ہوں مگر بدون عورت کے صبر نہیں کر سکتا یہ بھی آپ ہی کا قول ہے کہ دنیا میں تین چیزیں مجھے پسند ہیں ایک طعام لذیذ دوسرے خوشبو۔ تیسرے عورت حسین غالباً اسی کثرت ازدواج کی جد و جہد کو دیکھکر مدینہ کے یہود کہا کرتے تھے کہ ہست این مرد ہمہ با مر نکاح مصروف و مزاج با زنان مشغوف" حسینی تفسیر رعد ع۶ ۔ ترجمہ اس شخص کو ہمیشہ نکاح اور صحبت عورتوں کی دھن رہتی ہے"

ہمارے محمدی دوست اگر تعصب کو چھوڑ کر بنظر انصاف قرآن کو حفظ کریں تو یقیناً ایک ثلث یا ربع کے قریب قریب تو ضرور اسکو ازواج محمدی کے جھگڑوں قضیوں سے بھرا ہوا پائیں گے۔ عائشہ پر جو الزام زنا کا لگایا گیا تھا حضرت کی انکی طرف سے بدگمانی۔ مومنین کی شہادت نسبت اہل بیت۔ اللہ میاں کی طرف سے صفائی الزام وغیرہ وغیرہ تمام مقدمہ کا مقدمہ قرآن میں موجود ہے۔ نکاح زینب کا واقعہ قرآن میں پایا جاتا ہے یعنی کہ خود خدا نے ہی نکاح پڑھا اللہ المزوج و جبرئیل الشاہد۔ اور لونڈی ماریہ قبطیہ ایک کنیز کے ساتھ جو بروز نوبت حفصہ آپ نے ہمبستری کی تھی اور حفصہ کے مطلع ہونے پر عائشہ وغیرہ تمام عورات حضرت سے برہم ہو گئی تھیں اور حضرت نے قسم کھائی تھی اسکا حوالہ بھی قرآن میں موجود جسکو مفسرین نے خوب صاف کر کے لکھا ہے کیا خدا کو اس زمانہ میں سوا انتظام

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

محلسرائے نبوت کے اور کوئی کام خدائی کا کرنا ہی نہیں پڑتا تھا جو وقتاً فوقتاً عورتوں کے متعلق احکام خدائی نازل ہوتا رہتا تھا۔ شاہان اسلام کے عہد میں تو نواب ناظر منتظم محلسرائے ہوا کرتے تھے خدا نے اس کام کو کیوں انجام دیا۔ غرض اسی قرآن کو مسلمان لوگ کلام الہی سمجھتے ہیں۔ کیا خدا کا کلام ایسا ہی ہوا کرتا ہے اور خدا کے کام بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے قرآن سے ظاہر ہیں۔ اہل اسلام کو اب اس ویدک التعلیم کے زمانہ میں خوب سوچ سمجھکر ایمان کی ترمیم کرنی چاہیے۔

اب اندھیرا نہیں اوجالا ہے
در ظلمت شب آنچہ کردی کردی
در روشنی روز ہماں نتواں کرد
اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

ایک ناجائز نکاح

سورۃ احزاب ع۲ کی رو سے ازواج محمد صاحب بفحوائے ازواجہ امہاتہم عامۃ مسلمانوں پر حرام کردیگئیں یعنی ام المومنین کا خطاب خدا نے انکو بخشا۔ مگر لیلے بنت اخطیم سے جب آپنے نکاح کیا تو اس عورت نے حضرت سے طلاق لی تھی کیونکہ وہ عورت غیرت دار تھی اسکا قصہ طلاق اسطرح پر ہے کہ لیلے اپنی قوم کے پاس گئی۔ قوم نے اسکو آگاہ کیا کہ تو ایک غیور عورت ہے اور محمد بہت بیبیاں رکھتا ہے تو غیرت سے جلے گی اور باتیں کرے گی اور وہ قہر میں آئے گا اور تجھپر بددعا کرے گا۔ دعا اسکی مستجاب ہے جا طلب فسخ نکاح کر چنانچہ اس عورت نے حضرت سے طلاق لیکر دوسرے مرد سے نکاح کرلیا۔ (منہاج النبوۃ صفحہ ۸۸)

فی الحال اس واقعہ کی نسبت دو امور تنقیح طلب ہیں اول یہ کہ اس زن مطلقہ کے شوہر ثانی کا کیا مذہب تھا اگر وہ مسلمان تھا تو وہ عورت بموجب حکم قرآن اسپر حرام یعنی بمنزلہ اسکی والدہ یا جدہ کے تھی اور اگر وہ کوئی کافر یا مشرک تھا تو یہ نکاح کیسا۔ کیونکہ عورت کے مومنہ ہونے میں تو کسی محمدی کو شک کی گنجایش ہی نہیں

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جس حالت میں کہ وہ زوجہ منکوحہ رسول اللہ تھی پس مومنہ کا نکاح ایک مشرک یا کافر کیساتھ صریح ناجائز تھا

دوم جبکہ ازواج محمدی کی نسبت خدا کا یہ حکم ہے کہ اس کی بیبیاں مسلمانوں کے مائیں ہیں تو ساتھ ہی یہ حکم بھی ہونا چاہیے تھا کہ مسلمانوں کی بیبیاں بھی حضرت کی بہو بیٹیوں کے برابر ہیں۔ تقاضائے انصاف تو ایسا ہی تھا خدا نے جہاں ازواجھم امہاتھم کہا تھا وہاں ازواجھم بناتہ بھی کہدیتا اور یہ تو بڑا اندھیر ہے کہ حضرت جس کی عورت چاہیں اسیر قابض و متصرف ہو جائیں مگر ان کی عورات محفوظ رہیں یہ کوئی منصفانہ حکم نہیں بلکہ صریح ظالمانہ ہے کہ جب ازواج محمدی سب مسلمانوں کی اماں ہوئیں تو اسی رشتے سے محمد صاحب سب مسلمان عورتوں کے بھی کس طرح نہ ہوسکے۔ یہ فیصلہ تو محمد صاحب نے لعینہ مطابق اس شعر کے کیا:۔

از صحن خانہ تا بہ لب بام از ان من ۔ وز بام خانہ تا بہ ثریا از ان تو

دیکھیں ان ہر دو امور مندرجہ صدر کی نسبت کیا فرماتے ہیں علما متین و مفتیان شرع متین

دنیا میں ایک نئی ایجاد

پنڈت ٹھاکر دت شرما وید کا تیار کردہ

امرت دھارا

ان کل امراض کا جو عام طور پر گھروں میں بوڑھوں بچوں۔ جوانوں۔ مردوں یا عورتوں کو ہوتی رہتی ہیں یکمی علاج ہے تعجب ہو کہ یہ ممکن ہے مکمل حالات کیواسطے رسالہ امرت کے عجائبات طلب کرو

ویش اپکارک ہی ہندوستان بھر میں اکیلا ہفتہ وار طبی اخبار ہے نمونہ مفت قیمت سالانہ تین روپیہ ادا کرنے پر دو روپیہ کی دوائی مفت نذر ہے

امراض مخصوص طلب کرنے پر اس نام کو دو رسالے مضمون پر بھیجے جاتے ہیں خط و کتابت بذریعہ منیجر امرت دھارا لاہور کرو۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ملک بھر میں نامور اور معطر دماغ

گلشن بہار تیل

آنکھوں اور بالوں کے واسطے مفید

یہ خوشبودار اور فرحت بخش تیل بالوں کو بڑھاتا، نرم سیاہ چمکیلے اور ان کی جڑوں کو مضبوط کرتا ہے
دافعہ نزلہ زکام سر درد کمزوری دماغ بھاری پن پھنسی - داد گنج کمزوری بصارت علاوہ ازیں
سر کو ٹھنڈا رکھتا ہے۔ منہ کی پھنسیوں کو دور کرتا ہے اور بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے
یہ مدرسوں، وکیلوں، طالبعلموں کو نیز ان لوگوں کو جن کو دماغی محنت زیادہ کرنی پڑتی
ہے ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ فی شیشی ۱۰/ دس آنے

چورن آبحیات — آپنے بہت سے چورن اور نمک سلیمانی استعمال کیے ہونگے لیکن اس سے بڑھکر کسی کو نہ پائینگے۔ دافعہ بدہضمی درد پیٹ۔ درد رحم۔ بادگولہ درد گولا۔ درد جوڑ۔ درد بدن۔ کمزوری معدہ۔ کھانا ہضم نہ ہونا۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ منہ سے پانی جانا۔ بادی۔ اسہال۔ ہیضہ۔ کھانسی۔ دمہ۔ نزلہ۔ پرسوت وغیرہ امراض کے لیے تیر بہدف۔ قیمت فی چھٹانک ۶/ چھ آنے

سفید داغ یعنی کوڑھ یا پھلبہری — شرطیہ آرام ہوتا ہے کھانے اور لگانے کی دوا دیجائیگی۔ قیمت چار روپے (للعہ)

مسان روگ — بچوں کی جان لینے والا ہوتا ہے بچے سوکھ سوکھ کر یا دیگر امراض میں مر جاتے ہیں اس دوا سے یہ مرض قطعی دفعہ ہو جاتا ہے بچے موٹے اور تر و تازہ ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

ہیضہ کی مجرب دوا — ہیضہ کے لیے یہ دوا جسقدر مفید ثابت ہوئی ہے اس سے بڑھکر شاید ہی کوئی اور دوا ہو۔ یہ جہاں اندر گئی اور فوراً اثر دکھلایا اس کے علاوہ اسہال ہیضہ مروڑ، بدہضمی وغیرہ کو خاص مفید۔ فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

خونی و بادی بواسیر کیسی ہی لاجواب اور عمدہ دوا ہے ایک دفعہ دور ہو جانے پر پھر نہیں ہوگی مسے جڑ سے جاتے رہتے ہیں بیسیوں کو قطعی آرام ہو چکا ہے آرام نہ ہونے پر دام واپس قیمت ۲/

عورتوں کی پرسوت کی دوا — تکلیف سخت خطرناک اور تکلیف دہ مرض ہے اس دوا کے سے قطعی دور ہو جاتا ہے قیمت آٹھ آنے

منیجر پیارے لال ویش آریہ کیرانہ ضلع مظفر نگر

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ

انارکلی لاہور کی طرف سے

ایک کارخانہ کھولا گیا ہے جس میں کہ نہایت اعلیٰ قسم کی سیالکوٹی سٹیل ٹرنک طیار کئے جاتے ہیں۔ مال نہایت ستھرا اور مضبوط طیار کیا جاتا ہے رنگائی نہایت اعلیٰ مختلف نمونہ جات پر کی جاتی ہے ہر ایک قسم کی لکڑی کا رنگ اس خوبی سے کیا جاتا ہے کہ ٹرنکوں کی خوبصورتی کو دوبالا کرتا ہے مضبوط اسقدر ہیں کہ ایکدفعہ کا خرید کیا ہوا ٹرنک مدتوں تک کام آسکتا ہے باوجود ان سب خوبیوں کے قیمت بالکل واجبی لیجاتی ہے بیرونی آرڈروں کی تعمیل باقاعدہ اور ٹھیک اقرار پر ہوتی ہے قیمت اور سائز کا فیصلہ خط و کتابت سے ہو سکتا ہے آرڈر دیتے وقت اپنا پورا پتہ اور ریلوے سٹیشن کا نام صاف ہونا چاہئے قیمت کا پیشگی آنا ضروری ہے

نوٹ کمپنی بک ڈپو سے ہر ایک قسم کی آریہ سماجک اور دیگر مفید عام کتب رعایتی قیمت پر ملسکتی ہیں مفصل فہرست طلب فرمائیں

المشتہر منیجر کمپنی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فن تجارت سکھانے اور دولت کمانیکے راستے بتانیوالی

قابل قدر کتاب اصول تجارت

جو دولت حاصل کرنے اور فارغ البال ہونیکی طریق سکھاتی اور اقبال اور آزادی کا راستہ دکھاتی ہے

لوگ کیا کہتے ہیں

(۱) شیخ نقشبندی صاحب گورداسپور لکھتے ہیں کہ میں کتاب اصول تجارت کو ملک اور قوم کیلئے رحمت خیال کرتا ہوں (۲) لالہ حاکم رائے صاحب بی اے پلیڈر گوجرانوالہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب فن تجارت سے پورا واقف کر دیتی ہے (۳) لالہ نرائنداس صاحب سب اوورسیر رقمطراز ہیں کہ اس کتاب کے مصنف نے دریا کو کوزے میں بند کیا ہے (۴) لالہ جگناتھ صاحب کالا ضلع جہلم کی رائے ہے کہ اس کتاب کے مصنف نے ملک پر بڑا احسان کیا ہے (۵) محمد اعجاز علی صاحب لکھنؤ رقمطراز ہیں کہ اس کتاب میں تجارت کے نہایت ضروری اور کارآمد اصول جمع ہیں اور اپنے رنگ کی یہ پہلی کتاب ہے (۶) لالہ وودھا وارام صاحب بی اے سابق پروفیسر رندھیر کالج کپورتھلہ یقین دلاتے ہیں کہ شائقین تجارت کے لئے اس سے بڑھکر اردو میں ابتک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ (۷) سید غلام حسین صاحب نور محل سے لکھتے ہیں اس کتاب نے ملک کی ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ (۸) ایڈیٹر صاحب اخبار ہندوستان لاہور اپنے ۱۶ اپریل سنہ ۱۹۰۹ء کے اخبار میں رائے زن ہیں کہ اس کتاب میں تجارت کے تمام ضروری پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے اور مصنف نے محنت اور کاوش کا کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا شائقین تجارت اور کاروباریوں کو ضرور اسکا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

مندرجہ بالا آٹھ شہادتیں ان بیشمار سندات میں سے مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر درج کیگئی ہیں جو ملک کے ہر حصے اور ہر طبقے سے کتاب اصول تجارت کی عام پسندیدگی کے متعلق موصول ہوئی ہیں امیر و غریب اونے و اعلے اور ہندو مسلمان ہر شخص نے اس کتاب کو تہ دل سے پسند کیا ہے اور مصنف کی محنت کی داد دی ہے اور نہ صرف پبلک نے بلکہ پریس نے بھی ہماری حوصلہ افزائی کے لیے بڑی فراخدلی دکھائی ہے مزید برآں پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی اور محکمہ تعلیم ریاست کشمیر نے اس کی بہت سی جلدیں خرید کر سکولوں کی لائبریریوں میں رکھوائی ہیں بتلائے اس سے بڑھکر اس کتاب کی دلچسپی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے

ملنے کا پتہ — مینیجر کتب خانہ ٹی سی گجراتی لاہور

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ممیرے کا سرمہ

[illegible] سرکار انعام — پانچ ہزار روپیہ کا انعام

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کی پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں سے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے۔ ضعف البصارت تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ غبارہ۔ پڑوال۔ بل۔ پھولا۔ ابتدائی موتیا بند۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز حکیم و ڈاکٹر بجائے اور ادویہ کے اب آنکھ کے مرضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کے استعمال کی حاجت نہیں رہتی بچہ سے بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے اور قیمت اس لیئے کم رکھی ہے کہ ہر خاص و عام اس سے فائدہ اٹھاویں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیئے کافی ہے مبلغ دو روپے۔ ممیرے کا سرمہ سفید اعلےٰ قسم تین روپے۔ خالص ممیرے فی ماشہ بیس روپیہ خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

جناب پروفیسر بیا سنگھ صاحب تسلیم۔ میں نے آپکے ممیرے کے سرمہ کو تقریباً تین ہزار مریضوں پر استعمال کیا جو موتیا بند دھند۔ پھولا و ناخنہ آنکھوں میں زخم اور غبار کے عارضہ میں مبتلا تھے ان مریضوں پر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال میں مفید پایا۔ میری رائے میں آپکا سرمہ مثل پورے کی نعمت بذریعہ [illegible] نجات اور ہر گاؤں سے ہر دار کی معرفت ملنا چاہیئے۔ تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعا دے خیر سے یاد کریں۔ براہ مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سرمہ سفید اعلیٰ قسم بذریعہ وی پی بھیجدیں۔ [illegible] چودھری امیر خاں صاحب سیکنڈ اسسٹنٹ [illegible] شفاخانہ [illegible] وزیرہ [illegible]

۲۔ مینے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار بیا سنگھ اہلوا والیہ نے بنایا ہے اپنے خود اور بہت سے بیماروں نے استعمال کر کے دیکھا ہے میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ دو ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی بیماریوں کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ میں نے تجربہ میں اجتک کوئی اس سے بڑھکر سرمہ نہیں دیکھا۔ میں آنکو جن کی آنکھیں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہوں۔ ہر طرح مفید ثابت ہوگا اور سچ مچ اپنے اسقدر سستے داموں میں یہ سرمہ رواج دیکر ہمارے ملک پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے۔ ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے سرمہ سے فائدہ اٹھائیں۔ رائے [illegible] رام صاحب ڈاکٹر [illegible]

بیمار رہنا بالکل نہ ہو۔ پانچ ہزار روپیہ انعام اگر کوئی ممیرے کے سرمہ کی سند ات میں سے جو فرضی بتلا کر نا ہے ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے پنجاب بینک میں بتاریخ [illegible] سنہ ۱۹۰۱ء میں جمع کر دیا گیا۔

المشتہر پروفیسر بیا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

التماس

جملہ نامہ نگار صاحبان آریہ مسافر کی خدمت میں التماس ہے کہ رسالہ علاوہ معمولی خسارہ مالی کی بوجہ انتقال بابو وزیر چند صاحب شفا ایڈیٹر کے بھی بہت نقصان پہونچا یعنی رسالہ مال و جان دونوں طرح سے خسارہ میں رہا ایسے نازک وقت میں آپ صاحبوں کی قلمی امداد کی اسکو بہت بڑی ضرورت ہے تا کہ جو درخت پنڈت لیکھرام جی نے ستیہ اُپدیش کا دہرم کی سرزمین میں نصب کیا ہے اور ابتک سرسبز اور قریب پھلنے پھولنے کے پہونچا ہے مرجھانے نہ پائے اسکی آبیاری یعنی مسافر نوازی کا یہی وقت ہے گر قبول افتد زہے عز و شرف

اطلاع

اکثر اصحاب شائقین آریہ مسافر کا نمونہ مفت طلب کرکے کارخانہ کو زیر بار کرتے ہیں انکو واضح ہو کہ آئندہ کوئی نمونہ ہرگز مفت نہ بھیجا جائیگا یا تو چار آنہ کی ٹکٹ بھیجدیں یا وی پی کی اجازت دیں ورنہ نمونہ کا بھیجنا تو درکنار جواب بھی نہ دیا جائیگا منیجر

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

محمدی عبادت

رسالہ آریہ مسافر ماہ مئی ۱۹۰۹ء میں ایک مضمون بعنوان "اسلامی عبادت" شایع ہوا ہے جو فاضل ایڈیٹر کے قلم سے نکلا ہے انہوں نے اختصار کو مدنظر رکھکر دلائل قاطع و حجج ساطعہ سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت محمد صاحب مسلہ عبادت الہی کو سمجھے ہی نہ تھے اسلیئے وہ ایسی تعلیم فرما گئے جو دل کی یکسوئی کے بالکل منافی ہے اس سے چت کی ایکاگرتا حاصل نہیں ہو سکتی جسکا ہونا عبادت کے لئے ضروری ہی نہیں بلکہ عبادت بغیر اسکے عبادت ہی نہیں ہے وہ مضمون ایسا اعلےٰ ہے کہ اگر مسلمان بھائی اسکو بنظر غور ملاحظہ فرمائیں تو ضرور راہ پر آجائیں. لیکن اُن سے یہہ امید کہاں بنا علیہ ضرور ہوا کہ اسلام کی معتبر و مستند کتب سے یہہ دکھلا دوں کہ حضرت نے جو طریق عبادت جاری کیا تھا وہ ایسا نکما تھا اور ہے کہ دل کی یکسوئی نہ تو خود پیغمبر صاحب کو ہی نصیب ہوئی اور نہ خلفاء راشدین اور نہ دیگر اصحاب و مومنین کو بلکہ سب حضرات نماز کو ایک فوجی پریڈ سمجھتے اور وقت مقررہ پر قواعد کرتے رہے۔

یہہ سب حضرات تو ملک عرب کے رہنے والے تھے جہاں کی جہالت مشہور عام ہے افسوس ہندوستان کے مسلمانوں پر آتا ہے جو ایک مہذب ملک میں پیدا ہوئے علم فضل سے بہرہ ور ہوئے پھر کبھی غور نہیں کرتے کہ نشست و برخاست بے سود کیسی اور یہہ طریقہ عبادت الہی کیسا. پرماتما ایسی توفیق عطا کرے کہ ہندوستانی مسلمان بھائی سچی عبادت الہی اور فوجی قواعد میں تمیز کریں اور تعصب کو چھوڑ کر سطور مندرجہ ذیل کو ملاحظہ کریں۔

محمد صاحب کی نماز

محمد صاحب کا عین نماز میں دروازہ کھولنا وغیرہ تو آپ اسلامی عبادت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ آپ نماز ترک کر کے دروازہ کھولدیا کرتے تھے ابو عیسیٰ ترمذی جامع ترمذی کتاب "الصلوٰۃ باب

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باجاء فی الاشارہ فی الصلوٰۃ میں تحریر کرتے ہیں کہ بلال سے حضرت ابن عمر روایت
کرتے ہیں کہ جب محمد صاحب حالت نماز میں ہوتے اور لوگ آپکو سلام کرتے تو آپ
ہاتھ اٹھا کر جواب دیتے تھے

یہ سلام وکلام ثابت کر رہا ہے کہ حضرت کا دل اسی میں مبتلا تھا مسلمانوں
کی سب سے معتبر اور تمام کتب حدیث کی سرتاج بخاری شریف میں آیا ہے کہ حضرت
نماز پڑھاتے پڑھاتے عین نماز میں نماز بھول ہی گئے۔ حدثنا عثمان ثنا جریر عن ابراہیم
عن علقمہ عن عبد اللہ ابن مسعود صلی النبی صلعم قال ابراہیم لا ادری زاد او نقص فلما
سلم قیل لہ یا رسول اللہ احدیث فی الصلوٰۃ شئی قال وما ذاک قالوا صلیت کذا
وکذا فثنی رجلیہ واستقبل القبلۃ وسجد سجدتین ثم سلم فلما اقبل علینا بوجہہ قال انہ لو
حدث فی الصلوٰۃ شئی لنباتکم ولکن انما انا بشر مثلکم انسٰی کما تنسون فاذا نسیت
فذکرونی واذا شک احدکم فی الصلوٰۃ فلیتحر الصواب فلیتم علیہ ثم لیسلم ثم یسجد سجدتین"

ترجمہ۔ "عیسٰی عثمان نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے اونہوں نے منصور
سے اونہوں نے ابراہیم سے اونہوں نے علقمہ سے اونہوں نے عبد اللہ بن مسعود
سے کہ آنحضرت صلعم نے نماز پڑھائی۔ اور ابراہیم نے کہا مجھکو معلوم نہیں آپ نے اسمیں
کچھ بڑھا یا گھٹا دیا جب سلام پھیرا تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا نماز
میں کوئی نیا حکم آیا آپ نے فرمایا یہ کیا بات ہے لوگوں نے کہا آپ نے اتنی رکعتیں
پڑھیں یہ سنکر آپ دو زانو ہو بیٹھے اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور دو سجدے کئے
پھر سلام پھیرا پھر ہماری طرف منہ کر کے فرمایا اگر نماز میں کوئی نیا حکم آتا تو میں ضرور تم سے کہدیتا
بات یہ ہے کہ میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا
ہوں پھر جب میں بھولوں تو مجھے یاد دلا دیا کرو اور جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں شک
کرے تو ٹھیک بات سوچ لے پھر اسی پر اپنی نماز پوری کرے پھر سلام پھیرے اور پھر
سہو کے دو سجدے کرے"

بخاری صاحب نے ایک باب خاص اس بارہ میں مدون فرمایا ہے وہ کہتے ہیں کہ محمد صاحب
نماز پڑھتے پڑھتے بھول گئے جب مسلمانوں نے یاد دلایا تو بقیہ نماز ادا فرمائی ملاحظہ ہو۔

ماجاء فی القبلہ ومن لا یری الاعادۃ علی من سہا فصلی الی غیر القبلۃ وقد

نماز میں پیغمبر صاحب کو سلام کرتے تھے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سلم النبی صلعم فی رکعتی الظہر و اقبل علی الناس بوجہہ ثم اتم ما بقی

ترجمہ اگر کوئی بھول سے قبلہ کے سوا دوسری طرف نماز پڑھ لیوے تو اوسپر نماز کا اوٹانا واجب نہیں۔ روایت ہے کہ حضرت صلعم نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھکر سلام پھیر (یعنی نماز ختم کر دی) اور لوگوں کی طرف اپنا منہ کیا پھر دو رکعتیں باقی نماز پڑھی۔

ترمذی صاحب بھی اپنی جامع ترمذی میں ابواب ماجاء فی سجدتی السہو قبل السلام یعنی سلام سے پہلے سجدہ سہو کے بیان میں اور باب ماجاء فی سجدتی بعد السلام والکلام یعنی یہ بیان ہے کہ سجدے سہو کے بعد سلام اور کلام کے ہیں اور باب ماجاء فی التشہد فی سجدتی السہو یعنی سہو کے سجدوں میں التحیات کا بیان وغیرہ قائم فرماتے ہیں اور اس کثرت سے احادیث درج کی ہیں کہ اگر انکو نقل کیا جاوے تو ایک مبسوط رسالہ تیار ہو جاوے لیکن اسلئے بخوف طوالت صرف ابواب پر ہی اکتفا کیا ہے اب مسلمانوں کو ہی حکم گردانتا اور پوچھتا ہوں کہ کیوں دوستو کیا یہی شان نبوت تھی کہ حضرت معروف نبوت امت محمدیہ بہول اور بھول جائیں نماز اگر حضرت کو اطمینان وسکون قلب حاصل ہوتا تو اس بھول بھلیاں میں کیوں پھنسے رہتے اور صرف یہی ایک بات نہیں بلکہ ایک مرتبہ حضرت بحالت جنابت صلاۃ اولی کی جماعت کو نماز پڑھوانے کو تیار ہوگئے تھے بخاری صاحب اپنی صحیح میں لکھتے ہیں

حدثنا عبداللہ بن محمد قال ثنا عثمان بن عمر قال انا یونس عن الزہری عن ابی سلمہ عن ابی ہریرۃ قال اقیمت الصلوۃ وعدلت الصفوف قیاما فخرج الینا رسول اللہ صلعم فلما قام فی مصلاہ ذکر انہ جنب فقال لنا مکانکم ثم رجع فاغتسل ثم خرج الینا و راسہ یقطر فکبر فصلینا معہ تابعہ عبدالاعلی عن معمر عن الزہری ورواہ اوزاعی عن الزہری۔ **ترجمہ**

یعنی عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان بن عمر نے کہا ہمکو یونس نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے کہا نماز کی تکبیر ہوئی اور صفیں برابر ہوگئیں لوگ کھڑے تھے آنحضرت صلعم برآمد ہوئے (اپنے مکان سے جو مسجد میں واقع تھا) جب نماز کی جگہ پر کھڑے ہوگئے اوسوقت آپکو یاد آیا کہ آپ کو نہانے کی حاجت ہے آپ نے ہم لوگوں سے فرمایا تم یہیں ٹھہرے رہو پھر آپ لوٹ گئے اور غسل کیا پھر ہمارے پاس باہر برآمد ہوئے اور آپکے سر سے پانی ٹپک رہا تھا آپنے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اللہ اکبر کہا اور ہم نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی عثمان بن عمر کے ساتھ ہی اس حدیث کو عبدالاعلی نے یعنی معمر سے روایت کیا اونہوں نے زہری سے اور اوزعی نے بھی زہری سے اس کو روایت کیا۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نماز کو فوجی پریڈ ہی سمجھتے تھے ورنہ نماز کے وقت کیوں غسل کرنے کے پہلے سے طیار ہوجاتے مسلمانوں کی خوش نصیبی سے حضرت نے غسل فرما لیا ورنہ کل جماعت کی امامت بحالت جنابت ہی فرماتے شاید کبھی پہلے سہوا ایسا ہوا بھی ہو کیونکہ حضرت کا حافظہ نہایت کمزور ثابت ہوتا ہے

احادیث سے یہہ بھی ثابت ہے کہ حالت نماز میں محمد صاحب جب کبھی لڑکی یا لڑکے کا رونا چلانا سنتے تو نماز میں تخفیف فرما دیتے تھے چنانچہ صحیح ترمذی میں ابو عیسی ترمذی نے ایک باب ماجاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لاسمع بکاء الصبی فی الصلوۃ فاخفف یعنی باب اس بیان میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں البتہ نماز میں لڑکے کا رونا سنتا ہوں تو نماز میں تخفیف کرتا ہوں اور ابو عیسی نے احادیث صحیحہ اس بارہ میں درج کی ہیں کہ حضرت بچوں کا رونا سنتے تو نماز میں کمی فرماتے تھے یہہ کیسی تعجب کی بات ہے کہ رسول خدا نماز کو تاریخہ طفلان سمجھتے تھے اور ادنے ادنے وجوہ سے ترک یاد الہی کر دیا کرتے تھے مسلمان دوستو سوچو اور غور کرو جب خود حضرت کا دل نماز میں قرار نہیں پکڑتا تھا تو آپ کس شمار میں ہیں اگر میں چاہوں تو ایسی صدہا احادیث نقل کردوں مگر مجھے اختصار مد نظر ہے اسلئے صرف نام ابواب ہی کو کافی سمجھا اب اسکو زیادہ طول نہ دیکر ایک حدیث اور سناتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ جہاں عبادت میں دل کی یہہ کیفیت تھی دوسری طرف کہانے پینے کی کیا کیفیت تھی چنانچہ صحیح ترمذی میں کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء اذا حضر العشاء واقیمت الصلوۃ فابدءوا بالعشاء یعنی جب کہانا حاضر ہو اور نماز کے لئے تکبیر کہیجائے تو ابتدا ساتھ کہانے کے کرو (گویا نماز کو چھوڑ دو اور پیٹ کو بے فکری سے بھرلو) میں انس سے روایت ہے کہ جب کہانا حاضر ہو اور مسجد میں تکبیر ہوجائے تو بلاخوف فوت نماز کہانا کہاؤ اور ابن عمر سے مروی ہے کہ عشا کا کہانا اس حالت میں کہایا کہ امام کی قرات (مسجد میں) سنتا تھا۔ الخ

کیا مزے کی اجازت ہے مسجد میں نماز ہو رہی ہے قریب ہی حضرت عمر کے خلف الرشید چنگو

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زہد اتقاء کی مسلمانوں میں دھوم ہے۔ بلا خوف بیٹھے قرات امام سن رہے ہیں اور بجائے سجدہ وتسبیح کہانا تناول فرما رہے ہیں کیونکہ خاتم المرسلین نے نماز پر کہانے کو ترجیح دی ہے اس مرقعہ کا دوسرا رخ ملاحظہ ہو کہ جہاں حضرت کی خود یہ کیفیت تھی وہاں اگر جناب کو یہ معلوم ہو جاتا کہ کوئی عبادت گزار وعابد وزاہد مسلمان ہے اور لوگ اسکو عزت ووقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو اوس بندہ خدا کے بے قصور سر قلم کرنے کا حکم صادر کیا جاتا چنانچہ بطور نظیر چند واقعات ذیل میں درج ہیں

(۱) مسند امام احمد بن حنبل میں ہے۔ ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ابو بکر نے خدمت محمد صاحب میں عرض کیا یا حضرت میرا فلاں وادی میں گذر ہوا وہاں ایک شخص حسن الہیئت کو کہ بخضوع وخشوع نماز پڑھ رہا ہے حضرت نے حکم دیا جاکر اسکو قتل کرو جب ابو بکر وہاں گئے اور اسی حالت میں قتل کرنا انکو نکروہ معلوم ہوا تو بلا قتل کرنے کے واپس آئے تب حضرت نے عمر کو کہا کہ جاکر اوسکو قتل کرو عمر نے بھی جو ایسی ہی حالت دیکھی تو اوسکے قتل میں کراہت آئی اور واپس آکر حضرت سے کہا کہ ہم نے بخشوع نماز پڑھتے دیکھا لہذا نکروہ معلوم ہوا کہ اُسے قتل کروں تب حضرت نے فرمایا کہ یا علی تم اسکو قتل کرو حضرت علی جب گئے تو وہ وہاں سے جا چکا تھا الخ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

"ولہ شاہد من حدیث جابر اخرجہ وجالہ ثقات"

جس سے معلوم ہوا کہ اس روایت کے صحت او معتمد ہونے میں انکا اتفاق ہے۔

(۲) انس سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا ہم لوگوں میں عابد زاہد اور جسکا اجتہاد باقی تھا ہمنے رسول اللہ سے اوسکا ذکر کیا مگر حضرت نے نہ پہچانا اسی حالت میں تھے کہ وہ شخص سامنے آگیا ہم لوگوں نے حضرت سے کہا یہی ہے حضرت نے فرمایا کہ میں تو اسکے چہرہ پر ایک نشان شیطان کا پاتا ہوں اُسنے آکر سلام کیا تو حضرت نے فرمایا کہ تیرے دل میں یہ خیال گزرا ہے کہ میں سب سے افضل ہوں اُسنے کہا کہ ہاں پھر وہ چلا گیا اور داخل مسجد ہوا حضرت نے فرمایا کہ کون شخص اسکو قتل کریگا ابو بکر عمر نے قتل نہیں کیا کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور حضرت علی کو وہ شخص ملا نہیں اور اسطرح خدا نے محمد صاحب کے ہاتھ سے اوسکو بچایا غالباً قصور اسکا یہی ہوگا کہ حضرت سے زیادہ عبادت کیوں کرتا ہے جس سے عام لوگوں کی نظر میں اوس کی وقعت وعزت زیادہ ہونے کا احتمال ہے مسلمانو! غور کرو لوگونکو عبادت سے ہٹانا

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور عبادت الٰہی کو قصور سمجھنا یہہ انبیا کا کام ہے۔

محمد صاحب کی نماز

حضرت عمر اہل سنت جماعت کے ہیرو ہیں اور علماء سنیہ کو آپ کے نام نامی پر فخر ہے آپ نے بہت سی فتوحات اپنے عہد خلافت میں کرکے ممالک مفتوحہ میں جبراً دین اسلام رائج کیا بیحد وحساب لوٹ کا مال مسلمانوں میں تقسیم کیا مباحثہ کے بعد قرآن مرتبہ ابوبکر میں الحاق کی اکثر رسوم قبیحہ مثل متعہ النساء وغیرہ جو عہد نبوی میں مروج تھیں موقوف کرکے بجائے انکے تراویح قرآن جاری فرمائے آپ محمد صاحب کے خسر اور حضرات عشرہ مبشرہ میں داخل تھے آپ محمد صاحب کے دوسرے جانشین تھے اپنے خیالات مذہبی کے سخت پابند تھے اسکے خلاف چلنے والوں پر سخت گیر تھے اگر میں مختلف کتب سے روایات متعلق نماز حضرت عمر جمع کروں تو یہہ مضمون ایک رسالہ بن جائے اسلیئے صرف مسلمانوں کے نہایت مشہور ومعروف فاضل جنکو درجہ ولایت بھی حاصل تھا اور حجۃ اللہ کے معزز لقب سے ملقب تھے یعنی جناب مولوی شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی مشہور کتاب ازالۃ الخفا سے کچھ اقتباس ہدیہ ناظرین کرتا ہوں مقصد دوم صفحہ ۹۳ پر شاہ صاحب رقمطراز ہیں

ابوبکر عن عروہ قال عمر انی لاحسب جزیۃ البحرین فی الصلوٰۃ ابوبکر عن ابی عثمان النہدی قال عمر لاجہز جیوشی وانا فی الصلوٰۃ۔

یعنی ابوبکر عروہ سے روایت کرتے ہیں کہا حضرت عمر نے میں تو نماز میں جزیہ بحرین کا حساب کر لیتا ہوں

اور عثمان ہندی سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نماز میں اپنے لشکر کا سامان کر لیتا ہوں۔

ناظرین جائے غور و انصاف ہے جب خلیفہ رسول کے قلب کی یہہ حالت تھی تو آجکل جو فضیلت نماز لوگ بیان کر رہے ہیں وہ کہاں تک صداقت پر مبنی ہے جب خلیفہ صاحب کو ہی اطمینان قلب میسر نہ ہوا تو پھر اور کسکو نصیب ہو سکتا ہے

اسی پر بس نہیں بلکہ غضب تو یہہ ہے کہ حضرت عمر جب امام بنکر مسلمانوں کو نماز پڑھاتے نہ تو الحمد پڑھتے نہ کچھ اور قرآن کی عبارت پڑھتے بلکہ بالکل خالی نشست وبرخاست کرتے کسی مسلمان مقتدی کو یہہ جرات نہوئی کہ اون سے اسکا سبب دریافت

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرے کہ حضرت آپ یہہ کر کیا رہے ہیں چنانچہ شاہ صاحب ممدوح صفحہ ۹۲ پہ تحریر فرماتے ہیں

الشافعی فی القدیم ان عمر بن الخطاب صلی فلم یقرء فقال لہم کیف کان الرکوع والسجود قالوا حسنا قال فلا باس

یعنی حضرت عمر نے نماز پڑھی اور اسمیں کچھہ قرات نکی لوگوں سے پوچھا کہ رکوع و سجود کیسا تھا سب نے کہا بہت اچھا اور درّہ کا خوف بڑا ہوتا ہے کہا عمر نے تو کچھ مضایقہ نہیں

ولید کی نماز آپ اپنی زندگی میں خدمات دین اسلام بجالاتے رہے آپکو مے نوشی کی عادت تھی اور کبھی کبھی پیا کرتے تھے آپنے ممالک مفتوحہ میں اسلام کو جبراً رواج دیکر اسلام کو مشکور فرمایا غالباً یہہ حضرت نماز محض اوٹھا بیٹھی اور ایک فعل فضول سمجھتے ہونگے کیونکہ مولانا نواب صدیق حسن خان صاحب حجج الکرامہ صفحہ ۹۷ میں تحریر فرماتے ہیں کہ " روزے اذان شد نزدش جاریہ بود کہ با دی شراب میخورد بر آواز اذان برخاست و ادرا وطی کرد وسوگند خورد کہ جز آن جاریہ دیگرے ایں وقت با مردم نماز نگذارد پس آن جاریہ ہمچنا بدمست برخاست و لباس ان ناپاک برخود پوشیدہ و تبدیل صورت نمودہ با مردم نماز کرد

یعنی ایک روز صبح کی اذان ہوئی جب آپنے آواز موذن سنی تو اونسے اپنی لونڈی سے جو شراب پلا رہی تھی مجامعت کی اور قسم کہائی کہ آج امامت جماعت بھی لونڈی کریگی جو نشہ شراب میں بدمست اور جورہتی لونڈی نے اسی حالت میں مردانہ لباس پہنا اور ولید کی جگہہ امام جماعت بنی اور سبکو نماز پڑھوائی یہہ واقعہ تواریخ الاوئن صفحہ ۱۰۵ و تنقیح تاریخ صفحہ ۷۵ و تاریخ خمیس میں بالتشریح درج ہے

ناظرین افسوس ہے اُن حضرات پر جنہوں ایسی بدمست کنیزک کے پیچھے نماز ادا کی

المومنین و المومنات

صفحہ ۹۰ مطبوعہ منیہ مصر میں صحابہ کی خدا پرستی کے بجائے حسن پرستی و نظر بازی بالفاظ ذیل

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تحت ایۃ لقد علمنا المستقدمین منکم الاٰیۃ الرابع کہ مین قال ابن عباس فی روایۃ ابی الجوذاء کانت امرأۃ حسناء تصلی خلف رسول اللہ وکان قوم یتقدمون الی الصف الاول لئلا یروہا واٰخرون یتخلفون لیتأخرون لیروہا واذا رکعوا جافوا ایدیہم لینظروا من تحت اباطہم فانزل اللہ ہذہ الاٰیۃ یعنی ایک خوبصورت عورت رسول خدا کے پیچھے نماز پڑھتی تھی کچھہ لوگ صحابہ سے صف اول میں ہو جاتے تھے کہ اسپر نظر نہ پڑے اور کچھہ لوگ پیچھے رہ جاتے تھے کہ دوسری صف میں بقصد نظارہ شریک ہوں اور وقت رکوع ہاتھونکو پھیلا دیتے تھے کہ بخوبی نظارہ ہو پس خدا نے یہہ آیت نازل کی کیسے متقی صحابہ تھے اور کیا خوب طریق عبادت تھا کہ رسول کے ساتھ تو نماز پڑہتے ہیں اور خدا کے دربار میں حاضری کا دعوے ہے اسپر یہہ تاک جھانک اور نظر بازی و حسن پرستی۔

پھر تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۰۹ میں ہے وقال الحسن اصاب اہل المدینۃ جوع وغلاء سعر فقدمت عیر والنبی یخطب الجمعۃ فسمعوا بہا وخرجوا الیہا فقال النبی لو اتبع اٰخرہم اولہم لالتہب الوادی نارًا قال قتادۃ فعلوا ذلک ثلاث مرات یعنی حسن سے روایت ہے کہ اہل مدینہ گرانی غلہ میں مبتلا ہوئے اس اثناء میں قافلہ تجارت شام سے آیا سب لوگ حضرت نبی کو عین حالت خطبہ جمعہ میں چھوڑ کر چلے گئے نبی نے کہا اگر کل حاضرین چلے جاتے تو تمام جنگل آتش جہنم سے مملو ہو جاتا کہا قتادہ نے کہ تین مرتبہ اس خطا کے مرتکب وہ لوگ ہوئے اسی تفسیر کبیر سے یہہ بھی ثابت ہے کہ حضرات مومنین محمد صاحب کو نماز میں تنہا چھوڑ اون باجوں کے سننے کو چلے جایا کرتے ہیں جو نکاح میں بجا کرتے ہیں یہہ عادت اونکی یہاں تک پختہ ہو گئی تھی کہ محمد صاحب کو آیت نازل کرانی پڑی جو سورۃ جمعہ میں ہے۔

واذا راوا تجارۃ او لہوا انفضوا الیہا وترکوک قائمًا یعنی جب وہ لوگ کسی تجارت یا کھیل کود دیکھتے ہیں تو چلے جاتے ہیں اوسطرف اور تجھکو نماز میں چھوڑ دیتے ہیں۔ واقعی محمد صاحب آپ سچ فرماتے ہیں بھلا اکیلا امام نماز کیا پڑھے اور کسکو پڑھائے جب جماعت ہی رفو چکر ہو جائے۔

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مرد و عورت اکٹھے ہو کر نماز جماعت مسجدونمیں ادا کیا کرتے تھے چونکہ

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نماز میں محمدؐ صاحب نے سوائے نشست و برخاست اور کچھ نہیں رکھا اسلئے نماز گزاروں کا دل پہ تھا کیطرف تو لگتا نہ تھا بلکہ دنیا کی خرابات و فسق و فجور میں پھنس جاتا تھا جن حالات کی تحریر کی میرے قلم میں قدرت نہیں اور نہ مسلمان اسکے سننے کو طیار ہونگے بلکہ ناظرین آریہ مسافر بھی اس سے متنفر ہوں گے۔

لہذا ان حضرات کی کیفیت صرف اس ایک فقرہ سے ناظرین معلوم کر لیں۔ جو حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۳ پر تحت آیہ رجم میں فضائل قرآن سے ناقل ہیں کہ روایت ہے بطریق جرح کہ عمرؓ نے کہا نہ شک کرو آیہ رجم میں کہ وہ حق ہے اور میں نے قصد کیا تھا کہ لکھوں اسے مصحف میں لہذا ابی بن کعب سے سوال کیا تو انہوں نے کہا کیا ایسا نہیں تھا کہ ہم رسول اللہ سے اسے پڑھ رہے تھے تو تم نے میرے سینے میں مارا اور کہا حضرت سے آیہ رجم پڑھ رہے ہو حالانکہ یہہ صحابہ لسافد کرتے ہیں جسطرح گدھے چڑھتے ہیں الخ۔ مطلب یہہ ہے کہ جسطرح بہائم تمیز تخلیہ و جماعت نہیں رکھتے اور نہ موقع محل دیکھتے ہیں اسیطرح مسلمان اپنے کام میں مشغول ہوجاتے ہیں وہ بھی گھر اور مسجد رات دن نماز وغیرہ کا وقت کچھہ نہیں دیکھتے اور کام سے کام رکھتے ہیں۔

اگرچہ اس روایت کے علاوہ اور کسی روایت کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ حضرت ابن حجر نے مسلمانوں کا پورا نقشہ کھینچ دیا ہے لیکن یہہ مجمل ہے شاید ہمارے محمدیؐ دوست اسکو قبول نکریں اسلئے دو تین روایات جو بہ نسبت سب روایات کے زیادہ مشہور امر ایسے معنی کی ہیں کہ جب مسلمان تمام دن روزے سے ہوتے ہیں اور رات کو بعد نماز تراویح میں قرآن شریف پڑھتے ہیں جسکی آواز سے شیطان دور بھاگ جاتا ہے بہ نسبت اور دنوں کے اس ماہ رمضان میں خدا کا ذکر زیادہ نہ کیا کرتے ہیں۔

مولانا السید محمد حیدر صاحب الشمس جلد ۳ صفحہ ۵۵۴ پر کتاب الباعث علے انکار البدع والحوادث علامہ ابو شامہ شافعی محدث سے ناقل ہیں ترجمہ اوسکا حسب ذیل ہے۔ مرد اور عورتیں ایک جگہہ جمع ہوتی ہیں ایک کے بدن سے دوسرے کا بدن ملا رہتا ہے [illegible]

۵ قرآن میں ایک آیت ہے جسمیں حکم تھا کہ زانی کو رجم یعنی سنگسار کرنے کا حضرت عمرؓ نے اوسکو قرآنیہ میں داخل کرنا چاہا کہ حضرت ابو بکر نے درج نہیں کیا تھا اسلامی خود غرض [illegible] نے اوسکو درج ہونے دیا اور قرآن میں تحریف کردی پوری بحث اسکی

تحریف القرآن میں آئیگی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مزاحمت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے گلے لپٹے رہتے ہیں جیسا ایک مرد صالح نے
بیان کیا کہ اس مجمع میں ایک مرد ایسا تھا جو ... کر رہا تھا .... حالانکہ سب کھڑے
اور دوسرے نے ایک عورت کی زبانی بیان کیا کہ ایک مرد نے ...... کیا اس مجمع میں
صرف پاجامہ کی آڑ رہی پھر آگے تحریر فرماتے ہیں۔

حتی بلغنی ان رجلا ضم امراۃ من خلفہا فضیف بحائط من زحم الناس و
جائت الینا امراۃ تشکو فقالت حضرت عید الواعظ فی المسجد الجامع فاضمنی رجل من خلفی والتزمنی فی مرحمہم فما حال بلبنہ و بین ذالک منی
الا الثیاب فاقسمت ان لا مکرہ ابدا۔

یعنی یہانتک کہ ایک مرد نے پیچھے سے ایک عورت کو چمٹایا کہ بھیڑ مجمع میں بالکل غائب کر دیا
دوسری عورت نے مجھسے شکایت کی کہ میں مسجد میں مولوی صاحب کا واعظ سن رہی تھی کہ
ایک مرد نے پیچھے سے چمٹایا صرف کپڑے کی آڑ رہ گئی

اگر محمد صاحب بھی رشی منی مہاتماؤں کی طرح طریق عبادت بتلاتے تو یہہ خرابیاں واقع نہ
ہوتیں سب ایکانت میں پرماتما کا دھیان کرتے پڑھے لکھے تو تھے نہیں جو کچھہ خیال مبارک میں
جم جاتا تھا خدا کے نام پر فرما دیا کرتے تھے۔

جب علمار محمدیہ نے مسلمانوں کا یہہ حال دیکھا تو شریعت کی آڑ میں ان افعال کے جواز کی بات
فتوے دینے لگے جیسا کہ درمختار مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۸۴ پر درج ہے۔

ومص ثدیہا ثلاثا او مرۃ و نزل لبنہا مسہا بشہوۃ او قبلہا ابد و
تفسد ان لا لو قبلتہ لم لشہاو الفرق ان جی لقبلہ محی الجماع

یعنی اگر ... کے .... کو نماز میں تین مرتبہ چوسے یا ایک ہی دفعہ ایسا چوسے کہ دودھ
نکل آئے یا ... کرے بشہوت یا بوسہ سے بدون شہوت تو مرد کی نماز فاسد ہوگی۔
اگر شہوت سے کرے پھر تو کوئی حرج نہیں، لیکن عورت اگر یہہ سب کام کرے تو اسکی
نماز فاسد ہوگی دیہہ کیوں، اسکی شرح میں شارح علامہ فرماتے ہیں۔

وفی الخلاصہ لو نظر الی فرج المطلقۃ رجعیا بشہوۃ یصیر مراجعا ولا تفسد
صلاتہ فی روایتہ ہو المختار ط ۱۸۴ یعنی اگر نظر کرے طرف .... اپنی عورت
کے جسکو طلاق رجعی دی ہو تو طلاق حکم اوٹھ جائے گا اور وہ اسکی زوجہ ہوجائے گی۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور نماز بھی باطل ہوگی۔

سبحان اللہ کیا شان نماز ہے۔ مگر زن مطلقہ کا استثنا کیوں کر دیا گیا اس کا باعث نہ معلوم ہوا۔)

محمدی دوستو! میں نے محض آپ کے پاس خاطر آپ کے کتب معتبرہ سے یہہ ظاہر کر دیا ہے کہ آپ کے بزرگوں کے طریق عبادت یعنی نماز سے کبھی یکسوئی حاصل نہوئی اور نہ اب ہو سکتی ہے عبادت کا اصلی طریقہ وہی ہے جو ویدوں شاستروں نے بتلایا ہے دونوں طریقے آپ کے پیش نظر ہیں خود پڑھ سکتے ہو ان پڑھ مولویوں اور عالموں سے دریافت کر سکتے ہو کہ یہہ کیا معاملہ تھا کہ آپ کے بزرگ نماز میں کیا کیا کر گزرتے تھے دوستو دنیا چند روزہ ہے آخرت میں صرف دھرم و عبادت ہی کام آئیگی جب آپ کا طریق عبادت ہی درست نہوا تو آخرت میں خالی ہاتھ جانا ہوگا پرماتما کی ہستی میں آپ کو آریہ سماج سے اتفاق ہے اور یہہ بھی آپ کو تسلیم ہے کہ عبادت الٰہی کرنی چاہیے دیگر مسائل میں اختلاف ہے تو ہوا کرے مگر پرماتما کی عبادت تو باقاعدہ کرو میں نے محض بخلوص نیت یہہ چند سطور آپ کی بہبودی کی غرض سے لکھتے ہیں خدا آپکو ایسی توفیق بخشے کہ آپ بلا تعصب اسکو نظر انصاف سے مطالعہ فرمائیں۔ ادم شم

شاد از عصار

تحریف القرآن نمبر ۴

نمبر ۳ میں ایڈیٹر صاحب ریویو آف ریلیجنز کے اس دعوے کی پڑتال ہو چکی کہ محمد صاحب کے روبرو اور زیر نگرانی اونکی قرآن لکھا جا چکا تھا اور پرماتما کی کرپا سے ثابت کر دیا گیا کہ حضرت کے روبرو نہ تو قرآن تحریر ہوا اور نہ ہو سکتا تھا فاضل ایڈیٹر صاحب کا محض دعوے ہی دعوے ہے جسپر وہ کوئی دلیل نہ لا سکے اور نہ آئندہ لا سکینگے قرآن میں کہیں لفظ کتاب آ گیا تو خوش ہو گئے کہ لو قرآن سے ہی ثابت ہو گیا کہ سارا قرآن محمد صاحب کی زیر نگرانی لکھا گیا تھا جبھی تو لفظ کتاب کا اطلاق ہوا سبھی جاننے والے جانتے ہیں کہ ایڈیٹر صاحب کو بحالت مجبوری جب کوئی دلیل

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نکلی تو مجبورا دہوکہ اور فریب کی پناہ میں جانا پڑا پہلا کتاب سے تو سب کا سب قران لکہا ہوا ثابت ہوگیا اور ذکر سے جسکے معنی یاد اور یادداشت کے ہیں کیا ثابت ہوا آخر قران کا نام ذکر بھی تو ہے اور آپ تسلیم بھی کر چکے ہیں اور اپنے مضمون میں ابھی وعدہ کہکر لکھہ ہی چکے ہیں قطع نظر اسکے سب ناموں سے مشہور جو قران ہے اور تمام زمانہ میں اسی نام سے پکارا جاتا ہے یہہ مصدر قراء سے نکلا ہے جسکے معنی پڑہنے کے ہیں اسکے بارہ میں معلوم نہیں کیا ارشاد ہوگا ایڈیٹر صاحب کو بتلانا چاہئے ہیں ایڈیٹر صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ وہ کونسی وجہ ہے کہ آپ لفظ کتاب کو الفاظ قران و ذکر پر ترجیح دیتے ہیں؟

ایڈیٹر صاحب کی قرانی تحقیقات تو صفحہ ۲۶ تا ۳۲ میں درج ہو چکی اب ذیعلم مدعا طلب اپنے دعوے کو احادیث تواریخ سے ثابت فرماتے ہیں الا جسطرح قران سے کچھ بھی ثابت نہو سکا اور سوائے ناکامیابی کے ایڈیٹر کے پلے کچھ نہیں پڑا اسیطرح تواریخ واحادیث نے دستگیری نہیں کی اور ازروئے احادیث وہ اپنے دعوے کی اثبات میں قاصر رہے ذیعلم ایڈیٹر فرماتے ہیں کہ اعلے طبقہ کی صحیح احادیث میں بہت سے واقعات ایسے درج ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت سرور کائنات صلعم کے پاس وحی آتی تھی تو وہ اسیوقت لکھہ لیجاتی تھی صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب پہلی ہی مرتبہ آپ پر وحی نازل ہوئی تو اسوقت آپ غار حرا میں تھے۔ جبرئیل آپ کے پاس آیا اور کہا اقرا یعنی پڑھو آپ نے جواب دیا کہ میں نہیں پڑھ سکتا تین دفعہ جبرئیل نے یہی کہا اور اسکے بعد جبرئیل نے علق کی ابتدائی آیت پڑھائیں اب فرشتہ کا یہہ کہنا کہ تم پڑھو اور آنحضرت کا یہہ جواب دینا کہ میں پڑھ نہیں سکتا صاف بتاتا ہے کہ یہہ وحی آپ کو کسی قرطاس پر لکھی ہوئی دکھائی گئی تھی اور چونکہ آنحضرت نہ خود لکھ سکتے اور نہ پڑھ سکتے تھے سب سے پہلے وحی کا لکھا ہوا دکھایا جانا اور یہہ کہنا کہ پڑھو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو وحی تم پڑھو گے اسکا احتیاط سے لکھنا ہوگا تاکہ ہر ایک اسکو پڑھ سکے یہہ ایک لطیف اشارہ ہے الخ

قبل اسکے کہ میں ایڈیٹر صاحب کی تقریر کا جواب عرض کروں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس اعلے طبقہ کی صحیح حدیث کی کیفیت لکھوں جس سے ثابت ہوجائے گا کہ یہہ حدیث صحیح نہیں ہے اور نہ اشارہ کنایہ سے جمع قران پر کچھ روشنی ڈالتی ہے۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حدیث صحیح ۔ عندالمحدثین حدیث صحیح اسکو کہتے ہیں جسکی پوری سند معتبر مسلمان راویوں کو ذریعہ محمد صاحب تک پہنچ جائے۔

حدیث متذکرہ بالا صحیح بخاری کے باب کیف کان بدالوحی الی رسول اللہ میں۔ میں تیسری حدیث ہے چونکہ حدیث طولانی ہے اسلئے صرف اردو ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے مولانا سید علی اظہر صاحب فضل الباری جلد اول مطبوعہ مجوہ صفحہ ۱۳ پہ یہہ ترجمہ تحریر کرتے ہیں در عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت کی وحی کی ابتدا خواب ہائے نیکو سے ہوئی یعنی جو خواب دیکھتے تھے اسکی سچائی مثل سپیدہ صبح نمایاں ہوتی اس کے بعد آپ پر وحدت و تخلیہ کی محبت نے غلبہ کیا غار حرا میں آپ تنہا زیادہ قیام کرتے تھے اور عبادت خدا کرتے تھے کچھ زمانہ تک وہاں قیام رہتا پھر کچھ دنوں حضرت خدیجہ کے پاس آتے اور قیام کرتے پھر کچھ کھانے پینے کی چیزیں لیکر اوسی غار حرا میں چلے جاتے یہی معمول تھا یہانتک کہ امر حق نازل ہوا حالانکہ آپ غار حرا میں تھے کہ فرشتہ نمایاں ہوا اوسنے کہا کہ پڑھو آپ نے کہا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں یا کیا پڑھوں اوس فرشتہ نے خوب سا فشار کیا پھر کہا پڑھ [illegible] حضرت نے پھر وہی جواب دیا تین مرتبہ اسیطرح فشار دیکر کہا اقرا باسم ربک الذی خلق الانسان من علق اقرا و ربک الاکرام۔ اسکے بعد حضرت وہاں سے ان آیات کو لیکر اور دل آپ کا مضطرب تھا اوٹھ کر حضرت خدیجہ سے کہا کہ کچھ اوڑھاؤ کچھ اوڑھاؤ جب وہ خوف و اضطراب دفع ہوا تو سارا حال آپ نے خدیجہ سے بیان کیا اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا خوف تھا حضرت خدیجہ نے کہا خدا ہرگز تمہیں ضائع یا محروم نکرے گا کیونکہ تم صلہ رحم بجا لاتے ہو اور ضعیفوں کی مدد کرتے ہو اور لوگوں پر احسان کرتے ہو اور مہمانداری کرتے ہو اور لوگوں کی مشکلات میں اعانت کرتے ہو اسکے بعد بی بی خدیجہ آپکو ورقہ ابن نوفل کے پاس لیگئیں جو خدیجہ کے چچازاد بھائی اور مذہب عیسوی قبول کرچکے تھے عبرانی کتابوں سے مثل انجیل وغیرہ کے واقف تھے اور اسوقت بہت بڈھے ہوگئے تھے اور اندھے ہو چکے تھے تب خدیجہ نے کہا کہ اپنے ابن عم (محمد صاحب سے مراد ہے) سنو کیا بیان کرتے ہیں حضرت نے کل ماجرا بیان کیا تو ورقہ نے کہا یہہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا تھا کاش میں جوان ہوتا اے کاش میں زندہ ہوتا جسوقت تمہاری قوم تمکو نکالے گی حضرت نے کہا کیا لوگ ہمکو نکالدینگے ورقہ نے کہا ہاں جو شخص مثل تمہارے لایا وہ ضرور ایذا دیا گیا اور اگر میں تمہارا وہ زمانہ پاؤں تو پوری نصرت تمہاری کروں اسکے چند روز بعد ہی ورقہ

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے وفات پائی۔ اور وحی کے نزول میں فترہ یعنی توقف ہوا۔

یہہ حدیث عائشہ سے مروی ہے وہ نہیں بتلاتیں کہ انکو اس واقعہ کی خبر کیونکر ہوئی ابتدائے نزول وحی کے وقت وہ پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں چنانچہ محمد بن عبد اللہ خطیب بن محمد عرف شیخ ولی اللہ صاحب اکمال فی اسماء الرجال مشکوۃ کے صفحہ ۱۸ باب العین فصل صحابیہ عورتوں میں لکھتے ہیں در حضور صلعم نے ان سے مکہ میں بماہ شوال نبوت کے دسویں برس شادی کی تھی یعنی ہجرت سے تین سال پہلے اور مدینہ میں شوال سنہ ۲ ہجری میں جب آپ کی عمر نو سال کی تھی اون سے زفاف کیا۔

یہہ تو ثابت ہوگیا کہ نبوت کے دسویں سال حضرت کا عائشہ سے نکاح ہوا اور سنہ ۲ ہجری میں زفاف جبکہ عائشہ کی عمر نو سال کی تھی اور تواریخ و تفاسیر سے ثابت ہے کہ بعد ادعاء نبوت حضرت دس برس مکہ میں رہے اس صورت میں شب زفاف کو جب عائشہ کی عمر ۹ سال کی تھی نبوت کا بارہواں سال تھا۔ یعنی عائشہ کی پیدایش سے تین یا ساڑھے تین سال پہلے وحی و نزول قران جاری تھا پھر معلوم نہیں ہوتا کہ صدیقہ ایک ایسا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ جسکے وقوع کے وقت وہ شکم مادر میں بھی تشریف نہیں لائی تھیں اگر کوئی کج بحث یہہ کہے کہ محمد صاحب نے اون سے کہا ہوگا تو یہہ ایک احتمال ہوگا جسکے لئے ثبوت کی ضرورت ہے اور یہاں ثبوت کوئی موجود نہیں۔

ممکن ہے کہ حضرت کے سوا کسی اور سے سنا ہو چنانچہ علامہ عینی لکھتے ہیں۔ لم یجوز ان یکون هذا الطریق الحکایت بخبره علیه السلام فلا یکون سماعه منه

یعنی کیوں نہیں جائز ہے کہ یہہ کلام بطور حکایت ہو دوسرے سے نہ یہہ کہ خود حضرت ہی سے سنا ہو

لہ معلوم نہیں ہوتا کہ ورقہ بن نوفل کے انتقال سے نزول قران کیوں بند ہوگیا اور حضرت صدیقہ کے اس فقرہ کے بیان کرنے کا مطلب کیا ہے کاش نوفل کچھہ دنوں اور زندہ رہتا تو انجیل و توراۃ کے خلاف جو تحریریں جو حضرت کے حافظہ کی خرابی سے ہوگئی تھیں ہوتیں۔

ٹ تفسیر بیضاوی مطبوعہ مطبع نولکشور جلد دوم ص ۸۷ کان رسول اللہ صلعم واصحابه بمکة عشر سنین۔ یعنی محمد صاحب اور ان کے اصحاب مکہ میں دس برس تک رہے تفسیر فتح البیان مطبوعہ بوارق مصر جلد ششم صفحہ ۹۳ درکشاف محمد آفندی یحیی۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پس حضرت سے سننا کیونکر ثابت ہوا"

لاریب ماننا پڑا کہ یہہ حدیث ہرگز صحیح کی تعریف میں نہیں آتی اور نہ اعلےٰ الطبقہ کی حدیث ہے اب اندم بر سر مطلب ایڈیٹر صاحب کو لفظ پڑھو نے دہوکہ میں ڈالدیا اور انہوں نے عوام کو دہوکہ دینا چاہا اونہیں غور فرمانا چاہیئے تھا کہ لفظ پڑھو سے ہرگز یہہ لازم نہیں آتا کہ ضرور قرطاس پر ہی لکہا ہوا ہو کیا وہ نہیں دیکہتے کہ عام طور پر یہہ بولا جاتا ہے پڑہو گنگارام پاٹہہ ہو میا مٹھو فلاں شخص غزل پڑہ رہا ہے یا غزل پڑہو تو آپ کے خیال مبارک میں شاید تحریری کاغذات پیش کیئے جاتے ہیں حدیث کا صاف و صریح مفہوم یہہ ہے فرشتہ نے کہا اقراء یعنی پڑہہ محمد صاحب نے جوابدیا ما انا بقاری یعنی میں کہاں پڑہوں پڑہنے والا نہیں ہوں اگر پہلے معنی جواب حضرت کے قبول کیئے جائیں تو آپ کے قیاس بے اساس کی تمام عمارت منہدم ہوکر ایک تودہ خاک بن جاتی ہے کیونکہ حضرت فرماتے ہیں کیا پڑھوں اگر کوئی قرطاس لکھا ہوا ہوتا تو حضرت ایسا کیوں فرماتے بصورت تسلیم معنی دوم اقراء کے لیئے لازمی امر نہیں کہ ضرور ہی لکہا ہوا ہو جب فرشتہ نے کہا پڑہو حضرت نے اپنی بے علمی کا اقرار کیا اور فرمایا کہ میں پڑہا ہوا نہیں ہوں اسمیں کاغذ اور قران کا کیا تعلق ہے اور اشارہ کنایہ کا کیا مطلب باقی رہی نکتہ سنجی اسپر میں فاضل ایڈیٹر صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں واقعی آپ کی ذکاوت قابل داد ہے۔ اگر چونکہ وہ انسان ہیں اور سہو ہر انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے کوئی متنفس اس سے محفوظ نہیں اسلیئے یہہ نکتہ کچھہ ناتمام رہگیا ہے ایڈیٹر صاحب کے محض پاس خاطر کیوجہ سے اس ناتمام سلسلہ کو مکمل کیئے دیتا ہوں۔

ورِ نہ کا غار میں آیات لانا اشارہ کرتا ہے کہ کوٹھری میں حفاظت سے رکھنا اور آیات کا لکہا ہوا ہونا دال ہے کہ لکہتے جانا اور چونکہ ناتہ حصہ بالائے جسم میں ہوتا ہے اسلیئے اشارہ نکلا کہ رکھنا اونچی جگہ اور چونکہ پاتہ گوشت کا ہوتا ہے جسپہ کہال ہوتی ہے پس اشارہ نکلا کہ جلد کہال کی بنوانا اور چونکہ مدارج النبوۃ میں ہے کہ فرشتہ کے گلے میں طلاء کا ہار بھی تھا اشارہ ہے کہ جلد پہ سونے کے حروف بھی لکھوا دینا" دیکھا اس بنگڑی حدیث نے اشارہ بازی کا مینہہ برسا دیا اور اگر ذرا اور ان اشارات پر غور کیا جائے تو امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب کی مضمون نویسی پر یہہ حدیث کوئی حرف لائے مگر اس بحث کو اسی جگہ چھوڑتا ہوں اور اہل علم سے ملتجی ہوں کہ خدا کے واسطے وہ انصاف کریں کہ یہہ کس قسم کا ثبوت ہے جو ایڈیٹر صاحب پیش

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کر رہے ہیں کیا مسلمانوں کے پاس یہی دلائل ہیں اور اسی پر تمام جہانکو بے علم و جاہل کہا کرتے ہیں

ایڈیٹر صاحب ریویو اب تواریخ سے ثابت کرتے ہیں کہ کل قرآن حضرت کے روبرو اور زیر نگرانی جمع ہو گیا تھا وہ فرماتے ہیں۔

"ہشام نے کہا ہے کہ حضرت عمر زمانہ جاہلیت میں نہایت پرجوش اور غالی بت پرست تھے آپکو خبر ملی کہ آپ کی بہن اور بہنوئی مسلمان ہو گئے جب وہ بہن کے گھر پہونچے تو انہوں نے سنا کہ کوئی شخص اونکی بہن کو سورہ طٰہٰ پڑھا رہا ہے اس سے ثابت ہوا کہ اسوقت قرآن تحریر ہوتا تھا وغیرہ وغیرہ۔

میرے نزدیک تواریخ بھی ایڈیٹر صاحب کی دستگیری نہیں کرتیں اور ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا یہہ مثل یہاں بالکل صادق آتی ہے دعوے سے کل قرآن کی تحریر کا ثبوت ہے صرف ایک سورہ کا جو مشتمل ہے صرف ۲۸ فقروں پر اور یہہ شک بھی ابھی رفع نہیں ہوا کہ وہ لکھی ہوئی سورت جسکو سورہ طٰہٰ کہا گیا ہے اسقدر تھی یا کم و بیش پھر اس امر کا تحریر کرنا ایڈیٹر صاحب کو کیا نفع پہونچا سکتا ہے۔ اور کیونکر انکے دعوی کی تائید کرتا ہے اگر ایڈیٹر صاحب سے ہو سکے اور انکی کتب تواریخ میں درج ہو تو وہ کہلائیں کہ محمد صاحب نے تمام نسخہ قرآن مرتب کرا دیا تھا اور وہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان کے ہاتھ میں رہا۔ اول تو اسکا ثابت ہونا ہی ناممکنات سے ہے اور اگر ایڈیٹر صاحب کہیں سے کھینچ تان کر کے کچھہ لکھنے کی جرات بھی کریں تو اونکو واضح رہے کہ قرآن کو آپ اور مشکل میں پھنسا دیں گے اور وہ یہہ ہے کہ حضرت عمر قرآن میں برابر حک و اصلاح کرتے رہے ہیں قرآن میں جگہ خالی چھوڑتے رہے ہیں صحابہ کو دور دور سے بلا کر دریافت کرتے رہے ہیں (مفصل حال اسکا حضرت عمر کے عہد خلافت میں معہ اسناد درج ہوگا) تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ قرآن مرتبہ نبی درست نہیں تھا یا خلیفہ صاحب نے تحریف کی اور خواہ مخواہ دست اندازی فرمائی میں پھر پوچھتا ہوں کہ سورہ طٰہٰ کے تحریر ہونے سے یہہ کیونکر لازم آگیا کہ تمام و کمال قرآن زیر نگرانی محمد صاحب تحریر ہو گیا تھا اور قرآن اسیقدر تھا جواب موجود ہے آگے ایڈیٹر صاحب ثابت فرماتے ہیں کہ قرآن سب کا سب صحابہ کو محفوظ ہو گیا تھا چونکہ اسکی تردید کی بھی ضرورت ہے اسلئے وہ بھی ہدیہ ناظرین ہوگی باقی در

رشاد از ہمارے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیا آریہ ورت میں مرد پیدا نہیں ہو سکتے

معزز ناظرین - بادی النظر میں تو یہہ ایک محض تمسخر آمیز معمولی سوال معلوم ہوتا ہے لیکن اگر یہہ معمولی سوال حل ہو جائے تو اس سے غیر معمولی نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ انسانی شکل و صورت کے آدمی مرد نہیں کہلاتے مرد در حقیقت وہ ہوتے ہیں جو شجاعت۔ راستبازی یوگتا عالمیت وغیرہ نیک صفات سے آراستہ ہوتے ہیں پروپکار دہرم اونہی ہی جنکی جان اور سرمایہ ایمان ہوتی ہے اور سچائی پر قربان ہو جانا ہی اپنا پرم دہرم اور محتاج سمجھتے ہیں۔ آریاورت ایسے ہی دہرماتما اور شور ویر مردوں کی بدولت عروج کو پہونچا تھا مہابھارت کے زمانہ تک ایسے بہادر لاکھوں موجود تھے یدہشٹر۔ ارجن۔ بھیم۔ نکل۔ سہدیو۔ بھیشم۔ کرشن۔ دریودہن کرپاچاریہ وغیرہ وغیرہ ایسے ہی دہرماتما تھے اور یہہ وہی بہادر تھے جو اپنی ہستی اور خودشناسی کی رو سے کما حقہ واقف ہو کر وہ قابلیت حاصل کر چکے تھے جنکو انگریزی میں خیشنیسی کہتے ہیں اور جسکی وجہ سے ہر ایک جاندار اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتا ہے اور جسکی عدم موجودگی سے وہ نہ فقط ہر معاملہ میں ناکام ہی رہتا ہے بلکہ وہ جاندار کی حیثیت سے بھی گر جاتا ہے بجنسہٖ یہی حال اسوقت ملک کا ہو رہا ہے ہم اوسوقت تک اپنے آپ کو زندوں میں شمار نہیں کر سکتے جب تک ہم اپنی ہستی اور خودداری کی رمز سے واقف ہو کر مرد نہیں بنتے اور مرد پیدا کرنیکی قابلیت پیدا نہیں کرتے کارخانہ قدرت کی مضبوط بنیاد اسی زبردست اصول پر قائم ہے ایشور سچد انند نے ہر ایک حیوان کے دل میں اولاد پیدا کرنیکی خواہش پیدا کی ہے اور اس خواہش کے ساتھ ہی اسکی غور و پرداخت کے لئے یہہ انتظام کیا ہے کہ جب تک وہ اپنے پیروں پر نہ سنبھالیں

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اپنے ذاتی زور و طاقت سے کھڑا ہونا اور اپنے پاؤں سے چلنا سیکھیں اونکے
والدین میں اسقدر پیار اور محبت کا جوش ہوتا ہے کہ وہ بچے اونکے ہر طرح پر نگران و
محافظ و سرپرست ہوتے ہیں اور فرض انجام دیتے ہیں وہ اپنی جان عزیز کی بھی
کچھ حقیقت نہیں سمجھتے ہیں بارہا کو دیکھا ہے کسطرح اپنے بچہ کو چھاتی سے لگائے پھرتی
ہے جہاں کوئی خطرہ نظر نہیں آتا بچہ کو اپنے پاس کھیلنے کے لئے چھوڑ دیتی ہے لیکن جب
کوئی آدمی یا جانور اسپر حملہ کرنے کو آتا ہے وہ فوراً بچہ کو لیکر بھاگ جاتی ہے اور جب
کوئی چارہ نہیں رہتا تو اپنے لخت جگر کی حفاظت میں اپنی جان تک قربان کر دیتی ہے
اس جانور کے پاک دل میں یہاں تک بچہ کی محبت ہوتی ہے کہ وہ اوسکے مرجانے پر
بھی کئی روز تک اوسکو چھاتی سے لگائے پھرتی ہے غرضکہ اسیطرح تمام جانوروں
میں قدرت نے پریم کی زبردست طاقت کو محفوظ رکھا ہے اور اسی قدرتی اصول
پر نسل حیوانی کا سلسلہ قائم ہے ورنہ انکو اپنے بچوں سے کسی قسم کے فیض یا بقائے
نام کی امید نہیں ہوتی حضرت انسان کے دل میں اس مہر مادری و شفقت پدری
کے علاوہ اپنی اولاد سے بقائے نام کی امید ہوتی ہے اور بوڑھاپے میں یہہ توقع
کیجاتی ہے کہ وہ اپنے ضعیف والدین کا عصائے پیری بنے گا۔ یہہ نام اور امداد
کی بظاہر قریب امید ہی نہیں جو اپنی دلفریب و خوشنما جھلک دکھا دکھا کر انسان
کو سب کچھ کرنے پر مجبور کر رہی ہے یہہ ایسے بھاؤ کا کرشمہ ہے کہ ہزاروں مرد و عورت
جاہل و مکار سادھوؤں اور فقیروں سے اولاد مانگتے ہیں مندروں اور مزاروں
پر جبہ سائی کرتے ہیں ایک غریب کسان کیسا ہی بھوکھ سے مر رہا ہو مگر پھر بھی وہ
اپنے ادبار اور افلاس کا ذرا بھی خیال نکرکے اولاد کے واسطے بھٹکتا پھرتا ہے اور
اپنے آپ کو سخت بدنصیب تصور کرتا ہے اگر اولاد اوسکے گھر میں نہیں ہے اسصورت
میں وہ اپنی مصیبت و مفلسی کو نہ روئے گا مگر اولاد کا ذکر ہوتے ہی اوسکی آنکھوں
میں آنسو بھر آئیں گے اور ایسے رقت آمیز لہجہ سے اپنی بدقسمتی و تباہ حالی کا اظہار کریگا
کہ سننے والوں کا بھی دل دہل جاسکے گا۔ بہرحال سنتان کی خواہش کا زبردست
اصول بنی نوع انسان میں کام کرتا ہوا نظر آتا ہے اور خصوصاً ہندوؤں میں تو
اولاد کا ہونا نہایت متبرک خیال کیا جاتا ہے۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جہالت کی وجہ سے انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اولاد پیدا کرنے کے لیے خاص قدرتی قانونوں کا پابند ہونا بھی ضروری ہے ورنہ اولاد پیدا نہیں ہوتی مسٹنڈے بدمعاش سادھوؤں اور فقیروں کے پاس جاکے اولاد کی التجا کرنا بداخلاقی کا بیج بونا اور آوارہ گرد و جرائم پیشہ گروہ کی ترقی کا باعث ہونا پاپ اور ادھرم کی اشاعت کرنا ہے۔ حیوانات و نباتات کی پیدائش ویریہ سے ہوتی ہے تخم اگر کمزور ہوتا ہے تو زمین کی گلانے والی تاثیر اوسکو گلا دیتی ہے اور تخم نہیں جمتا بفرض محال اگر پھوٹ کر زمین کی سطح پہ آ بھی جائے تو نہایت کمزور ہونے کے سبب دھوپ اور ہوا کی برداشت کے ناقابل ہوتا ہے اور جلدی خشک ہوکر مرجھا جاتا ہے یہی اصول حیوانی نسل کے سلسلہ پہ بھی حاوی ہے پکا اور نردوش ویریہ بونے پر تو شاذونادر ہی ناکامیابی ہوتی ہے ہمارے گھروں میں اولاد نہ ہونے کا باعث اکثر اوقات میاں بیوی کی بیماری ہی ہوا کرتی ہے اور تخم ناقص و کمزور ہونے کی وجہ سے سنتان اوپتی کی طاقت نہیں رکھتا اگر کچھ تھوڑی بہت ہوتی بھی ہے تو وہ بھی ہماری غفلتوں کے باعث زائل ہو جاتی ہے اور پھر تعویذ گنڈے وغیرہ اور بدمعاش لوگوں کی مدد سے اولاد پیدا کرنیکی خواہش کیجاتی ہے ڈاکٹروں اور حکیموں نے اس مسئلہ پہ نہایت عالمانہ رائے ظاہر کی ہے اور بہت کچھ بہبودی و اصلاح کی صورتیں بیان کی ہیں ویدک زمانہ میں اولاد کا پیدا کرنا اور اوسکو نیک اور دھرماتما بنا کر دنیا میں چھوڑ جانا پتری رن سمجھا جاتا تھا والدین بچونکو برہمچاری رکھکر ودیا پڑھاتے تربیت یافتہ بناتے اور طرح طرح کے مفید و کارآمد علم و ہنر سکھاتے تھے۔ چوری۔ زناکاری غفلت دروغگوئی۔ کج اخلاقی۔ ایذارسانی۔ ظلم۔ حسد۔ کینہ وغیرہ خرابیوں کے چھوڑنے اور نیک چلن بننے کی تلقین کرتے تھے۔ تکبر۔ جوا۔ فریب۔ تماشہ گیری۔ سخت کلامی۔ غصہ گوشت۔ شراب۔ وغیرہ اشیا منشی۔ خوشبو۔ لذات ذائقہ۔ صحبت عورت وغیرہ کی باہمی محبت جانداروں کا مارنا۔ اعضا کی مالش کرنا۔ بلا سبب عضو تناسل کا چھونا۔ آنکھوں میں سرمہ لگانا۔ جوتا پہننا۔ چھتری لگانا۔ شہوت۔ غضب۔ لوبھ۔ موہ۔ خوف غم۔ عداوت۔ تعصب۔ ناچنا۔ گانا۔ باجا بجانا۔ قمار بازی۔ ہر کسی کا ذکر۔ مذمت۔ عورتوں کو دیکھنا اور اونکے پاس بیٹھنا اوٹھنا دوسروں کو نقصان پہونچانا وغیرہ

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بدافعال ترک کرنے کی سکشادیا کرتے تھے۔ وہ بچوں کو علی التعلیم۔ پاکیزہ اوصاف
نیک اعمال اور شائستہ طبیعت کے زیورات سے آراستہ کرنا چاہتے تھے سونے
اور چاندی کے زیور پہنانا اور ریشمی و مخملی لباس زیب تن کرانا محض اونکو خود پسند اور
جذبات نفسانی کا شکار بنانا اور خود انکی جان ومال کے دشمن بنانا سمجھتے تھے اون کا
خیال تھا کہ جن آدمیوں کا ذہن علم وہنر کے شغل میں مصروف رہتا ہے وہ نیک
طبیعت وپسندیدہ مزاج ہوتے ہیں راستگوئی اور صداقت اونکا شعار ہوتا ہے وہ
اپنے دہارمک مشوروں اور راست ہدایتوں سے دنیاوالوں کی تکالیف کو رفع کرتے
رہتے ہیں ویداور ست شاستروں کے عالم باعمل وقومی خدمات کو سرانجام دینا ہی
اپنا خاص فرض اور منصوبہ سمجھتے ہیں اور یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے سنتان کو عالم و
دہارمک تربیت یافتہ مہذب دہرماتما شجاع ملک وقوم کیجا جان نثار۔ راستباز و
جفاکش بناتے تھے اور ویدوں اور ست شاستروں کی تعلیم کو تکمیل تک پہونچا کر اور
زندگی کے اصلی مشن سے آگاہ کراکے۔ آیورویدہ۔ دہنوروید۔ گاندہروو وید۔ اتھروو وید
وغیرہ وغیرہ جملہ علوم وہنر میں کامل بنا کر یہ ہدایت کرتی تھی کہ جو جو نیک اعمال ہیں
اونکو گرہن۔ کرنا اور جو جو خراب باتیں ہم میں نظر آتی ہوں اونکو ترک کرنا تمہارا
خاص فرض ہے اور جب وہ ان تمام وکمال باتوں کو اچھی طرح سمجھ لیتا تھا اور جمیع
مراتب سے واقف ہوکر ۲۵ برس تک کے برہمچریہ کا زمانہ ختم کر لیتا تھا اوسکی مرضی
کے مطابق کسی کنیا سے اوسکے گن کرم سبھاو کے انوسار شادی کردیتے تھے
اور اس سنبندہ کا مطلب بھی یہہ ہوتا تھا کہ والدین عملی طور پر لڑکے کو بتاتے تھے
کہ جسطرح ہم نے پتری رن ادا کیا ہے اب تم بھی اسی طرح ہمارے بار قرض سے
سبکدوش ہو۔ گرہست آشرم میں تم ہمارے رن سے اورن ہونے کے لئے پرورش
ہوئے ہو۔ وشئے بھوگ کی مکروہ اور ذلیل خواہش کو پورا کرنے کے لئے یہہ آشرم مقصود
نہیں ہے۔ ہائے کیا مبارک زمانہ تھا۔ کیسے اچھے لوگ تھے۔ ہر ایک کام ویدوں کے
انکول ہوتا تھا۔ دیش میں ہر پرکار کا سکہہ تھا۔ سب پابند دہرم تھے۔ اور اب ایک یہہ زمانہ
ہے کہ اودیا کی وجہ سے دوست دشمن اور دشمن دوست نظر آتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے
کہ جب تباہی وبربادی کا وقت آتا ہے تب آدمی کی عقل الٹی ہوجاتی ہے" پرمشار تھ

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور ودیا سے لوگوں کو نفرت ہو گئی ہے۔ جہالت و خود غرضی نے اپنا سکہ جما لیا ہے پورانک
مت نے جہاں اور بہت سے عنایت کی ہیں وہاں اونہوں نے بھارت دوستوں کے قطع نسل
پر بھی کمر باندہی ہے اولاد کے متعلق نہایت جہوٹے بھاؤ کا پرچار کیا گیا ہے اور اس گرد منتر
ہی سکہا دیگئی ہے کہ سنتان پیدا کرو نہیں تو مرنیکے بعد تمہارا شرادھ نہیں ہوگا کریا کرم نہیں
کیا جائیگا اور نرک و بیترنی ندی میں غوطے کہاتے کہاتے مر جاؤ گے مگر سورگ نصیب نہوگا
اس پوپ خیال نے ہندوؤں میں یہہ وہم پیدا کر دیا ہے کہ وہ ہر وقت یہی خیال کیا کرتے ہیں
کہ اگر ہم مر گئے اور ہماری کوئی اولاد نہوئی تو ہم کہیں کے بھی نرہیں گے مہاراج بھاگیرتی
کیوجہ سے اونکے سارے خاندان کو جنت نصیب ہوئی تھی پہلا او ہمت کے بدولت
اونکے ڈشٹ پتا اور راکشش کُل سورگ دھام کو پراپت ہوا تہا سب کے سب اپنی اولاد
کے پنیہ پرتاپ کیوجہ سے ہی بیکنٹھ کو پہونچے تھے آج اگر ہماری کوئی سنتان نہوئی تو ہمکو
اس قسم کی تمام امیدوں سے بالکل نراس ہو جانا چاہیے۔
اس خیال نے صغر سنی کی شادی کے رواج کو اور بھی ترقی دی اور اس قبل از وقت شہوت
و خواہش نے قطع نسل اور انواع اقسام کی خرابیوں کا باعث ہو کر او دیا اور خود غرضی
کی آگ کو اور بھی مشتعل کر دیا۔ لوگ متعدد شادیاں کرتے چلے جاتے ہیں مگر اسپر بھی کوئی
نتیجہ مفید مطلب حاصل نہیں ہوتا اگر بہولے بہٹکے کوئی اولاد ہو بھی گئی تو وہ بھی طرح طرح
کی بیماریوں کی تختہ مشق بنی رہتی ہے ماں کو صرف دودہ پلانے کا خیال رہتا ہے اور
یہی خواہش کیا کرتی ہے کہ بچہ کسیطرح جلد بڑا ہو جائے اور جب سات آٹھ برس کا ہو
اوسکا بیاہ کر دیں والدین جب ان سب باتوں سے فارغ ہو جاتے ہیں تو اپنے دل میں
یہہ خیال کر کے بہت خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ درحقیقت کیا اسیکو فرض
کہتے ہیں والدین پر بچوں کا کیا اسیقدر فرض تہا؟ کیا اسی کا نام پرورش ہے؟ سنتان کی
غور و پرداخت ایسی ہی ہوا کرتی ہے؟ جہاں سنسار میں دوسرے کاموں کے سرانجام
دینے کے واسطے مختلف علوم و فنون سے واقف ہونا ضروری ہے وہاں اولاد کی پرورش غور
پرداخت تعلیم تربیت وغیرہ کے نازک ذمہ واری کے مرحلے طے کرنیکے لئے کیا کسی خاص
علم کی ضرورت نہیں ہے ماتا پتا کا اول سے کما حقہ واقف ہونا اور اپنے وارثوں کو علمی طور
پر سمجھا کر انکو اپنا سا عالم باعمل بنانا اور نکا خاص کرتو یہہ ہے۔ سب سے پہلے ماتا کا عقل و

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فہیم اور تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے کیونکہ جب تین فاضل ادیب یعنی ایک ماں۔ دوسرا باپ۔ تیسرا استاد میسر ہوں تبھی انسان ذی علم صاحب جاہ و جلال مہذب دھارمک اور خیر خواہ عالم و قوم ہوتا ہے۔ مبارک ہے وہ خاندان خوش نصیب ہے وہ اولاد جنکے سر پر دہرماتما عالم باکمال ماں باپ ہوں ماں سے جسقدر فیض و ہدایت سنتان کو ملتی ہے اوتنی کسی دوسرے سے نہیں مل سکتی ماں اولاد سے جسقدر محبت کرتی اور اوسکے لئے جسقدر بہتری چاہتی ہے اوسقدر کوئی اور نہیں کر سکتا۔ ماتری مان وہ شخص کہا جاتا ہے جسکی ماں قابل تعریف اور دہرم پر چلنے والی ہو۔ مبارک ہے وہ ماں جو روز حمل سے لیکر جب تک کہ پوری تعلیم نہو جائے اولاد کو نیک خصال و نیک سیرت بنانے کی کوشش و ہدایت کرتی رہتی ہے اور استقرار حمل کے ماقبل و دوران و مابعد اشیاء منشی گوشت و دیگر متعفن۔ وخشک و مضر عقل و صحت کو ترک کرکے گھی دودہ وغیرہ یا دیگر اشیاء معقول جو تسکین مزاج صحت طاقت عقل ہمت نیک خصلت اور شائستگی کو بڑہانے والی یعنی ستوگن پیدا کرنے والی ہوں اونکا استعمال کرتی رہے تاکہ رنج اور دیگر جملہ خرابیوں سے پاک ہوکر نہایت عمدہ اوصاف والا ہو اور وہ اپنے بچوں کی ہر ایک بیماری اور اوسکے علاج کو اچھی طرح جانتی ہو جاہل مائیں بچوں کا خون اپنی لاعلمی سے آئے دن کرتی رہتی ہیں اونکو یہ معلوم نہیں کہ کیا خوراک اونکو کہانا چاہئے الم غلم چیزیں کہاتی رہتی ہیں بچہ ماں کا دودہ پیتا ہے ماں جس قسم کی خوراک کہائے گی وہی خوراک دودہ کے ذریعہ سے بچہ کے پیٹ میں پہونچیگی اور وہ بیمار ہو جائیگا اونکو یہ خیال نہیں ہوتا کہ بیماری کا علاج دوا ہے کسی وید یا حکیم سے اسکا علاج پوچھنا چاہئے بلکہ برعکس اسکے یہ خیال کرتی ہیں کہ بچہ پر کسی بھوت یا چڑیل کا سایہ ہے کوئی دیوی دیوتا ناراض ہو گیا ہے۔ پاکھنڈی جاہل پوجاریوں اور بھنگی چماروں کے پاس گنڈے تعویذ کراتی ہیں اور اسطرح لاکھوں نونہالوں کی قیمتی جانیں ان مورکھ ماتاوں کی مورکھتا کے ہاتھوں تلف ہو رہی ہیں اور اتفاقات حسنہ سے کسی طرح بچ جاتے ہیں اونکے رگ و پے میں آئندہ زندگی کے واسطے اوہام باطلہ بھر دیتی ہیں کہ اون اثرات کو کوئی زبردست طاقت بھی مٹانیکی سامرتھ نہیں رکھتی۔ ستیلا۔ بھوانی۔ منتر۔ تنتر۔ مارن موہن۔ رسائن۔ اوچاٹن۔ وشی کرن وغیرہ کے معتقد ایسی ہی ماتاوں کے لاڈلے بچے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوتے ہیں جنکے دماغوں میں ان بیہودگیوں اور لغو بالوں نے بچپن سے ہی ماں کے دودھ کے ساتھ ملکر جگہ پائی ہے اور اونکے سروں پر توہمات باطلہ اور ضعیف اعتقادی کا پڑنا جن سوار ہو گیا ہے۔ ایسے نوجوان بی۔ اے۔ ایم۔ اے کی اعلیٰ ڈگریاں حاصل کر لینے پر بھی بھوت پریت کے معتقد بنے رہتے ہیں کہیں تنہا اندھیری رات کو رہنا پڑتا ہے تو چلا اوٹھتے ہیں کہ ہمکو بھوت دکھائی دیتا ہے اور اپنی کمزوریوں پر انگریزی فلسفہ و بھوتی لاطائل دلیلوں کا رنگ چڑھانیکی کوشش کرتے ہیں تھیاسوفیکل سوسائٹی کے بڑے بڑے گریجویٹ ان توہمات باطلہ و خیالات نافہمہ کے شکار ہوکر سائنس کے نام پر اونکے ثابت کرنے کی دھن میں غلطاں پیچاں رہتے ہیں مغرب میں سائنس نے ایسے بھوت پریتوں کی کیا عیسائی مذہب کا بھی ایسا بخیہ اودھیڑا ہے کہ بیچاروں کو سر اٹھانا محال ہو رہا ہے یہہ ایک عجائب پرست ہندوستان ہی ہے جہاں میں سائنس کے قیمتی لفظ کی مٹی بھی اس قسم کے ڈھکوسلوں کے ثابت کرنے میں پلید ہو رہی ہے رشی دیانند نے کیا اچھا فرمایا ہے کہ "اودیا ہی ایک بھوت بھارت ورش کے سر پر سوار ہے جس نے اوسکو اسطرح تباہ کر رکھا ہے" واقعی اس دیش کی حالت بہت ہی قابل رحم ہے جہاں کہ اچھی ماتاؤں کا وجود ناپید ہے۔ ایک مہاتما کا واکیہ ہے کہ "کسی دیش۔ جاتی۔ اور گھرانے کی گذشتہ۔ موجودہ اور آئندہ فلاح و بہبود کا اندازہ اوسکی ماتاؤں کے اچھے یا برے ہونے پر لگ سکتا ہے"

ماں لاکھ استادوں سے بڑھکر ایک استاد ہے جو نقش ماں بچے کے نرم دل پر جمائیگی اوسکو آسانی سے دور کرنا ناممکن نہیں تو سخت دشوار ضرور ہے اور اس وجہ سے اولاد کی تربیت میں سب سے پہلے ماں کا نیک مزاج۔ تعلیم یافتہ۔ مہذب دھرماتما اور تندرست ہونا ضروری ہے۔ لفظ اولاد میں لڑکی اور لڑکے دونوں شامل ہیں۔ پرماتمانے والدین پر ہر دو کیطرف سے پوتر ذمہ واری ڈالی ہے ہندو لوگ لڑکے اور لڑکیوں میں زمین و آسمان کا فرق جائز رکھتے ہیں لڑکے کے پیدا ہونے پر خوشی منائی جاتی ہے باجے بجائے جاتے ہیں دان پن انعام اکرام دیا جاتا ہے۔ دوست آشناؤں عزیز اقارب کیطرف سے مبارک سلامت کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔ ماں باپ خوشی کے مارے جامے میں پھولے نہیں سماتے۔ اسکے خلاف لڑکی پیدا ہونے پر ایک قسم کا ماتم سا ہوتا ہے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گھر والے ایسے غمزدہ صورت بنائے ہوتے ہیں گویا اون پہ کوئی صدمہ جانکاہ ہوا ہے اور اُسکو ضبط کرنا چاہتے ہیں مگر فرط غم کے نہ دبنے والے آثار چہرہ پر نمایاں ہوئے جاتے ہیں اہل محلہ و ہمسایہ کے لوگ تعزیت کے لئے منہ بنائے چلے آتے ہیں اور نہایت دردآمیز لہجہ میں صبر و شکر کی ہدایت کرتے ہیں اس قسم کے واقعات سے کوئی منصف مزاج رحمدل انسان انکار نہیں کرسکتا ننھی سی جان کے ایسی بیچارگی کی حالت میں ہمارے گھر آنے پر جو خیر مقدم کیا جاتا ہے وہ اس امر کا یہہ بھی ثبوت ہے کہ ہم آیندہ اس معصوم و مستحق بچہ کے لئے کیا کریں گے۔ ماں باپ کبھی اس بات کو برداشت نکریں گے کہ اونکے لڑکے کو ذرا بھی کوئی کچھ کہے سنے مگر بیچاری لڑکی کے واسطے پیار کی نشانی یہہ ہوتی ہے یعنی جب والدین یا دوسرے لوگ اوس غریب کے ساتھ بڑے پریم اور محبت کا اظہار کرتے ہیں تو الفاظ ذیل کا استعمال کرتے ہیں بچی آنبر اگلا کاٹ دیں۔ تجھے سنوئیں میں پھینکدیں۔ ہائے جن دیویوں کے مبارک اور پوتر قدموں پر قوم کی موت اور زندگی کا حصہ ہوتا ہے اور ترقی کی معراج پر پہونچی ہوئی قوم اونکی قدر کرنا اون پہ جان نثار ہوجانا اپنا فخر اور جیون ادہار سمجھتی ہے ہم لوگ اسطرح پر اونکا نرادر کرتے ہیں۔ ہو بیدوں اور ست شاستروں میں کسی پرکار کی ذرا بھی جانب داری نہیں ہے جسطرح لڑکوں کی تعلیم و تربیت خوراک پوشاک تہذیب آرام و آسایش وغیرہ وغیرہ جملہ امور کا ارشاد ہے اوسی طرح لڑکیوں کے لئے بھی ہدایت کی گئی ہے جسطرح مردوں کے لئے ویدادغیرہ اور ست شاستروں اور تمام علم و ہنر سیکھنے برہمچریہ رکھنے کی ضرورت ظاہر کی گئی ہے اوسیطرح عورتوں کے لئے بھی ان تمام و کمال امورات میں دستگاہ حاصل کرنے کی تاکید اکید کیگئی ہے نہ اون کو کہیں شودر کا خطاب دیا گیا ہے اور نہ شودر ہی کو کہیں کسی علم و ہنر وغیرہ سے محروم رکھنے کی اجازت دی گئی ہے جہالت اور خودغرضی کیلئے بھی روا نہیں اور نہ احکام الٰہی میں کسیکی طرفداری ہوتی ہے اور نہ کسی قسم کا تعصب ہوسکتا ہے اوسکے احکام بنی نوع انسان کے لئے یکساں ہوتے ہیں اتھروید میں ارشاد ہے "برہمچاری جوان شوہر کو حاصل کرے" جسطرح لڑکے برہمچریہ کے ذریعہ علم و تربیت

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو ہدایت ہوکر جوان۔ فاضلہ۔ موافق طبیعت۔ مرغوب خاطر اور اپنے ہم اوصاف عورتوں کے ساتھ شادی کرتے ہیں ایسے ہی لڑکیوں کو بھی لازم ہے برہمچریہ رکھتے ہوئے ویدوں شاستروں کو پڑھکر اور علم میں دستگاہ کافی رکھکر جب پوری بالغہ ہوجائیں تو اپنے ہم لیاقت ہم اوصاف صاحب علم اور کامل سن بلوغ کو پہونچے ہوئے مرد کے ساتھ شادی کریں عورتوں کو بھی برہمچریہ رکھنا اور علم حاصل کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیساکہ مردوں کو بشروتر سوتر میں لکھا ہے "دیکھیہ میں بیوی اس منتر کو پڑھے" اگر وید وغیرہ شاستر استری نہ پڑھی ہوگی تو یکیہ میں سروں کے ساتھ وید منتروں کا کسطرح تلفظ ادا کریگی اور کسطرح سنسکرت بولے گی بھارت ورش کی عورتوں کی سرتاج گارگی۔ سولابہ۔ میتری۔ سرسوتی وغیرہ وید اور دیگر شاستروں کو پڑھکر پوری عالمہ ہوگئی تھیں اور اونکے دماغ پچتر اور عالمانہ مباحثے سنسار کے لئے اسوقت تک بلکہ پرلے تک بہت کچھ مفید و کارآمد نتائج پیش کررہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ گرہست آشرم کی خوشی و کامرانی کی بنیاد استری اور پرش کی باہمی موافقت پر قائم ہے اگر مرد صاحب علم ہے اور عورت جاہل یا عورت عالمہ ہے اور مرد جاہل تو گھر میں ہمیشہ جنگ و جدل کا خوفناک منظر پیش نظر رہے اور خوشی مفقود رہے گی ایک شاعر کا قول ہے "جب دونوں سائتھی سیدھے سادے ہوں تو اونکے باہم دوستی ہوجاتی ہے مگر جب دونوں تیڑھے ہوں تو ممکن نہیں کہ کبھی دوستی ہوسکے اگر کبھی سیدھے اور ٹیڑھے کا ساتھ ہوجائے تو اونکا نباہ ایک لمحہ کو بھی نہیں ہوسکتا جسطرح کمان ٹیڑھی ہوتی ہے اور تیر سیدھا جسوقت تیر کمان میں جوڑا جاتا ہے فوراً علیحدہ ہوجاتا ہے" اسی مطلب کو لئے ہوئے ایک فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

باید منشیں و باش بیگانہ او ÷ در دام افتی اگر بخوری دانہ او ÷ تیر از رخ راستی کمان را کج دید

بنگر کہ چگونہ جست از خانہ او۔

غرضکہ گرہست آشرم کی راحت و آسایش ترقی و کامرانی محض زن و شوہر کی باہمی موافقت پر منحصر ہے اور انہیں جملہ امورات پر غور فرما کر مہاراج منو جی کہتے ہیں کہ جس خاندان میں عورت سے خاوند اور خاوند سے عورت اچھی طرح خوش رہتی ہے اوس خاندان میں اقبالمندی اور خوش نصیبی ہمیشہ قائم رہتی ہے اور جہاں خانہ جنگی رہتی ہے وہاں بدبختی و افلاس بود و باش کرتے ہیں" غریب بھارت ورش فی زمانا اس

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ناموافق رفاقت کی بدولت سویٹ ہوم کی برکات سے محروم ہو رہا ہے۔ بڑے بڑے
گریجویٹ گھر کی چاردیواری کے باہر نہایت مہذب اور خوش قسمت نظر آتے ہیں مگر گھر کے
اندر قدم رنجہ فرماتے ہی خوشی و بشاشت اونکے چہرے سے رخصت ہو جاتی ہے اور وہ
فرشتہ صفت نرم دل نیک مزاج دیوی کی پریم بھری نگاہوں کے بجائے تند خو جاہلیت
مجسم بیوی کی خشم آلود تیز نظر کے نشانے بن جاتے ہیں۔ جاہل بدشعور تند خو بدمزاج عورتوں
سے کبھی خانہ داری کے کام بحسن و خوبی انجام نہیں پا سکتے۔ اور نہ بغیر علم و تربیت کے
اون میں ستیہ استیہ دہرم ادہرم کی تمیز ہو سکتی ہے اور اسیوجہ ست شاستروں کے انوسار
براہمنی کشترانی کو تو سب قسم کے علم و ہنر ویش عورت کو بیوپار اور شودرنیوں کو کھانا پکانا
وغیرہ خدمت کے علم سے ضرور واقفیت رکھنی چاہیئے جسطرح مردونکو کم از کم دیاکرن
دہرم اور اپنے کاروبار کے متعلق پڑہنا لازم ہے ویسے ہی عورتوں کو بھی دیاکرن۔ دہرم
طب حساب۔ دستکاری وغیرہ وغیرہ سے اوشیہ ہی واقف ہونا چاہیئے۔ آریہ ورت
کے راج پرشوں کی عورتیں محض علم و ہنر میں دستگاہ نہیں رکھتی تھیں بلکہ فن جنگ سے
بھی ماہر تھیں مہارانی کیکئی نے جس شوروبرتا کے ساتھ میدان جنگ میں اپنے پتی
دشرتھ کا ساتھ دیا تھا اور اسکے حریف کے مقابلے میں مستقل و ثابت قدم رہکر فتحیاب
ہونے پر اپنے شوہر سے دو بردان حاصل کئے تھے ایک زمانہ پر روشن ہے۔ شریمتی
پاروتی کا دیوتاؤں یعنی ویدوں کے جاننے والے ست پرشوں رشیوں کی سہائیتا
میں اسروں یعنی دشٹ آچاریوں کو تہ تیغ کرتے ہوئے اونکے سردار رکت بیج اور
سمبھو وغیرہ کو قتل کرتے ہوئے کالی اور مہاکالی کا خطاب حاصل کرنا ایک زمانہ جانتا
ہے غرضکہ ہم انہیں استریوں کی بدولت کبھی صاحب اقبال و جلال تھے اور انہیں دیویوں
نے ہی ارجن۔ بھیشم۔ رام کرشن۔ شنکر اچاریہ آدی مہان پرشوں کو پیدا کیا تھا۔ آج
ہم نے اونکو اپنے پانوں کی جوتی سمجھ رکھا ہے زمانہ نے ہمکو پانوں کی جوتی بنا رکھا ہے
اور ٹھوکریں لگا لگا کر اسقدر مجبور کر دیا ہے کہ ہم ادبار و تباہی کے تحت الثریٰ تک پہونچ
گئے ہیں ادہرم ثمرہ لائے بغیر نہیں رہتا لیکن جسوقت گناہ کیا جاتا ہے اوسوقت بعض
اوقات نتیجہ ٹلنے کی وجہ سے جاہل لوگ ادہرم کرنے سے نہیں ڈرتے لیکن ادہرم آہستہ
آہستہ یقینی طور پر سکھ کی جڑونکو کاٹتا چلا جاتا ہے اور ادہرمی بہت جلد تباہ ہو کر صفحہ ہستی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے حرف غلط کیطرح مٹ جاتا ہے۔ جاہل و خود غرض نادیان و بن بنام نہاد
پہرپشٹ پوجاری برہمنوں نے یہہ فتویٰ دے رکھا ہے کہ استری جاتی شودر جاتی
ہے اسکو پڑھنے پڑھانے کا ادہیکار نہیں اور ایسے ہی فضول و لاطائل دلائل سے
ان بیچاریوں پر صدیوں سے ناگفتہ بہ سختیاں روا رکھی گئی ہیں مرد دس شادیاں
کر لیتا ہے مگر انکے لیے یہہ نادری حکم لگایا گیا ہے کہ وہ تمام عمر اپنے خاوند کے مرجانے
کے بعد بیوہ رہیں اور منحوس سمجھی جائیں ایسا ظلم و بے انصافی شاید ہی روے زمین پر
کہیں ہوتی ہو ان ساری خرابیوں کی تہ میں وہی جہالت موجود ہے اور پورانک متبعین
کی مکروہ تعلیم نے جو انکو فروغ دے رکھا ہے ورنہ ست شاستروں میں اس اتیاچار
کا کہیں بھی نشان پایا نہیں جاتا قدرت نے لڑکے لڑکیوں کو برابر حقوق عطا فرمائے
ہیں جسطرح لڑکوں کو تعلیم کی ضرورت ہے اوسی طرح استری شکشا کی بھی ہدایت موجود
ہے اور اسیوجہ سے ست شاستروں کی آگیا انوسار جب لڑکیاں پڑھ لکھکر گھر
کے تمام کاروبار کے لایق ہوجائیں اور معمولاً وہ سولہ برس کی عمر میں گھر کے کام کرنے
اور سنتان پیدا کرنے کے یوگیہ ہوجاتی ہیں اس اوستھا میں انکی شادی گن کرم
اور سبھاو کے انکول کسی یوگیہ مرد سے کرنی چاہیئے۔ اور تعلیم یافتہ۔ دہرماتما اور طاقتور
ہونا چاہیئے۔ لڑکی کو دہن لیکر دینا مہاں پاپ ہے اور اس پاپ کا کرنے والا نرک کو
جاتا ہے جب ہم ہر طرح لڑکیوں کو پڑھا کر بیاہ کریں گے تو ہم دیش جاتی اور سنتان
سے ایک بہت بڑے اور پوتر فرض کو ادا کریں گے۔
ہندوؤں میں لڑکیوں کی تربیت لڑکیوں سے کئی درجہ اچھی لیکن نہایت ہی ناقص طور
پر ہوتی ہے اوائل عمر میں جاہل ماتائیں اونکو کئی قسم کے برے محاورات سکھا دیتی
ہیں بچہ کے ساتھ بے شمار جھوٹے وعدے کرتی رہتی ہیں جنکو کبھی پورا نہیں کرتیں
اور انکو معمولی تاکیدوں اور ہدایتوں پر بھوت۔ پریت۔ صاحب۔ بابا۔ شیر وغیرہ شبدوں
کو جھوٹے اور ازقسم قصہ کہانیوں کے ساتھ ساتھ ملا ملا کر خوف دلانے اور انکے نازک دل
بے باک دلوں کو کمزور کرتی رہتی ہیں جھوٹ بولنا عام طور پر بچے ہندوستان میں چھوٹی
عمر میں سیکھ جاتے ہیں۔ جب لڑکوں کو محکمہ تعلیم کی ابتدائی جماعتوں سے کام پڑتا ہے
وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے بچے کسطرح جھوٹ بولنے کے عادی ہوتے ہیں اور

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تحقیقات سے پتا چلتا ہے کہ یہہ عادت وہ ماں کی گود میں دودھ کے ساتھ سیکھہ چکے ہیں۔ لاکھہ سزدو دہمکاؤ ڈراؤ کچھہ کرو لیکن اس بدعادت کو دور کرنا مشکل ہو جاتا ہے والدین عام طور پر اس اصول کو نظرانداز کرتے رہتے ہیں کہ جب کسی نئی چیز میں داغ لگ جاتا ہے تو وہ کبھی دور نہیں ہو سکتا" اور نہ اونکو اس بات کا خیال رہتا ہے کہ بچوں میں نقل کرنے کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے تین چار سال کی چھوٹی عمر میں وہ اپنی مادری زبان اچھی طرح سیکھہ جاتے ہیں یہاں تک کہ اونکو زبان کی صحت کا بھی بخوبی گیان ہو جاتا ہے اور یہہ ملکہ اونکو صرف اوس عطیہ ایزدی کی بدولت حاصل ہو جاتا ہے جو قادر مطلق جگدیشر نے اونکو فیاضانہ عطا فرمایا ہے اور مادہ تقلید کے نام سے مشہور ہے والدین بچوں کے سامنے اکثر نامہذب حرکات کرتے ہیں میاں بیوی کو برا بھلا کہتے ہیں بیوی میاں پر برس پڑتی ہے۔ باپ بلا کسی تامل و لحاظ کے شراب کی بوتل اوٹھا کر بچوں کے سامنے پینا شروع کر دیتا ہے بلکہ اکثر اوقات طاق یا الماری سے بوتل اوٹھا لانے کی فرمایش کرتا ہے اور یہہ خیال کرتا ہے کہ یہہ نادان بچے بھلا تو نکو کیا جانتے اور کیا سمجھہ سکتے ہیں اور یہہ نہیں سوچتے کہ اونکی یہہ خفیف حرکات بچہ کی زندگی پر ایک بڑا بھاری اثر رکھتے ہیں بچے جب ماں باپ کی نظر سے الگ ہوتے ہیں اونکی پوری نقل کرنا شروع کر دیتے ہیں شرابی کا بچہ ہر وقت خالی بوتل لئے ہوئے نظر آتا ہے اور ان واقعات کو چشم غور سے دیکھنے والے بچوں ہی کی نقل و حرکت سے والدین کی تہذیب شایستگی اخلاق علمیت وغیرہ وغیرہ صفات کا اندازہ لگا لیتے ہیں اس بات سے کسی عقلمند آدمی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ لاکھوں بچوں کی زندگیاں ایسے ہی کوتاہ اندیش والدین کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوتی رہتی ہیں۔ وہ لوگ جنکو ایشور نے والدین بننے کی ذمہ واری دی ہے سر بگریبان ہوں کہ وہ اپنے فرائض سے ناواقف ہو کر کہاں تک دنیا میں پوترتا اور اخلاق کی [illegible] میں سد راہ ہو رہے ہیں گھروں میں پرماتما کے پوتر نام اور اوسکے پوجن اور بھگتی کو کہاں تک فراموش کر دیا گیا ہے اور بجائے اوسکے جہالت و توہمات ناخوشگوار کا کہاں تک پرچار ہوتا ہے میاں بیوی عام طور پر ناشائستگی کی زندگی بسر کر رہے ہیں پھر اونکے بچے بھی جب ویسے ہی ہوتے ہیں تو والدین شکایت کرتے ہیں کہ اونکے بچے جھوٹ بولتے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں چھل - فریب - چوری - دغا بازی - شکایت وغیرہ وغیرہ بُری عادتوں کے
ابھی سے عادی ہوگئے ہیں - مگر یہہ نہیں سوچتے کہ ان بچوں کی اس مکروہ تعلیم
کی سکشا کہاں سے ملتی ہے اور اوسکے استاد اول کون ہیں اگر ذرا بھی گریبان
ہیں منہ ڈالکر غور کریں گے تو ادنکو اچھی طرح روشن ہو جائے گا کہ ان سب
عیوب کی بانی مبانی حضرت ہی کی ذات شریف ہے اور اوسی سے اس ناپاک
تعلیم کی بنیاد قایم ہوئی ہے شروع شروع میں یہہ باتیں خفیف خیال کیجاتی ہیں
اور نوٹس نہیں لیا جاتا لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ بچہ کی آیندہ زندگی کا دارمدار ایام
طفولیت پر زیادہ تر ہے بموجب مثل انگریزی بچہ آدمی کا باپ ہوا کرتا ہے - پانچ چھ
سال کی عمر میں لڑکونکی بہت مختصر تعداد اسکول میں تعلیم کے لئے بھیجی جاتی ہے اکثر
بچوں کو اسکول کا دروازہ تک دیکھنا نصیب نہیں ہوتا گلیوں میں آوارہ پھرتے رہتی
ہیں اور انسان کے جامہ میں حیوان کی پرورش ہوا کرتی ہے اور تعلیم کے بیش بہا زیور
سے محروم رہتی ہے سرکار انگریزی نے ہمارے طلبا کی تعلیم کے واسطے مدارس قائم
کئے ہیں لڑکے وہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں مگر وہاں بھی مطلب ہی کا
تعلق نظر آتا ہے اسکول کا وقت گزارنے کے لئے لڑکے اور استاد دونوں مقرر رہتے -
وقت ختم ہوا دونوں نے اپنے اپنے گھروں کی راہ لی اسکول ٹائم میں جو تعلیم ہوتی
ہے اوس میں انگریزی - حساب - تواریخ - جغرافیہ - فارسی وغیرہ مضامین شامل ہیں
انکے پڑھانے کی غرض یونیورسٹی کے امتحانات پاس کرانے کی ہوتی ہے استادوں
کی بھی کوشش ہوتی ہے کہ لڑکوں کو یہہ مضامین کسی نہ کسی طرح سے حفظ کرا دیجائیں
اونکو لڑکوں کے میلان طبیعت کا خیال نہیں ہوتا جسکا اثر یہہ ہوتا ہے کہ اس کم
توجہی سے طلبا روحانی یا ذہنی ترقی ہی سے محروم نہیں رہتے بلکہ بعض صورتوں میں
وہ اپنی جسمانی صحت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں تعلیم کی غرض اصلی چند کتابوں کی
رٹ لینے یا چند امتحانوں کے پاس کر لینے سے ہرگز پوری نہیں ہوتی امتحانات کے
اندر سے بکامیابی گزر جانا کسی پائدار ترقی کا اگر موجب ہوتا تو آج کل کے ڈگری یافتہ
علمی دنیا میں دہوم مچا دیتے مگر افسوس ان بیچاروں کے خیالات کی پرواز اون مضمونوں
کی پرواز تک ہو محیط ہے جنکی کتابوں کو اونہوں نے رٹ لیا ہے - بچوں کی جسمانی -

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ذہنی۔ روحانی طاقتوں کو نہایت ہی آسان طریقہ سے بڑھاتے ہیں ضروری مدد دینا ہی تعلیم کا منشا ہے دنیا کے خیالات پلٹا دیتے ہیں کچھ اونہیں لوگوں نے کام کیا ہے جنہوں نے علم کو محض علم کی خاطر سیکھا ہے۔ اخلاق عام چال چلن کی جڑ ہے۔ لڑکے اخلاقی طور سے پہلے ہی اسکول میں کمزور آتے ہیں اور اسکولوں میں بھی اس ضروری تعلیم کو نظر انداز رکھا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکے اسکولوں میں اون ناگفتہ اخلاقی کمزوریوں کے شکار ہو جاتے ہیں جو اون اشخاص سے مخفی نہیں ہیں جو خود مدرسوں میں تعلیم پا چکے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج کل کے طالب علموں میں استاد کی تعظیم اور اوس سے باادب و فروتنی پیش آنا بہت کم دیکھا جاتا ہے یہ لوگ کالج یا اسکول سے باہر نکلتے ہی ایسے ڈھیٹ ہو جاتے ہیں کہ اگر کبھی راہ چلتے استاد کا سامنا ہو جائے تو اسکو فقط سلام کرنے میں بھی کسر شان سمجھتے ہیں ایسے ناہنجاروں سے قوم یا ملک کے سود کی امید رکھنا بعینہ شراب سے رفع تشنگی کی آرزو کرنا ہے۔ گورنمنٹ مختلف مذاہب کی وجہ سے مذہبی تعلیم دینا پسند نہیں کرتی لیکن اخلاقی تعلیم کی طرف سے لاپروا رہنا سخت تعجب سے ہے۔ اور ہم نہیں سمجھتے کہ ایسی ضروری و کارآمد شکشا کیجانب سے کم توجہی کرنا کیا معنی رکھتا ہے بہر حال ہمکو برٹش گورنمنٹ کا مشکور ہونا چاہئے مگر اوسکے ساتھ اگر ہم اپنے نونہالوں کو پھولتا پھلتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں تو ہم کو اپنے بچوں کا خود انتظام کرنا چاہئے اپنی ضروریات کے موافق انکو تعلیم دلائیں اور اوسکی بنیاد دھرم اور اخلاق پر قائم ہو جس دیش نے ترقی کی ہے وہ صرف ودیا ہی کے ذریعہ کی ہے آریہ ورت کی پہلی شان و شوکت و عظیم الشان ترقی محض ست دھرم اور ست ودیا ہی کے کارن تھی اور اب اس وقت بھی ہم اوسکی عدم توجہی سے اس حالت کو پہونچے ہیں ہمارا اس ضروری امر سے لاپروائی کرنا ہمارے حق میں سخت مضر ہے یہی وجہ ہے کہ انسانوں کی شکل کے بچے پیدا ہوتے ہیں مگر انسان نہیں ہوتے بقول شخصے جب بسم اللہ ہی غلط ہوئی تو آئندہ کا خدا حافظ ہے" جب عمارت کی بنیاد پائدار نہیں ہوتی تو اسکا قیام دشوار ہو جاتا ہے اور اگر بنیاد مضبوط ہوتی ہے تو ہم حسب دلخواہ اوسپر عمارت بنا سکتے ہیں جس کام کی ابتدا بگڑ جاتی ہے اسکا انجام بخیر نہیں ہوتا۔

انجام بخیر ابتدا بگڑی ہے۔ گھر گر نہ پڑے کہیں بنا بگڑی ہو

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کشتی سے اٹھیں اب کنارے ہو جاؤ - دریا اولٹا بہا ہوا گنگا ہی ہے
ہماری ماتائیں دودھ پلانا چاہتی ہیں مگر دودھ کے ساتھ ساتھ وہ بچے کے اندر اس
امرت کو داخل نہیں کرتیں جو اسکی آئندہ زندگی کے لئے ازبس ضروری ہے دودھ
کا زمانہ دو ڈیڑھ برس میں ختم ہو جاتا ہے مگر دودھ کے ساتھ پلایا ہوا زہر یا امرت
زندگی بھر اپنا مزا چکھاتا رہتا ہے مبارک تھیں وہ آریہ ورت کی ماتائیں جو اس راز کو
سمجھتی تھیں اور مبارک تھا وہ زمانہ جس وقت ویدک دھرم ہی ایک دھرم تھا اور لوگ
اس ست دھرم کے انوسار اپنا عمل رکھتے تھے اور یہ وہی زمانہ تھا جبکہ یہاں عورتیں
انسان پیدا کرتی تھیں اور یہاں کے مرد اپنے بچوں کو مرد بنانا جانتے تھے اور ایک یہ زمانہ
ہے کہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں آدمی ایسے دکھائی دیتے ہیں جنکے اولاد ہی
نہیں ہوتی متعدد شادیاں کر لینے کے بعد بھی وہ لوگ اولاد سی بخشش بہا نعمت سے محروم
رہتے ہیں لیکن اگر غور کیا جائے تو اس بارہ میں استری پرشوں ہی کا قصور ہے ایشور
پرماتما نے تو یہ اٹل نیم مقرر کر دیا ہے کہ تندرست استری اور پرش قاعدہ کے موافق
اگر گربھادان سنسکار کریں گے تو ضرور حمل ٹھہرے گا اب جن استری پرشوں کی
پرسنگ کرنے سے گربھ نہیں ٹھہرتا تو انمیں کسی قسم کی کمی ضرور ہے یا باقاعدہ گربھادان
سنسکار نہیں کیا گیا یا استری کے رج میں یا پرش کے ویریہ میں جیسا کہ پہلے ظاہر کیا
گیا ہے کسی پرکار کی خرابی ضرور ہے ورنہ ایشور نیم ٹل نہیں سکتا آج کل جہالت کی وجہ
یہ خرابی پیدا ہو گئی ہے کہ نہ قاعدہ سے سنتان اتپتی کے لئے کوئی یتن کیا جاتا
ہے اور نہ پرسنگ کرنے سے پہلے رج اور ویریہ کی پریکشا کیجاتی ہے بلکہ برعکس اسکے
سنتان کا مطلق خیال نکر کے صرف لذات نفسانی کے لئے استری سے صحبت کیجاتی
خاص کر شروع میں تو اولاد کا خیال بالکل نہیں ہوتا البتہ ادھیڑ عمر ہو جانے
پر اس کا خیال پیدا ہوتا ہے لیکن یہ انکی غلطی ہے اگر وہ پرماتما کی انوسار کام کرتے
ضرور صاحب اولاد ہوتے آج کل امیر لوگ بکثرت اس مرض میں مبتلا ہیں غریب لوگوں
کے یہاں جو فاقہ پر فاقہ کر رہے ہیں دس دس سنتان موجود ہیں امیروں میں پچاس
فیصدی لاولد نظر آتے ہیں وجہ یہ ہے کہ فی زمانہ امیروں کی صحبت بچپن سے ہی
خراب ہوتی ہے سن بلوغ کو پہونچے تک نہیں کہ ویریہ نشٹ بھرشٹ کرنا شروع

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کر دیتے ہیں آٹھ دس برس کی عمر میں شادی ہوجاتی ہے پھر رات دن وشئے بھوگ میں
پھنسے رہتے ہیں چونکہ برہمچریہ اور ویریہ پختگی کو نہیں پہونچے اسلئے انکی وہی حالت ہوجاتی ہے
جو کچے پھل کو درخت سے علیحدہ کرنے سے ہوا کرتی ہے یعنی جسطرح کچا پھل توڑنے
سے بہت جلد سڑ گل جاتا ہے اسیطرح ویریہ خارج ہونے سے گندہ اور خراب ہوجاتا ہے
امیروں کے لڑکے صرف استری ہی کے ذریعہ سے اپنے ویریہ کو نشٹ نہیں بلکہ اونکے
پیچھے دوسری نامراد علتیں لگ جاتی ہیں جنکی وجہ سے پندرہ برس کی عمر میں ہی بالکل
ناقابل اور از کار رفتہ ہوجاتے ہیں پھر ایسی حالت میں ایسے آدمیوں کے ہاں اولاد
کسطرح پیدا ہوسکتی ہے اگر شاذ و نادر ہو بھی جائے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتی اور بفرض
محال اگر زندہ بھی رہی تو وہ تندرست کسیطرح بھی نہیں رہ سکتی اپنی زندگی کے دن پورا
کرنے تک ہمیشہ روگی دُربل اور زندہ درگور رہیگی۔ علاوہ ازیں امیروں کے بعض استری
پُرش ایسے بھی دکھائی پڑتے ہیں جو دیکھنے میں ہٹے کٹے تندرست نظر آتے ہیں بھوک
اچھی لگتی ہے غذا اچھی کھاتے ہیں لیکن انکے اولاد پیدا نہیں ہوتی متعدد شادیاں بھی کرتے
ہیں مگر پھر بھی سنتان سے محروم رہتے ہیں اصل میں اس قسم کے لوگ بھی غلطی کرتے ہیں
متعدد شادیاں کرنے سے پہلے اونکا فرض تھا کہ جب پہلی عورت سے سنتان پیدا نہیں ہوئی تھی
تب اپنی اور استری کی پریکشا کراتے کہ دونوں میں کس کا قصور ہے لیکن ایسا نکرنے سے
استری ہی کا قصور فرض کرکے جھٹ دوسری شادی کرتے ہیں اگر اسکی بھی سنتان نہوئی
پھر تیسری شادی کیجاتی ہے لیکن یہ نہیں خیال کیا جاتا کہ شاید ہمیں میں نقص ہو۔ استریاں
علیحدہ گنڈے تعویذ کرواتی۔ دیویاں دیوتا ست نارائن آدمی کی کتھا مانتی پھرتی ہیں مرد
الگ پرَیوگ کراتے میں مشغول ہیں ان سارے دکھوں کا مول فقط موکھتا ہے آج اگر لوگ
برہمچریہ آشرم کو جانتے ہوتے اور اسکی عزت انکے دلوں میں قائم ہوتی تو کیا اس دیش
میں بھیشم اور ارجن کا پیدا ہونا ناممکنات سے تھا۔ منشیہ جیون کی بنیاد برہمچریہ آشرم
میں انسان کو دو نعمت حاصل ہوتی ہیں۔ ایک علم۔ دوسری طاقت دنیا میں یہ دو
نعمتیں اعلےٰ درجہ کی ہیں تمام دنیا کی آسایش انہیں دونوں سے حاصل ہوتی ہے
جس آدمی کے قبضہ میں علم اور طاقت ہوئی اسکو دنیا میں کسی بات کی کمی نہیں رہتی
بشرطیکہ دونوں نعمتیں باقاعدہ اور کامل طور پر بہم پہونچائی گئی ہوں۔ آج یورپ کا

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ستارہ اقبال انہیں نعمتوں کی وجہ سے چمک رہا ہے جاپان نے انہیں دونوں طاقتوں کے ذریعہ سے ایک زمانہ کو حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ جسمانی طاقت سب سے بڑی طاقت ہے جسکا ثانی کوئی طاقت اوسکا مقابلہ نہیں کر سکتی اوس سے اوس کے دوسرے درجہ پر جسمانی طاقت ہے۔ اس طاقت کا دارومدار ویریہ پر رکھتا ہے ویریہ کیا چیز ہے وید میں لکھا ہے کہ اس شریر میں سات دھاتو ہیں غذا سے رس بنتا ہے رس سے خون۔ خون سے ماس۔ ماس سے چربی۔ چربی سے ہڈی۔ ہڈی سے گودا۔ گودا سے ویریہ یہہ سات دھاتو ہیں اس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ ویریہ ساتواں دھاتو اور غذا سے آٹھویں درجہ پر ہے ویریہ گویا غذا اور سب دھاتوں کا جوہر ہے کیونکہ غذا کے چالیسویں حصہ سے رس بنتا ہے اسکا چالیسواں حصہ خون۔ خون کا چالیسواں حصہ ماس۔ ماس کا چالیسواں حصہ چربی۔ چربی کا چالیسواں حصہ ہڈی۔ ہڈی کا چالیسواں گودا۔ گودے کا چالیسواں ویریہ اور اس حساب سے ۳۲ تولہ غذا کا ایک تولہ ویریہ طیار ہوتا ہے۔

ناظرین ملاحظہ فرمائے کہ ویریہ کیسا بیش بہا جوہر اور انمول رتن ہے درحقیقت یہی جوہر تمام جانداروں کی حیات کا موجب اور آسائش کا باعث ہے سلطنت جسم کا بادشاہ یہی ہے دھرم۔ ارتھ۔ کام۔ موکش کا حاصل کرنا اسی پر منحصر ہے کیونکہ صحت کا مدار ویریہ پر ہے اور بلا تندرستی کے یہہ کام سدھ نہیں ہو سکتے۔ چونکہ یہہ سب دھاتوں کا جوہر ہے اسلئے جسم کا روح رواں یہی ہے یہی دماغ کو تازگی اور آنکھوں کو نور بخشتا ہے۔ اس سے چہرہ پر رونق۔ تروتازگی اور آب و تاب آتی ہے اسیکو جلال کہتے ہیں اسی سے فربہی اور اعضا میں طاقت آتی ہے۔ یہی مرتاضوں اور دھرماتماؤں کے نورانی چہروں پر نور ہوکے چمکتا ہے اسی کی طاقت سے حواس ظاہری و باطنی کو ترقی ہوتی ہے۔ رامچندر سری کرشن۔ ارجن۔ بھیشم۔ کرن۔ درون آدمی مہاتما اسیکے بدولت مشہور ویر ہوئے تھے۔ یہی دلیروں اور جانبازوں کی جان علما و فضلا کی روح اور حسن و جمال کی مشاطہ ہے دین و دنیا کی ایسی کون چیز ہے جسکے حاصل کرنے میں اس بیش بہا جوہر کی ضرورت نہیں ہوتی غرضکہ اس لوک اور پرلوک کے سکھوں کا حاصل کرنا کیول ویریہ پر منحصر ہے اور اسی تخم پر ساری دنیا کی قوت و زندگی کا انحصار ہے۔ پس آپ خیال فرمائے کہ اگر تخم بگڑ گیا تو اب باقی کیا رہگیا آج کل آریہ ورت کے لوگ جس سخت بیدردی و بیرحمی کے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ساتھ اس دُرِ بے بہا کا خون کر رہے ہیں اور جس بے انصافی کے ساتھ اُنکے گلے پر کند چھری پھیر رہے ہیں وہ ایک زمانہ پر روشن ہے لیکن کم سنی کی شادی نے بھیڑیہ کے قتل عام کا فتوے دے رکھا ہے کہیں سلف آئیندہ کے دست شفقت نے عنایت کر رکھی ہے کہیں خلاف وضع فطری نے ہی قیامت برپا کی ہے۔ بہر حال جس ملک پہ پر بھیڑیہ برباد کرنے والے اتنے ذرائع ہوں اوس ملک کے استری پُرش کسطرح سے لایق ہو سکتے ہیں ان بربادی بخش خرابیوں کے ہوتے اگر ہندوستان تحت الثریٰ کو نہ پہونچ جائے تو اور کیا ہو سکتا ہے ان خرابیوں کے ہوتے کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ ہندوستان اپنے آپ کو تباہی سے بچا سکے اگر بہ بھیڑیہ کا خون اسی طرح کچھ اور عرصہ تک ہوتا رہا تو ہندوستان کا بیڑا ایک نہ ایک دن ضرور غرقاب ہونے کو ہے کہاں تو بھیڑیہ کے حفاظت کے لئے الٹ قسم کے میٹھنوں سے پرہیز کرایا جاتا تھا اور اس بات کی تاکید کیجاتی تھی کہ کسی طرح سے سوتے جاگتے ویریہ خارج ہونے پائے استریوں سے پرسنگ کرنا کیا اونکا خیال بھی دل میں لانا عیب سمجھا جاتا تھا اور کہاں یہ گفتہ بہ حالت ہو رہی ہے عیاش باکثرت سے مباشرت کرنے والا کتنی ہی مقوی غذائیں کھائے کیسے ہی مرغن کھانے تناول کرے مگر اوسکے چہرہ پر کبھی رونق نہ آئے گی اوسکے جسم میں طاقت کبھی نہیں آسکتی۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ رکھنا چاہئے کہ برہم چریہ ہی انسانی زندگی کے مقاصد حاصل کرنے کی ایک کنجی ہے۔

اپنے ملک کے خیر خواہو ذرا مردم شماری کا نقشہ اوٹھا کر دیکھو پانچ پانچ برس کی معصوم کنیائیں ہزاروں کی تعداد میں بیوائیں نظر آتی ہیں۔ یہہ خونی نظارہ محض تمہاری صغرسنی کی بدولت نظر آتا ہے ...... اس مذموم و نالائق رواج نے انسانوں کو تحصیل علم ہی سے محروم نہیں کر دیا بلکہ اونکو بالکل نکما۔ نامرد۔ بزدل بنا دیا ہے اور وہ اگرچہ زندہ ہیں مگر زندہ درگور۔ اگر آپکو اپنے بھارت کا خیال ہے اور اوسکے سدھرنے کی اچھیا ہے تو ان تمام خرابیوں کا انسداد کرتے ہوئے جسمانی طاقت کی اصلاح کی فکر کیجئے۔ جسم روح کا مرکب ہے جب جسم طاقتور ہوتا تب روح بھی طاقتور ہو جاتی ہے اسکے برعکس جسم کے کمزور ہونے سے روح بھی کمزور ہو جاتی ہے۔ شریرک بل ترقی کا زینہ ہے طاقتور آدمی ہی ہر ایک کام آسانی سے کر سکتا ہے۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ مشکل سے مشکل کام میں بھی گھبراتا نہیں ہر ایک کام نہایت مستعدی و تندہی سے
کرنے کو طیار ہو جاتا ہے طاقت سے ہی شورویرتا آتی ہے۔ ہنومان جی اسی طاقت
کی بدولت مہاویر ہوئے تھے۔ بھیشم کو اس طاقت نے پتامہ کی پدوی دی
تھی۔ لکشمن جی کو جتی کا خطاب اس طاقت کی وجہ سے عطا ہوا تھا۔ پرتاپ،
گرو گوبند سنگھ وغیرہ اسی برہمچریہ کے پرتاپ سے دنیا میں مشہور ہوئے تھے
شیر جنگل میں اسی طاقت کے بل پر مرگ راج بنا پھرتا ہے خلاصہ یہ کہ جس انسان
میں طاقت جسمانی موجود ہے اوسکی کبھی ہار نہیں ہوتی شورویر آدمی مر ہی کیوں نہ جائے
لیکن وہ اپنی ہمت اور حوصلہ نہیں ہارتا تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ جو لڑکے اپنی
طاقت کو نشٹ نہیں کرتے وہ امتحان میں بھی فیل نہیں ہوتے خوبصورتی طاقت میں
ہے۔ چہرہ کی رونق اور رعب داب طاقت ہی کی وجہ سے ہوتی ہے طاقتور آدمی
میں غضب کا استقلال ہوتا ہے وہ مشکل سے مشکل کاموں میں ہراسان نہیں ہوتا
سخت سی سخت مصیبتوں کا مقابلہ کرنیکو ہمیشہ طیار ہو جاتا ہے طاقتور آدمی کی
عمر بھی زیادہ ہوتی ہے اوسکو بیماری بہت کم ستاتی ہے برخلاف اسکے کمزور و ضعیف العمر
آدمی ننگ خاندان ننگ قوم اور باعث شرم ملک ہوتے ہیں زمین پر بوجھ ڈالنے کے
سوائے اور کوئی کام حوصلہ کا نہیں کر سکتے وہ کم بخت ہمیشہ بیماریوں کے شکار اور
چارپائی کے شہسوار بنے رہتے ہیں وہ پست حوصلہ ہوتے ہیں اپنی بیعزتی سے شرم
نہیں کرتے انہیں سے مادہ حیا و شرم جاتا رہتا ہے، ایسے انسان دنیا میں ہمیشہ ذلیل
و خوار رہتے ہیں وہ نہ علم ہی حاصل کر سکتے ہیں نہ انہیں شجاعت ہی نصیب ہوتی
ہے اور طاقتور و دلیر آدمیوں کے جوتیوں سے کچلے جاتے ہیں۔ غرضکہ جب تک انسان
کو پوری طاقت و تندرستی حاصل نہیں ہوتی وہ کسی کام کا نہیں ہوتا۔ کمزور آدمی حوصلے
میں پست ارادہ میں پست محنت میں پست غرضکہ ہر طرح دنیا و عقبیٰ کے کاموں کے ناقابل
ثابت ہوتا ہے اسی لئے پراچین سمے میں ویریہ رکشا پر بہت زور ڈالا جاتا تھا ویریہ رکشا ہی
دونوں جہان کے سکھوں کا داتا ہے اسی برہمچریہ کے ذریعہ سے منشیہ برک۔ آتمک اونتا تک
اونتی حاصل ہوتی ہے جب طاقت جسمانی حاصل ہوتی ہے تو روحانی قوت حاصل ہوتے
دیر نہیں لگتی جب یہ دونوں طاقتیں میسر ہو جاتی ہیں تو مجموعی طاقت خود بخود آ جاتی ہے۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

علم انسان کو صحیح نتیجہ پر پہونچاتا ہے اسلئے عالموں کی رائے میں نفاق شاذ ہی ہوتا ہے اور جب نا اتفاقی نہیں ہوتی اور لوگ عالم فاضل اور لایق ہوتے ہیں تو پھر سارا ملک اونتی میں کیا نہیں ہے انہیں تینوں صفات کی وجہ سے انسان شایستہ و لایق کہلاتا ہے جس ملک میں اس صفت کے آدمی جسقدر زیادہ ہوں گے اوسی قدر وہ ملک ترقی کریگا اور جہاں ایسے بزرگوں کا وجود کالعدم ہوتا ہے وہاں جو کچھ ہو تھوڑا ہے اگر اسی طرح ہر دو چار سو برس آریہ ورت کی حالت رہی تو ہندوستان چوہے کے بچے پیدا ہونگے قانون قدرت نے انسانی زندگی برہمچریہ آشرم پر قائم کی ہے آج کل کے آدمی بالا بے علمی کے زمانہ میں برہمچریہ آشرم شمار کرتے ہیں یعنی جب سے لڑکے یا لڑکی پڑھنے کے لئے پاٹ شالا یا اسکول میں جاتے ہیں اسوقت سے برہمچریہ آشرم شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو برہمچریہ آشرم اوس وقت سے شروع ہوجاتا ہے جب سے کہ جیو آتما گربھ آشیہ میں شریر سے ملاپ ہوتا ہے برہمچریہ کے لغوی معنی علم و لیاقت کے حاصل کرنے کے ہیں جسوقت حمل قرار پاتا ہے اوسوقت سے ودیا اور بل پراپت ہونا شروع ہوجاتا ہے والدین کے خیالات اوسیوقت سے حمل میں جذب ہونے لگتے ہیں اور اوسیوقت وہ بچہ بھی لگتا ہے قدرت کے کام ایک لمحہ کے لئے بھی بند نہیں ہوتے جیسے ہی رج اور ویریہ کا اتصال ہوا اور جیو آتما نے اوس میں پرویش کیا فوراً ہی جنین بڑھنے لگا اور اسیوقت سے ماتا کا خون جنین کی پرورش کے لئے جانا شروع ہوجاتا ہے اور اس خون کے ذریعہ سے ماتا کے خیالات جنین میں جذب ہونے لگتے ہیں اسی وجہ سے جب سے گربھ قرار پاتا ہے اوسیوقت سے برہمچریہ کا آرمبھ ہوتا ہے ماتا کے سوبھاؤ۔ آچار و دوہار کا اثر بذریعہ ویریہ اور ماتا کے سنسکاروں کا اثر بذریعہ رج گربھ میں تھوڑا سا جسم کو پہونچنے لگتا ہے اور یہی سنسکار بڑھتے ہی مضبوط و قوی ہوتے چلے جاتے ہیں اور ماتا کے نتیجے بچے تو گربھ میں روزانہ ہی پرورش ہوتے رہتے ہیں المختصر سنتان میں سوائے ایک جیو آتما کے جسم کا ہر ایک حصہ خیالات کے ماتا پتا کے شریر سے آتا ہے اسی لئے شاستروں میں سنتان کو ماتا پتا کا پرتی ندھی یعنی قائم مقام کہا گیا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ برہمچریہ آشرم

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی بنیاد اوسی لمحہ سے شروع ہو جاتی ہے کہ جس لمحہ سے حمل قرار پاتا ہے دوسرے
معنوں میں یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے خیالات اور آچار و وہار ماتا پتا کے ہوں گے
ویسے ہی سنتان کے بھی ہونگے اس سبب یہہ بات نہایت ضروری ہے کہ گربھ استھاپت
کرنے کے وقت اور پھر جب تک سنتان کا سنسرگ ماتا پتا سے رہے یعنی جب تک سنتان
آٹھ برس کی ہو جاوے تب تک ماتا پتا کو نہایت ہی شدھ اور پوتر آچرن رہنا
چاہئے اس حالت میں سنتان بھی شدھ آچرن والی ہو سکتی ہے شت پتھ براہمن
کا بچن ہے "جس انسان کے ماں باپ اور معلم ذی علم و تہذیب ہوتے ہیں وہ
فی الواقع عقیل و عالم و عالی خیال ہو سکتا ہے" اس اشلوک میں رشی نے سب سے
پہلے ماتری شبد کو رکھا ہے اوسکے بعد دوسرے اور تیسرے درجہ پہ پتا اور آچاریہ
کو قرار دیا ہے اور واقعی ٹھیک بھی ہے کیونکہ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ سنتان
کا تعلق ماتا کے ساتھ ہوتا ہے پھر تو جیسے گربھ میں رہکر ماتا کے آچار و وہار کو گرہن
کرتا ہے ویسے ہی پانچ چھہ برس کی عمر تک بھی ماتا کی گود میں رہکر اور دودھ پیکر ماتا کے
سنسکاروں کو لیتا ہے اسکے بعد پتا کے پاس آنے جانے لگتا ہے آٹھ برس کی عمر کے
بعد کہیں آچاریہ سے کام پڑتا ہے اسلئے رشی نے ماتا کا درجہ سب سے اول اور بڑا
قائم کیا ہے اور اسیطرح سنگتا کی مبارک بنیاد رسمی مفید اور دھارمک اصول پر قائم کیگئی
ہے مہرشی سشرت اور چرک جو وید ک میں اعلیٰ درجہ کے گورو مانے گئے ہیں اپنی
کتابوں میں لکھتے ہیں کہ سنتان کا اچھا یا برا پیدا کرنا ماتا پتا کے اچھے برے ہونے پر
منحصر ہے والدین جس رنگ جس ورن اور جس سبھاو کی چاہیں سنتان اوتپن کر سکتے
ہیں۔ برہمن کشتری ویش میں سے جس ورن کی چاہیں پیدا کرلیں نو مہینے کے
عرصہ میں حاملہ عورت کے دل میں جیسے اعلیٰ اوسط ادنے درجہ کے خیالات پیدا ہونگے
ویسے ہی زیادہ خیالات بچے کے پیدا ہو جائیں گے۔ ایماندار بے ایمان۔ عالم جاہل
خلیق فریبی۔ چور۔ ڈاکو۔ بہادر بزدل۔ راست باز۔ دروغگو۔ حلیم الطبع بدمزاج مفسد وغیرہ
وغیرہ ہونا ماں کے خیالات پر منحصر ہے۔ اگر ماں عقیل ہو تو جیسی چاہے اولاد پیدا کر سکتی
ہے۔ اولاد کو اسی وجہ سے سردآلابیہ کہا گیا ہے۔ حکمائے ہند کے نزدیک اولاد کا حسب دلخواہ
خوبصورت عقیل نیک۔ بہادر وغیرہ وغیرہ اوصاف والا پیدا کرنا ہی والدین کے اختیار

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں نہیں ہے بلکہ نر و مادہ تک حسب خواہش پیدا کر سکتے ہیں۔ انکا قول ہے کہ
بپابندی قوانین قدرت عمل کیا جائے تو ممکن نہیں کہ اولاد پیدا نہ ہو۔ بشرطیکہ تخم
زمین۔ موسم و ذریعہ پرورش سب سامان بے عیب مہیا ہوں چنانچہ کہتے
گدھے۔ گھوڑے وغیرہ حیوانات جو قدرت کے مقررہ موسم پر توالد و تناسل
کیجانب متوجہ ہوتے ہیں بلا امداد کسی فقیر کے گنڈے تعویذ اور پوجاریوں کی جنتر
منتر وغیرہ کے صاحب اولاد ہوتے ہیں کبھی فرق نہیں پڑتا برخلاف اسکے انسان
باوصف اشرف المخلوقات ہونے کے خلاف قاعدہ قدرت ہونیکی وجہ سے محروم
رہجاتا ہے غور کرنے سے یہہ بات بہی اچھی طرح سے سمجھہ میں آجاتی ہے کہ مخلوقات
میں جسقدر اشیاء موجود ہیں اگر انسان اپنی خواہش کے مطابق کام لینا چاہے تو
سب کے لئے کسی نہ کسی قسم کی اصلاح کی ضرورت پائی جاتی ہے اکثر کھٹے پھل والے
درختوں کی اصلاح کرنے سے انمیں میٹھا پھل لگنا شروع ہوجاتا ہے ٹیڑھے ٹیڑھے
بیہڑول درختوں کو ابتدا سے ہی خبر گیری اور کاٹ چھانٹ کرکے سیدھا اور خوبصورت بنا
لیتے ہیں پھولوں کے درختوں کی ٹھیک ٹھیک درستی و اصلاح کرنے سے انکو بڑھا چڑھا
اور انکے رنگ و بو میں بھی کمی بیشی کر سکتے ہیں۔ پرندوں میں کبوتر کا رنگ بدل دیتے
ہیں اور گائے بھینس بکری وغیرہ کے بچوں کو خوبصورت بنا لیا جاتا ہے۔

جب یہہ بات ثابت ہے کہ چرند پرند نباتات و جمادات یعنی مٹی پتھر وغیرہ کی اصلاح
کرنے سے انسان اپنی عقل کے ذریعہ سے بول چال عادات خواص رنگ ڈھنگ
وغیرہ کو اگر بالکل بدل نہیں سکتا تاہم کم و بیش تو ضرور کر سکتا ہے پس انسان
کی اصلاح کے لئے جو تدبیر کی جائے تو کیونکر نہ کارگر ہو بلکہ جسقدر زیادہ دانشمندی
سے تدبیر کیجاے اوسیقدر زیادہ مفید دیکھی جاتی ہے یہہ بات اچھی طرح دکھائی دیتی
ہے کہ جنکے باپ دادا سوائے ہل چلانے کے دوسرا کام نجانتے تھے وہ تھوڑی سی اصلاح
کے بعد بی اے۔ ایم اے کی اعلےٰ ڈگری پاکر تعلیم یافتہ ہوگئے دوسری طرف انکے
برخلاف جن عالی خاندانوں میں اصلاح کیجانب خیال نہیں کیا گیا اور اولاد کی تعلیم کیطرف
سے لاپرواہی کی گئی وہاں جاہل نکما زیادہ بدمعاش اندھے لنگڑے پیدا ہونے لگے
اگر بار بار اصلاح کیجانب کامل توجہ کیجائے تو تیسری پشت میں اولاد بالکل والدین

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی خواہش کے مطابق پیدا ہو سکتی ہے۔ یہہ امر تحقیق ہو چکا ہے کہ ہر ایک شئے کی پیدائش کے لیے چار چیزوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے: اول موسم۔ دویم زمین۔ سوم تخم۔ چہارم پرورش کے لیے غذا۔ انسانی جسم کی ساخت کے لیے انہیں چار چیزوں کی ضرورت ہے اگرچہ ایک ماہ میں سولہ روز رتوگمن کے ہوتے ہیں لیکن انمیں چار روز پیشتر کے اور تین روز درمیان کا زائد نہیں اسلیئے فقط نو دن ہی ہی قیام حمل کے موسم میں شمار ہو سکتے ہیں عورت کا جسم مثل ایک قطعہ کھیت کے صحیح اور تخم جمنے کے قابل ہونا چاہیے تخم پختہ مضبوط و قوی اور صاف و عمدہ غذاؤں سے بنا ہوا ہو موسم مذکورہ بالا میں بیج اور کھیت کے باہم ملنے کے بعد تخم کی بالیدگی اور قوی ہونے اور زندہ رہنے کے لیے خوراک کا ہونا ضروری ہے "جسطرح موسم کھیت پانی اور تخم کے ملنے سے ہر ایک قسم کے درخت کی پیدائش ہوتی ہے اسی طرح ان چاروں چیزوں کے کامل الفعال سے باقاعدہ حمل ٹھہر سکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جسطرح گیہوں کا درخت بونے اور اوسکا پھل لینے کے لیے اول موسم یعنی کاتک کا مہینہ ہونا چاہیے یہہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص پھاگن یا چیت کے مہینہ میں گیہوں بوکر اوس سے پھل حاصل کرنے یا جب چاہے تب پیدا کرے دوسرے کھیت ایک سال سے خالی پڑا ہو متعدد مرتبہ ہل سے جوتا گیا ہو کنکر پتھر وغیرہ سے پاک صاف ہو اور ہر طرح کے تخم جمنے اور اسکی نشو و نما کے قابل ہو۔ تیسرے تخم گھن وغیرہ کا کھایا ہوا نہو۔ پرانا اور خام نہو ٹوٹا پھوٹا نہو سڑا گلا کسیطرح پہ بگڑا نہو۔ چوتھے کھات پانی نمی گرمی وغیرہ سامان جن سے تخم کی پرورش ہوتی ہے ٹھیک وقت پر ملنا چاہیئے جہاں ان چار چیزوں سے جس چیز میں کمی یا خرابی ہوگی وہاں گیہوں کے تخم کی روئیدگی و بالیدگی میں اوسیقدر کمی یا خرابی رہجائے گی۔ یہی اصول بنی نوع انسان کی پیدائش پر بھی حاوی ہے اسیوجہ سے اگر ویدک طریقہ گربھ دھان سنسکار کا رواج ہوگا اور والدین سچے اور مستقل ارادے اسپر عامل ہونگے۔ تو اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ سنتان ایسی ہی ہوگی جیسا کہ والدین نے ارادہ کر رکھا ہے انہیں اصول کو مدنظر رکھکر آریہ ورت کے رشی مہرشی جب جیسے سنتان چاہتے تھے پیدا کر لیتے تھے مہاراجہ بسدیو کا شری کرشن: بلرام کا پیدا کرنا وششٹھ کو برہم ویر رامچندر کا اوتپن کرنا اسی اصول کے روشن نتیجے ہیں مہارانا سمباجی کا مسلمانوں کے ظلم و تعدی سے عاجز آکر

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سیواجی کا پیدا کرنا اسی اٹل نیم کی صداقت کا اظہار ہے غرضیکہ انہیں وجوہات سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ گرہستہ استھاپت ہونے ہی پر برہمچریہ آشرم شروع ہوجاتا ہے جب یہہ بات درست ہے تو آپ غور فرمائیں کہ فی زمانہ برہمچریہ آشرم کسطرح ٹھیک ہوسکتا ہے کیونکہ وہ تو تبھی پورن ہوگا جبکہ ماتا پتا گورو تینوں ودوان دھارمک اور سداچاری ہونگے لیکن آج کل تمام دنیا میں اسی مثل کا پتا نہیں پھر کسطرح خیال میں آسکتا ہے کہ برہمچریہ آشرم پورا ہوگا اور سنتان گوتم اور جنمی ہوکر نکلیگی اور آریہ ورت پھر دنیا کا فخر حاصل کریگا آج کل سکولوں کالجوں سے ایم اے پاس کی ہوئے سنتان بھی دھارمک اور سداچاری نہیں ہوتے۔

اور نہ یہہ اسوقت تک ہوسکتا ہے جب تک والدین ایسی نظیریں قائم کرکے خود عالم باعمل ہونگے اور اونکو تعلیم بھی ویسی ہی نہ ملیگی اسلئے اے معزز ناظرین اگر آپ اپنی سنتانوں مرد بنانا چاہتے ہیں تو اسکی بھی اشد ضرورت ہے کہ آپ بھی پہلے ودوان دھرماتما اور سداچاری بن جائے ورنہ نالایق سنتان پیدا کرنے سے تو بے اولاد ہی رہنا اچھا ہے شاستر کا قول ہے۔

"جو پتر عالم اور دھارمک نہیں ہے اس گائے کی مانند محض نکما اور بیکار ہے جو نہ دودھ دیتی ہے اور نہ گابھن ہی ہے کیونکہ ان دونوں سے تکلیف ہی پہونچتی ہے کوئی فایدہ نہیں پہونچتا" ایسی قسم کے پتروں سے جو پیدا ہی نہ ہوا یا پیدا ہوکر مرگیا یا پیدا ہوکر مورکھ رہا مورکھ سب سے برا پیدا ہوکر مرجانے والا مورکھ سے کچھ اچھا لیکن نہ پیدا ہونے والا ہونے والا سب سے اچھا ہے اول اور دوم تو تھوڑی ہی تکلیف دیتے ہیں مگر مورکھ لڑکا قدم قدم پر دکھدائک ہوتا ہے اور ایسے پتروں سے ہی آریہ ورت اس زوال کو پہونچا ہے۔ آریہ ورت کا اودھار اوسیوقت ہوسکتا ہے جب لایق آدمی پیدا ہونگے اتھرو وید کا واکیہ ہے۔

"برہمچریہ ورت کو دھارن کرنے سے منشیہ ودوان اور راجا ہوسکتا ہے اور اسی سے کیول ودیا اور راج ہی نہیں ملتا ہے بلکہ تمام دکھوں کا ناش بھی ہوتا ہے جیسا کہ شت پتھ برہمن میں لکھا ہے۔

"برہمچریہ سیون کرنے سے کسی پرکار کا دکھ نہیں ہوتا کیونکہ شریر بلوان اور آروگیہ رہتا ہے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دماغ مین سوچنے کی طاقت زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی تجربوی بن جاتی ہے انسانی جسم
جو بمنزلہ ایک پودے کے ہے پیدایش کے وقت طبعی نزاکت یہانتک بڑھی ہوئی ہوتی
ہے کہ اگر ہم اسکو اس حالت مین نہایت ہی نازک تازہ لگائی ہوئی شاخ گل سے بھی زیادہ
تر امداد بیرونی کا محتاج قرار دیں۔ تو بیجا اور نامناسب نہوگا ذراسی چوٹ کا صدمہ اوسکی
ہلاکت کا موجب اور گرمی وسردی کا کچھ تو نہیں تجاوز کرجانا اوسکی موت کا باعث ہوسکتا
ہے اس عرصہ مین جسقدر مہربان ماں اور شفیق باپ کی حفاظت کا محتاج ہوتا ہے اسیقدر
اوسکی سلامتی کی ذمہ واری قدرتی طور سے اونکی گردن پر ہوتی ہے اور جسقدر انسان دیگر
حیوانات کی بہ نسبت زیادہ سوشیل یعنی سماجک ہے اوسیقدر یہہ ذمہ واری اور بھی پیچیدہ
اور وزنی ہے کیونکہ اسکی ذرا ذراسی حرکت اولاد کی زندگی پر ایک نمایاں اثر کرتی ہے مطلب
یہہ ہے کہ برہمچریہ رہت ہونے یا ویریہ کو ضائع کرنے کے نقصانات اوسکی ہی ذات
تک محدود نہیں رہتے بلکہ متعدی امراض کیطرح سنتان کو وراثت مین ملتے ہیں جس ہر
ویریہ کی رکشا نہ کرنے والے ماتا پتا کے سنتانوں کو ایک بڑا بھاری خطرہ ہے کہ انکا پیدایش
سے برہمچریہ کو پورن ریتی سے پالن کرنے کے ناقابل ہونا اغلب ہے نا بھارت پتری گود
مین پرورش پانے والے لخت جگروں کی بربادی کے سامان اوسیوقت سے شروع ہوجاتے
ہیں جبکہ وہ معصوم اپنے فرائض کے سمجھنے کے قابل ہی نہیں ہوتے اسلئے جو ماتا پتا اپنی
سنتان کو برہمچاری بنانا چاہیں اونکو ضرور ہے کہ وہ خود بھی برہمچریہ کا سیون کریں
جب ماتا پتا کی حفاظت کا زمانہ ختم ہوجاتا ہے اور بچے اپنے فرائض کو آپ سمجھنے لگتے ہیں
اوسوقت اوسکے برہمچریہ کے زمانہ کا وہ حصہ شروع ہوجاتا ہے جسوقت وہ اپنے آپ
حفاظت کرتا ہوا ودیا ارنبھ کرتا ہے رشی منو جی نے یہہ زمانہ برہمن کے لئے آٹھ برس
کشتری کے لئے دس برس اور ویش کے لئے ۱۲ برس کا لکھا ہوا ہے اوسوقت بچہ
کا اوپنین سنسکار کرا کر گوروکل میں ودیا دھین کے لئے بھیجا جاتا ہے اور شودر وغیرہ
اوپنین سنسکار کے بغیر ہی بھیجے جاسکتے ہیں اور اوسکا مطلب یہہ ہوتا ہے کہ جہاں بچہ ایک
طرف اپنی جسمانی ساخت کو مکمل کر رہا ہے وہاں دوسری جانب دماغی اور روحانی قوا
کو نشو ونما دینے سے قاصر نہ رہنا چاہئے تحصیل علم کا زمانہ آغاز آٹھ برس کی عمر مین بہت ہی
مناسب ہے یہہ نہ صرف ہمارے دھرم [illegible] کے پراچین رشیون کا مت ہے بلکہ یورپین فلاسفرون

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

نے بھی اپنی تحقیقات سے دماغی محنت کا شروع زمانہ یہی قرار دیا ہے چنانچہ آرٹ آف
پروٹیکٹنگ لائف میں قبل از وقت موت کے اسباب بیان کرتے ہوئے ۱۶ برس کی
عمر سے پیشتر دماغی محنت کا شروع کرنا بھی ایک باعث لکھا ہے۔ اس زمانہ میں برہمچاری کو
اپنی زندگی کی تینوں پہلوؤں کو مضبوط کرنا پڑتا ہے اول ویریہ رکشا کرکے شریر کے بل
کو بڑھانا۔ دوم تحصیل علم سے دماغی قوا کو نشوونما دینا۔ سوم دھرم پر چلکر آتمک بل اونتی
کرنا۔ ان تینوں فرائض کو پورا کرتا ہوا جو برہمچاری ۲۴ برس کی عمر تک اس تپ کو کرتا
ہے اوسکا نام وسو ہوتا ہے کیونکہ اوس میں سنتان اوتپن کرنا اتبادی شکتیاں اور
نانا پرکار کی ودیائیں ورس کرتی ہیں اوسکے پران اور آتما بلوان ہو جاتے ہیں اوسکا شریر
پشٹ اور تندرست ہو جاتا ہے اور ۸۰ سے لیکر سو برس تک زندہ رہتا ہے اور اگر
وہ برہمچاری ۳۶ برس کی عمر تک اس مہان تپ کو جاری رکھتا ہے تو وہ رودر یعنی
دشٹوں کو رولانے والے کا خطاب پاتا ہے کیونکہ اوسکے دھرم سروپ تیجسوی شریر
کے سامنے ادھرم نہیں ٹھیر سکتا اوسکے پران حواس قوای باطنی اور آتما سب طاقتور
ہو جاتے ہیں اور اسکی عمر دو سو برس تک ہوتی ہے اور اگر وہی برہمچاری ۴۸ برس
کی عمر تک اپنے اس اکھنڈ برہمچریہ کو پہونچا دیتا ہے تو اسکا نام آدتیہ ہو جاتا ہے موت
اوسکے قابو میں ہو جاتی ہے اور ارتھ۔ دھرم۔ کام۔ موکش سدھ ہو جاتے ہیں سوریہ کے
سدرش اسکے گیان کا پرکاش ہوتا ہے جسکی کرنیں جہاں پڑتی ہیں اگیان دور ہوتا چلا
جاتا ہے دھرشٹی ۴۰۰ برس تک زندہ رہ سکتے اور ساری دنیا کے اگیان کے ناش کرنے
کا بیڑا اوٹھاتے ہیں وہ اسی برہمچریہ کو دھارن کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اتھروید کا ارشاد ہے
"راجا برہمچریہ کے تپ سے راج کی رکشا کر سکتا ہے اچاریہ برہمچاری کو ودیا پڑھا سکتا ہے
برہمچریہ کے تپ سے دیوتاؤں نے مرتیو کو جیت لیا ارتھات موکش کو حاصل کیا
اندر یعنی پرماتما نے برہمچریہ تپ کے پرتاپ سے ہی دیوتاؤں کو سورگ دیا ہے"
ناظرین خیال فرمائے ویدوں میں برہمچریہ کی کیسی عظمت بیان کیگئی ہے گویا اس دنیا اور
عقبی کے جسقدر سکھ ہیں وہ سب برہمچریہ کے تپ سے حاصل ہو سکتے ہیں اس بات کو دنیا
جانتی ہے کہ بھیشم پتامہ بال برہمچاری تھے مرتے دم تک اونہوں نے برہمچریہ تپ کو دھارن
کیا تھا بھیشم پتامہ کے بل اور پرشارتھ کو کون نہیں جانتا کہ سارے بدن پر تیر لگنے پر بھی

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

موت کو غالب نہیں ہونے دیا وہ اچھیا مرتیو تھے یعنی موت پر قادر تھے جبکہ وہ تیروں کو بستر پر پڑے ہوئے اور شریر چھوڑنے کے لئے شبھ نکشتر کا انتظار کر رہے تھے مہاراجہ یدھشٹر نے حاضر ہو کر یہہ پرارتھنا کی کہ پتامہ آپ سے راج نیتی کا اپدیش پا کر ہم بہت پران ہوا پرنتو میں آپکے منہہ سے برہمچریہ کی مہما سنا چاہتا ہوں آپ برہمچریہ کے آچاریہ ہیں آپنے ساری عمر اس تپ کو دھارن کیا ہے برہمچریہ کے راز کو آپ سے زیادہ کون جان سکتا ہے - بھیشم جی نے فرمایا۔ راجہ آپ مجھسے اسوقت برہمچریہ جیسے مہان تپ کے بارہ میں پوچھتے ہیں جب کہ میں دو گھڑی کا مہمان ہوں جسکے لامحدود بیان کرنے میں کتنی جنم کی ضرورت ہے آپ اسکو چند لمحوں میں پوچھنا چاہتے ہیں بہر حال اس تھوڑے سمے میں مجھسے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ چند الفاظ میں بیان کئے دیتا ہوں آپ مجھے دیکھتے ہیں کہ میرے ایک ایک روم میں ایک ایک تیر گھسا ہوا ہے اور پھر تیر بھی ارجن جیسے بلوان تیر انداز کا جسکی قوت و شجاعت کا زمانہ لوہا مان رہا ہے پھر بھی موت کو مجھے مغلوب کرنے کی طاقت نہیں ہے - کئی مہینوں سے تیروں کی سیج پر لیٹا ہوا ہوں لیکن میرے جوش و خروش اور استقلال میں ذرا بھی فرق نہیں آیا مجھمیں وہی تاب و تواں موجود ہے اور میں جب چاہوں مروں موت میرے معاملہ میں ذرا بھی دست اندازی نہیں کر سکتی میرے اس فقرہ پر آپکو تعجب ضرور ہوا ہوگا اور آپ مجھسے یہہ سوال ضرور کر سکتے ہیں کہ پھر تو مرتا کیوں ہے پرنتو میں اسکے جواب میں صرف آپکو اپنے سمباد کیطرف متوجہ کرتا ہوں آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ میں ہمیشہ ستیہ کا پالن کرتا ہوں اور ستیہ ہی کی سدا جے ہوتی ہے آپ ست پر تھے کورو استیہ پر آپکی فتح ہونی لازمی تھی میں نے اپنی ہی مرضی سے ارجن کے تیر کھائے ہیں - مجھے معلوم تھا کہ جب تک میں نہ مرونگا آپکی فتح نہ ہوگی اسوجہ سے میں خود شریر چھوڑنے پر مجبور ہوا ہوں ورنہ آپ اور ارجن اور آپکی ساری فوج مجھپر غالب نہیں آسکتی تھی اور یہہ سب کیول برہمچریہ کا پرتاپ ہے سارے جانداروں کا جیون کیول برہمچریہ ہے اسکے زور و طاقت سے آدمی میں پرشارتھ استقلال ساہس اور پراکرم بڑھتا ہے بدھی کے بڑھانے کا برہمچریہ ہی ایک نسخہ ہے برہمچریہ دھارن کرنیوالا آدمی سخت سے سخت مصیبت میں بھی نہیں گھبراتا جس سمے ہم پر لاکھوں انسان کے حواس باختہ ہوتے ہیں وہاں ایک برہمچاری مسکراتا ہوا نظر آتا ہے شور ویر کا خطاب برہمچریہ ہی کا

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے مل سکتا ہے اس کے بل سے شورویر لوگ توپ کے گولوں کی پرواہ نہیں کرتے برہمچریہ سے ہی انسان مرد کہلاتا ہے اور اسکے نہ رہنے سے نامرد بزدل پست ہمت ہوجاتا ہے۔ برہمچریہ سے پرتاپ یادداشت اسقدر بڑھجاتی ہے کہ جو لفظ ایک مرتبہ دماغ میں پہونچ گیا پھر وہ مرتے دم تک نہیں بھولتا۔ اکیلا برہمچاری ہزاروں لاکھوں آدمیوں کے لیئے کافی ہے۔ ای ابد ستمبر میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ برہمچریہ جیسے مہان تپ کے ورنن کے لیئے بہت سمے کی ضرورت ہے اب میں خاموش ہوتا ہوں مگر یہہ آپکو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ سانسارک اور پرمارتھک سکھوں کا ذریعہ کیول بھی ایک برہمچریہ ہے۔

اے آریہ ورت کی حالت زار پر آنسو بہانے والو۔ اے بھارت ورش کے غمگسارو اے ہندوستان کے لیڈرو۔ ریفارمرو۔ اگر تم ہندوستان کو ڈوبنے سے بچانا چاہتے ہو اور اسکو چاہ ضلالت سے نکالنے کی تمکو فکر ہے تو اور سب کام چھوڑ کر ہندوستانیوں کو برہمچریہ کا سبق پڑھاؤ ہندوستانیوں کی جسمانی اور روحانی حالت کی اصلاح کرو انکے سدھرتے ہی ساری دنیاوی عیش و عشرت دھن دولت عزت حرمت جرات شجاعت وغیرہ ہاتھ باندھے کھڑی ہوجائیں گی یہہ ایشور پرماتما کا ایک نیم ہے کہ بغیر یوگتا کے کسیکو کوئی عظمت نہیں مل سکتی اور جب قابلیت ہوتی تو بے مانگے ہی سب کچھ مل جاتا ہے ہمارا دعویٰ ہے برہمچریہ ہی ایک ایسی قابلیت ہے جسکے ذریعہ سے سب پدارتھ خود حاصل ہوسکتے ہیں اور اسکی سخت ضرورت ہے اسلیئے اے رشی منیوں کے قابل فخر سنتانو اگر تمہارے خون میں تمہارے بزرگوں کے خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے اور تم اپنے کو اُن مہان پرشوں دیوتاؤں اور مہاتماؤں کی اولاد سمجھتے ہو۔ جو کہ علم میں اپنی میں راج نیتی میں اخلاق میں دھرم میں سب دنیا پر فایق ہی نہیں تھے بلکہ سارے جہان کے استاد تھے اور کل روئے زمین کے فاتح ہونے کے سبب سے انہیں کے نام کا ڈنکا بجتا تھا تو ظاہری آڈمبروں اور نمایشوں کو ترک کرکے اصل بات کو گرہن کرو اور جس محل کو بنانا چاہتے ہو اسکی بنیاد نہایت پختہ و مضبوط کرو اور یہہ اسطرح ہوسکتا ہے کہ جب آپ مستقل طریقہ سے یہہ ارادہ

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کریں کہ ہم آئیندہ سے اوسوقت سنتان اوتپن کریں گے جب پہلے خود دہارمک اور سدا چاری ہوکر اپنی استری کو اپنا سا بنا لیں گے اور پھر اسوقت اپنی خواہش اور ضرورت اور وقت کے مطابق اولاد پیدا کرنے کی اچھیا سے ویدک طریقہ کے انوسار گربھ دہان سنسکار کرینگے اگر آپ اس پرن کو کرلیں اور پھر اسپر پورا عمل کریں تو تھوڑے ہی عرصہ میں آپکو معلوم ہو جائیگا کہ آریہ ورت کیا سے کیا ہوگیا اس بڈھے بھارت میں ابھی دم خم باقی ہے صرف آپکی سرگرم کوششوں کی ضرورت ہے آریہ ورت از سر نو سب وبشوں کا شرومنی بن سکتا ہے۔ اسکی آتما منطق فلسفہ اخلاق سہارت بدن۔ سادگی محنت تحمل شجاعت جرات۔ دہرم۔ علم۔ استقلال قومی عزت۔ محبت۔ جوش۔ صنعت حرفت وغیرہ وغیرہ۔

اب بھی ایک جہان کو حیرت میں ڈالنے والے ہیں اسکے مذہب کو زردشتی۔ بودھ ہول اسلام۔ عیسوی مذہبوں نے ہزاروں تدبیروں سے بدلنا چاہا لیکن اسکا سب کو یہی سوال رہا کہ بیٹھو تم نئی بات مجھکو کیا سکھاتے ہو میں کمزوری کے مارے بھول تو نہیں سکتا تو بھی تمہارے ساتھ بحث کے لئے کافی ہوں میں زیادہ بڑھ نہیں سکتا مگر پھر بھی صدیوں تمکو پڑھا سکتا ہوں اے آریہ ورت کے غمگسار و کیا اب بھی تمکو اس ضعیف العمر بھارت کا خیال نہیں ہے جو جہالت میں پھنسا ہوا خستہ و خوار ہو رہا ہے۔ یعنی شاستر کا قول ہے "وودوان پتر ایک ہی بہتر ہے مورکھ سو بھی کسی کام کے نہیں ایک ہی چاند رات کی تمام اندھیری کو دور کر دیتا ہے ہزاروں ستارے ملکر بھی یہہ کام نہیں کر سکتے۔"

ایک استری پرش کو ایک ہی وودوان پتر بہت ہے اور آریہ ورت کو ایسے ہی سپوت پتروں کی ضرورت ہے۔ پرماتما ہمارے ملک میں برہمچریہ کی بنیاد قائم کرے اور ہمارے معزز ناظرین میں مرد پیدا کرنیکی زبردست خواہش ہو۔

اوم شم

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صدائے مرحوم

اے دوستو! ہزار دل ہو تم میری ہمخیال
مت دہرم کو پہنچنے نہیں دو گے تم زوال
اسباب میں نہیں ہے مجھے کچھ بھی اشکال
تم سے کریں گے وید مقدس یہ گو سوال
وہ کرنا چاہتے ہیں سماجوں کو پائمال
کافی ہے سب کو ایک مرا منتر دہرم پال
مرا الم مٹانا سراسر ہے اسپہ وال
اے مہربانو! تم پہ ہے ظاہر تمام حال
مجھسے زیادہ رکھتے ہو تم طاقت مقال
گر گالیاں بھی دیں گے تمہیں لوگ بدخصال
بیشک یہ میرے واسطے ہے شرم و انفعال
یوں خنجر کی چھری ہوئی میری زباں کو لال
ہو جاتا ابھی جلد نہ گر میرا انتقال
افسوس ہے کہ تھا نہیں کچھ مجھپہ جاہ و مال
جھوٹے سے بھی تو ہوتا نہیں ہے غم عیال
پائے نہ دکھ ذرا سا بھی دیوی یہ خوشخصال
ایسے بشر زمانہ میں ہوتے ہیں خال خال
تحریر میں رہیں پانی پتی جو کہ بے مثال
کرتے رہیں ہدا [illegible] کی دیکھ بھال
تحریف کر شوق میں جو کہ جیتے کمال
تحقیقات مزاج میں ہے جو ۔ اسکو دو نکال
سستی اگر ستانے لگے دیں وہ اسکو ٹال

اپنے ہونے کا میں کروں کس سے ملال
کامل امید ہے۔ مجھے پورا یقین ہے
دو گے شکست مولوی و پادری کو تم
دو گے مخالفین کو دندان شکن جواب
تم پول کھول کر و کتب دین غیر کی ۔
جتنے محمدی ہیں رسالے نکل رہے
ہونے نہ دو گے بند رسالہ تو تم کبھی
ہر سال کتنے بھائی بچت ہونے جاتے ہیں
لکھو میں اور بحث میں سب لاجواب ہو
ہر گز برا نہ مانو گے۔ سنتے رہو گے تم
قاتل کی تیغ سے نہ شہادت مجھے ملی
یکلخت آ دبایا بواسیر نے مجھے
بیشک شہید ہوں نہ میں پنڈت کی شکل سے
بس پیارے وید مت کیلئے کرتا سب فدا
دلمیں اگر ہے فکر تو بس ہے سماج کی
کرتے رہو حفاظت خاتون دہرم تم
جس قسم کا شجاع و بہادر تھا لیکھرام
تصنیف سے نہ خالی گھڑی بھر رہیں میں اب
لکھتے رہیں کتابیں ہمیشہ اسی طرح
تو م پھر بھی اب قلم کو تھامیں جناب شاد
مضمون ماہواری عنایت کیا کریں
ہوں ملتفت ادھر کو شرم رگھ [illegible]

رام جی
ایم اے [illegible]

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وشنو جہاشے جلد توجہ یہاں کریں
دشمن کے وار روکنے کو بن قلع کی ڈھال
گنگا پرشاد آپ بھی اپنا کرم کریں
اس ڈوبتے سفینہ کو جلدی سے لیں سنبھال
نامہ نگار آریہ مسافر کے چھپتے ہیں
وہ بارہ لیکھ دیتے رہیں اب ہر ایکسال
ان پہ کریں یہ یم سے تحریری اعتراض
عیسائی و محمدی کرتے ہیں قیل وقال
منطق سے فلسفہ سے کہو جھوٹ سچ کا حال
سائنس سے بتاؤ انہیں ممکن و محال
قرانی سکرانی سے نفرت نہ کچھ کرو
دست کرم بڑھا کے مگر دو گلے نکال
اپنے وہ بھائی تھے انہیں چھاتی سے لو لگا
تیرہ سو سال سے جو تمہارے ہیں بنگال

بیداری

اے آریہ سماج کے ہیرو! کہاں ہو تم
جاگ اٹھو اور ہوش میں آؤ جہاں ہو تم
گھر تو تمہارا لوٹ لیا دشمنوں نے ہے
صد حیف ہے کہ محو خواب گراں ہو تم
حملے ہیں آہ وید مقدس پہ بے شمار
لیکن مقابلہ پہ کھڑے بے زباں ہو تم
منتروں ریاض دھرم کے بس باغباں ہو تم
اب تو نگاہبان گل بوستاں ہو تم
اس گلشن مراد میں تم ہی سے ہے بہار
مردو! دلیرو! مانع باد خزاں ہو تم
توپوں کی گولہ باری سے جلدی کرو بچاؤ
ہاں اس حصار پاک کے اب پاسباں ہو تم
جسوقت تم گرجتے ہو بدیاں ہیں بھاگتی
ست دھرم کی ترائی کے شیر ژیاں ہو تم
باطل پرست دیکھکے تم کو ہیں کانپتے
میدان راستی کے وہ فیل دماں ہو تم
بھولو نہ عمر بھر میں کبھی اپنے فرض کو
یارو نہیں جو مست مئے ارغواں ہو تم
آفت ہزار لاکھ مصیبت پڑیں مگر
کب فیل ہونے والے دم امتحاں ہو تم
رشیوں کا نام گندہ نہ ہونے دو دوستو!
گو تم کپل کناد کے نام و نشاں ہو تم
اتنی بھی کیا خبر نہیں تمکو بہادرو؟
اب تذکرہ موت کہ چلے اک نوجواں ہو تم
لالہ وزیر چند جی سے ہیں چھن گئے
اسوقت یہ اوٹھا کے پورا زباں ہو تم
افسوس دفعتاً یہ ہوا صدمۂ فراق
زخمی ناوک الم نا کہاں ہو تم
سوتے ہو تم عدو نے چڑھائی ہے کی ہوئی
سمجھے گیا ہے سماج مگر شادماں ہو تم
ہے دھرم تو تمہارا نہایت ہی کشٹ میں
افسوس ہے کہ بیٹھے ہوئے بے اماں ہو تم

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کردی ہے تمیہ زور سے یورش غنیم نے
مرحوم کی کمی کو جو کردوگے پورا تم
مغفور کے جگہ پہ کروگے جو کام کچھ
اسکی عوض میں آج سے جیون کو دان دو
اسکی مشن پہ جسم کو اپنے کرد فنا۔
تکمیل کردو اوسکی۔ جو اُودیش اوسکا تھا
تحریری کام اوس سے زیادہ کرو مدام
اوسکی طرح زبان و قلم دونوں دو چلا
کرتے نہیں ہو لوگوں سے تم کیوں مباحثات
تقریر گر سناتے نہیں اتسبوں پہ تم
لکھتے نہیں ہو لیکھہ تو ہم کیا کریں تمہیں!
دیتے نہیں جواب مخالف تو کچھہ نہیں۔
خدمت سماج کی نہیں کرتے تو ہیچ ہے
منصف کوئی ہے اور کوئی ہیڈ ماسٹر
عزت کے ساتھ دھرم بھی تو چاہئے ضرور
بیرسٹری بھی اور وکالت بھی کچھہ نہیں
گوردت کی منشی رام کی مانند تم جو
پہونچنا ہو گا منزل مقصود پر اسے
مرنا جو ہے ضروری۔ مرد دھرم کے لئے

بیفکر اور بیخبر و بے گمان ہو تم
ہم بھی یہ مان لینگے کہ ہاں نوحہ خوان ہو تم
تسلیم ہم کریں گے کہ محو فغاں ہو تم
گر بیقرار صورت برق طپان ہو تم
آنکھوں سے اوسکے غم میں اگر خوں چکاں ہو تم
ہیچ مچ جو اوسکے رنج میں نالہ کناں ہو تم
در اصل اوسکی یاد میں گر نیم جان ہو تم
گر اوسکے اصلی دوست ہو اور مہرباں ہو تم
ای دوستو! بتاؤ تو کیا بے زباں ہو تم؟
کیا فائدہ ہمیں جو فصیح البیاں ہو تم
گر منطقی عجیب ہو۔ سائنس دان ہو تم
گرچہ ہر ایک علم میں فرد جہان ہو تم
ڈپٹی کلکٹری پہ بھی گر حکمراں ہو تم
اسطرح عمر کر رہے اب رائیگان ہو تم
مصروف لیکن آج پئے عز و شان ہو تم
گر دہرمت کے حال پہ نامہرباں ہو تم
ست دھرم پر مٹائے ہوئے جسم و جان ہو تم
بے شبہ اس جہاز کے اب بادباں ہو تم
کچھہ دن کے اوسکی لوم سبھی مہمان ہو تم

کاشی ناتھ فدا

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیسٹولاٹسی اور اسکا طریقہ تعلیم

(از مہاشے ودیا بھاسکر بی۔ اے)

سلسلے کے لئے دیکھو رسالا جولائی ۱۱ء

لوگوں کے لئے دوسری کتاب" وغیرہ اسی وقت کی تصانیف ہیں ایک ہفتہ واری اخبار بھی اپنے خیالات کی اشاعت کے لئے جاری کیا گیا۔ اس اخبار میں پیسٹولاٹسی نے اس خیال کیطرف اشارہ کیا ہوا تھا کہ بچہ مانند ایک پودے کے ہے اور استاد مانند مالی کے ہے۔ اسی خیال کو بعد ازاں فروبل صاحب نے لیکر اپنا مشہور طریقہ تعلیم کنڈرگارٹن ایجاد کیا

۱۷۸۱ء سے ۱۷۹۸ء تک پیسٹولوٹسی نے کوئی کتاب شائع نہیں کی اگرچہ اب اُسے اعلیٰ درجہ کی شہرت حاصل ہو گئی اور یورپ کے مشہور نامی گرامی علماء و فضلا سے اسکی واقفیت ہو گئی تھی مگر فاقہ مستی بدستور سابق تھی اسلئے وہ نہایت مایوس اور غمگین رہتا تھا اگرچہ اس کی تمام زندگی اور کام کا دارومدار عیسائی مذہب پر تھا مگر اسوقت پولٹیکل کام کرنے کو بھی اس کا جی چراتا۔ اس زمانہ میں ایک جگہہ یوں شکایت کرتا ہے کہ میرا سارا وقت زراعت میں ہی خرچ ہو جاتا ہے۔ مجھے فرصت کے وقت کی بڑی آرزو ہے۔ میرا وقت مثل سایہ گذرتا جاتا ہے اور میں نے ابھی تک اپنے مدعا کے حصول کے لئے کچھ بھی نہیں کیا۔

اس زمانہ میں اس نے الف۔ ب۔ ج نامی کتاب لکھی اس کتاب میں انسان کہانیوں کی صورت میں اعلےٰ درجہ کی سچائی کا اظہار کیا۔ ایک کہانی بطور نمونہ درج ہے:۔ دو بچھیرے دو مختلف شخصوں نے خرید لئے۔ ایک کسی کسان کے ہاتھ پڑ گیا اور دوسرا کسی سوداگر۔ کسان نے تو اپنے بچھیرے پر صرف بوجھ لادنے کا ہی خیال کیا اور اس کی تربیت کی کچھ پرواہ نہ کی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بچھیرا مریل سا ہو گیا اس کی ٹانگیں آپس میں لگنے لگ گئیں۔ مگر سوداگر نے دوسرے کی مناسب تربیت کی اور وہ بچھیرا ایک اعلیٰ درجہ کا سواری کا گھوڑا بن گیا۔ اسیطرح لکھنے والا ہو۔ اگر آپ

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بچوں کے قوا اور اعضا کی مناسب تربیت نہیں کریں گے تو نہ وہ صرف بیفائدہ بلکہ نقصان دہ ہو جائیں گے جتنے زیادہ اچھے قوا و اعضا ہونگے اتنا ہی زیادہ ان کی تربیت کرنے سے آنکو نقصان ہوگا یہ ایک عام مشاہدہ کی بات ہے کہ عموماً علم اور فن دونوں میں کمال کسیکو ہی حاصل ہوتا ہے بعض آدمی تعلیم کے اصولوں سے اعلیٰ درجہ کی واقفیت رکھتے ہیں۔ مگر عملاً ان اصولوں کا اطلاق بوقت تعلیم نہیں کر سکتے۔ پسٹولاسی علم اور فن تعلیم دونوں میں ہی کمال رکھتا تھا وہ نہ صرف یہی سوچا کرتا تھا کہ علم التعلیم کا معراج کیا ہونا چاہیے بلکہ اس معراج کو عملاً بھی حاصل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

پسٹولسی اب لوگوں کو ان کی مفلسی اور پست حالت سے نکلنے کے ذرائع دریافت کرنے میں مصروف ہوا۔ اس کا مقولہ تھا کہ ان کی یہ ردی حالت بدستور جاری رہیگی جبتک کہ ان کی اخلاقی اور علمی مفلسی جاری رہے گی۔ پس انکو اعلیٰ بنانے کی اُمید سوائے تعلیم کے نہیں ہے جس سے وہ بہ نسبت سابقہ بہتر اور زیادہ فہیم ہو جاویں اخلاقی طور پر نہایت گرے ہوئے والدین کے بچوں میں بھی مطالعہ کرنے پر اسے معلوم ہوا کہ کسی نہ کسی قسم کے اعلےٰ قوا اور جذبات۔ مذاق اور لیاقت موجود ہوتی ہے جس کی تربیت کرنے سے وہ بچے باسمجھ اور نیک انسان بن سکتے ہیں۔ لیکن اسوقت کی تعلیم کا یہ خیال تھا کہ بچوں کی فطرت کے سب سے اعلیٰ حصوں کی تربیت بالکل نہیں کی جاتی تھی اور ان کے سامنے دوسروں کا علم۔ خیالات۔ تاثیرات پیش کرکے انہیں یاد دلایا جاتا تھا۔ اسوقت مدرس کا کام ظاہر سے باطن کیطرف تھا پسٹولسی اس میں تبدیلی کرنی چاہتا تھا اور وہ بچوں کی تعلیم باطن سے شروع کرکے ظاہر تک عمل میں لانا چاہتا تھا۔ اس اصول کو مدنظر رکھکر وہ طلبا کے اندرونی قوا کی تربیت کے لئے کوئی ذریعہ دریافت کرنا چاہتا تھا۔ جسے بالآخر اس نے دریافت کیا اور وہ یہ تھا: "قدرت انسانی قوا کی تکمیل ان کی ورزش سے کرتی ہے یہ قوا استعمال سے بڑھتے ہیں" پسٹولسی کا بیان ہے کہ "سچائی اور دانائی کے پاک جذبات رشتہ داروں کے چھوٹے سے دائرے میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔ انکا انحصار زیادہ تر ان حالات پر جو ہمارے افعال [illegible] سانی وجود سے ہوتے ہیں اور نہایت ضروری عام واقفیت پر ہی ہوتا ہے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

روزانہ زندگی کی ضروریات۔ خواہشات اور تعلقات کو بنیادی امر خیال کر کے اُسنے جسمانی کام کا ذہنی کام سے تعلق دیا اور دستی محنت اور مطالعہ سکول اور کارخانہ کو ملا کر ہی تعلیم دینے کا خیال بنایا۔ وہ جلد بازی کے سخت خلاف تھا۔

وہ ابتدائی اور بنیادی تعلیم کے مکمل ہونے پر بہت زیادہ زور دیتا تھا۔ جب تک یہ ابتدائی تعلیم بچہ اعلےٰ طور پر حاصل نہ کرے اُسے یونہی آگے بڑھتے نہیں جانا چاہیئے۔ اسکا بیان ہے کہ مدرسوں میں اس درست قدرتی طرز تعلیم کی بجائے کہ جس میں جلد بازی کا نام و نشان نہیں ہے ایک مصنوعی الفاظی طرز تعلیم شروع کر دیا جاتا ہے۔ پسٹولوسی نے اپنی ذہانت۔ محنت اور تجربہ سے ایک اصول دریافت کر لیا کہ جس سے انسان کی نشو و نما کے قانون کا قطعی فیصلہ پایا گویا کہ جس سے قانون ورزش و اثر پذیری کا ٹھیک علم و اطلاق پسٹولوسی کو معلوم ہو گیا پسٹولوسی اس اصول کو یوں بیان کرتا ہے۔

"تمام اقسام کا درست علم مفید قوا اور پاک جذبات و تاثیرات جنکے حاصل کرنے کی انسان میں طاقت ہے وہ سب اپنی شخصیت کو خدا داد اعضاء و قوا کے ذریعہ سے وسیع بنانے یا بیرونی دنیا میں موجود اشیاء کو اپنے ساتھ ملانے سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں اس نشو و نما و تکمیل کے کام کے لیے ایک قدرتی اور ضروری ترتیب موجود ہے مگر مدرسوں میں تو اس ترتیب کو عام طور پر الٹ پلٹ کر دیا جاتا ہے۔

یہاں تک پسٹولوسی کے ذہنی کام اور خیالات کا ہی ذکر تھا۔ اب اس کے عملی کام کا موقعہ آگیا ہے۔ ۱۷۹۸ء میں سوئزرلینڈ پر فرانسیسیوں نے حملہ کیا اور اُسے مفتوح بنا لیا اس فتح کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب کچھ فرانسیسی طرز پر ہی کیا جانا شروع ہوا۔ کوئی چیز یا کوئی طرز عام پسند اور اعلےٰ خیال نہیں کی جا سکتی تھی جبتک کہ اس پر فرانسیسی مہر نہ لگ جائے یا جبتک وہ فرانسیسی نمونوں کی نقل نہ ہو اس لیے سوئٹزرلینڈ کی حکومت کی باگ ڈور بھی جمہوری طرز حکومت کے مطابق پانچ ڈائرکٹروں کے ہاتھ میں دے دی گئی۔ چونکہ پسٹولوسی آزادانہ خیال کا آدمی تھا اس لیے اس نے نئی گورنمنٹ کی خدمت بذریعہ تحریر کرنی شروع کر دی ڈائرکٹروں نے ایسے لائق آدمی کی مدد کو جو

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جیسی اعلیٰ تصنیف کا مصنف تھا غنیمت خیال کیا اور اُسے ایک اخبار کا کہ جس کا
منشا جمہوری خیالات کی اشاعت کا تھا مقرر کر دیا۔ اُنکا خیال تھا کہ جس طرح سے اور
لوگ اپنی حاجت روائی کے لئے اُنکی چاپلوسی کرتے تھے۔ پسٹولوسی بھی اپنی
حاجت روائی کے لیے ان کے قدموں پر گرتا پھرے گا۔ مگر یہاں حالت ہی
دگرگون تھی۔ وہ اُن کی جوتی جھاڑنے اور چاپلوسی کرنے کو سخت معیوب گنتا
تھا۔ اس لیے ڈائرکٹروں کو خود اس سے دریافت کرنا پڑا کہ اس کی کیا خواہش
ہے۔ جب پسٹولوسی سے یہ دریافت کیا گیا کہ تمہاری کیا خواہش ہے تو پسٹولوسی
نے جواب دیا کہ میں ماسٹر بننا چاہتا ہوں چونکہ سب ڈائرکٹر اس کی عزت کرتے
تھے اس لئے اُنھوں نے اس کی خواہش کی تکمیل کے لیے روپیہ مہیا کرنے کا
انتظام کر دیا۔ تاکہ اس روپیہ سے اپنی حسب مرضی ایک مدرسہ بمقام آرگو میں جاری
کر دے۔ اب پسٹولوسی کو اپنی مدت کی خواہش کی تکمیل کا موقعہ ملنے کی اُمید تھی
مگر افسوس کہ اس مدرسہ کی اجرا کی تجویز کا پیش از وقت ہی خاتمہ کرنا پڑا۔ چونکہ
سوئٹزرلینڈ کے کیتھولک پادری اپنی آزادی کو ہاتھ سے دینا گوارا نہیں کرتے
تھے اسلئے فرانسیسیوں نے اس کی آزادی کو چھیننے کے لیے ان کے خون
سے ہاتھ رنگنے شروع کر دئے۔ شہر Stans میں فرانسیسیوں اور اُسکے
شہر کے باشندوں میں مٹ بھیڑ ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ بیچارے باشندگان شہر کی
ایک بھاری تعداد تہ تیغ ہوئی فرانسیسی گورنمنٹ پر اسوقت یہ ایک بڑا دھبہ خیال
کیا گیا۔ اس دھبہ کو مٹانے کے لیے ڈائرکٹروں کو اس شہر کے لاوارث یتیم
اور بیواؤں۔ غریبوں اور محتاجوں کو مدد دینے کی ضرورت ہوئی ایسے موقعہ پر
اُنھوں نے پسٹولوسی کی موجودگی غنیمت خیال کر کے اس سے استدعا کی
وہ شہر Stans میں جا کر ان یتیم بچوں کی پرورش و تعلیم کا انتظام کرے
پسٹولوسی کو جو کہ شفقت مجسم تھا ان بچوں کی حالت زار پر رحم آیا اسلئے
وہ شہر Stans کی طرف بموجب حکم ڈائرکٹران روانہ ہوا۔ یہاں پسٹولوسی
کو کمال درجہ کی مشکلات و تکلیفات کا مقابلہ کرنا پڑا۔ مگر باوجود ان سب مصائب
کے اُسے اپنی نئی طرز تعلیم کے اطلاق کا پانچ ماہ کے لیے موقعہ مل گیا۔ اسوقت

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سنہ ۱۷۹۹ء کا وہ دورہ تھا اور جاڑے کی وہ شدت تھی کہ مارے سردی کے ہاتھ پاؤں ٹھٹھرے تھے۔

(باقی آئندہ)

خالق اور مخلوق

شریمان پنڈت کشپ دیو

انسانی جامہ میں ایک پوشیدہ شکتی ہے جسکا نام آتما ہے وہ ستھول سے ستھول اور سوکھشم سے سوکھشم ہے اُسے وہی الوبھو کر سکتے جو دنیاوی رنج و غم سے پاک اور کامناؤں سے رہت۔ اس کی مہما کو پرماتما کی کرپا سے ہی جگیاسو بھلی پرکار جان سکتا ہے (دیکھو اپنشد)

ہم اپنے تجربات اور دنیاوی محسوسات کے لئے حواس خمسہ میں سے اپنی آنکھوں پر سب سے زیادہ اعتبار کرتے ہیں جس بات کو عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی آنکھوں کے مشاہدہ سے فوراً اسکا اعتبار ہونے لگتا ہے فی الحقیقت آنکھیں جملہ محسوسات میں خاص حصہ لیتی ہیں آنکھیں ہمیں دھوکا بھی دیتی ہیں جیسے چندرما کی دوری لاکھوں میل ہے وہ ہمیں ایک گیند نظر آتا ہے جس سورج کا فاصلہ کروڑوں میل ہے وہ ایک معمولی تھالی سے بڑھکر مرئی نہیں ہوتا جملہ نظام شمسی ہماری نظروں میں ایک معمولی تارے سے جان پڑتے ہیں جس چاند کا فاصلہ سورج کے مقابلہ میں چار سو حصوں میں سے ایک حصہ بھی دور نہیں وہی چاند ہمیں سورج کے برابر نظر آتا ہے جن پرمانوں سے یہ جگت بنا ہے وہ ہمیں دکھائی ہی نہیں دیتے دوربین بھی ابھی تک ان باریک پرمانوں کی حقیقت کو بتلانے میں قاصر ہے۔ پس اسقدر دھوکہ دینے اور غلط فہمی پیدا کرنے والی آنکھوں پر ہی ہمارا وشواس ہے اور تقریباً ساری بیرونی دنیا کا علم انہیں مشاہدوں کا مجموعہ ہے

اس طرح آنکھیں بہت کچھ جگت کے حالات کو جاننے میں رکاوٹ پیدا کر لی ہیں علم

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نجوم کے مطابق ایک بڑے سوریہ کو معمولی بتلانا اور باریک سے باریک چیزوں کو یکدم نظر انداز کر دینا آنکھوں کے لئے معمولی کام ہے حقیقت کو سمجھنے کے لئے بیرونی محسوسات کے ذریعہ سے من زیادہ مدد دیتا ہے۔ سائنس کے رازوں کو جاننے کے لئے من کی شکتیوں نے آنکھوں سے کہیں بڑھکر کام کیا ہے۔

یہ تسلیم شدہ اصول ہے کہ زمین کا قطر ۷۰۹۱ میل ہے اگر زمین کے ہم ٹکڑے کر ڈالیں اور ایک میل لمبا ایک میل چوڑا ٹکڑہ لے لیں اور ان تمام ٹکڑوں کو علیحدہ علیحدہ رکھکر شمار کریں تو جملہ ٹکڑے (۱۹۶۶۲۲۶۰۰۰) ہونگے۔ اب اگر ایک میل لمبا ایک میل چوڑا اور ایک میل اونچا ٹکڑہ لیا جاوے تو (۲۵۳۹۸۰۰۰۰۰۰۰) میل رقبہ ہوگا۔ اب اگر وزن کرنا چاہیں تو یہ ہماری زمین ہی تقریباً ۶۰۶۹۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ ٹن ہے ایک ٹن ساڑھے ستائیس من کا ہوتا ہے باوجودیکہ یہ وزن ایک عظیم الشان مقدار ہے تسپر بھی جب کبھی ہم اپنی زمین کیطرف نگاہ ڈالتے ہیں ہمیں اس کی چنداں حقیقت ہی معلوم نہیں ہوتی۔ سارا ہمالیہ پربت اس رقبہ کی مقدار میں ایک بے مقدار حصّہ بن جاتا ہے۔ اور اگر ہم اپنی زمین کی جسامت کو سوریہ کی جسامت سے مقابلہ کریں تو زمین کا رقبہ ایک ناچیز ریت کا ذرہ بن جاتا ہے۔ ہمارا چاند ایک اپ گرہ ہے زمین سے ۲۴۰۰۰۰ میل دور ہے۔ اس کی جسامت ہماری زمین کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ ایک جیوتشی نے اندازہ کیا ہے کہ سورج وغیرہ عظیم الشان گرہوں کی دوری کو ہم اسطرح جان سکتے ہیں کہ اگر ایک ریل گاڑی ۴۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سورج کی جانب چل دے۔ دن رات بلا کسی آرام کے چلتی جاوے تو ۲۶۵ سال چھ مہینے اور سولہ دنوں میں وہ سورج میں پہونچے گی۔ اسیطرح اگر ریل گاڑی کی رفتار ۳۳ میل فی گھنٹہ کر دیجاوے اور وہ برہسپتی گرہ کی جانب چلے تو اسے ۱۷۹۲ سال لگیں گے سنیچر گرہ کی جانب جاوے تو ۳۱۲۴ برس اور یورینس گرہ کی جانب چلے تو دن رات ۳۳ میل فی گھنٹہ چلنے پر بھی ۶۲۲۶ سال کا عرصہ درکار ہوگا۔ نچھتروں کی جسامت سے متعلق مسافر کے ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم نے دکھلایا تھا اور سیرلیس کا حال آکاش میں تارے اس سرخی کے مضمون میں دیا تھا۔ ہمارے سوریہ سے سیرلیس نامی سورج ۲۶۶۸ گنا بڑا ہے سر ولیم ہرشل کا بیان ہے کہ سور جگت

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(نظام شمسی) یہاں سے ۱۲۰.......... میل تک چلا گیا ہے ترکوں
نامی نکشتروں کے مجموعہ میں ایک نہاریکا یا نبو الاسر لیس کی دوری سے ۴۴۳ گنا
اور دور ہے اور سو ولیشکر بال نامی نہاریکا کی دوری اندازہ
۵.......... میل ہے۔ ڈاکٹر سکورسولی نے اندازہ کیا ہے کہ اگر ہمارا
سورج اسقدر فاصلہ پر ہو تو اس کی روشنی (۲۵۰۰۰) پچیس ہزار سالوں کے بعد
یہاں پہونچ سکتی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو اس سے پرے ہزاروں نہاریکا جو محض دوربین
سے نظر آتے ہیں۔ انکی روشنی کو تو یہاں پہونچتے نہ معلوم کتنے کروڑ سالوں کا عرصہ
درکار ہوگا۔ جبکہ روشنی کی رفتار فی سیکنڈ ۱۹۲۰۰۰ میل ہو۔ مسٹر ہیلٹن کا خیال ہے
کہ سوریہ کی روشنی معمولی چراغ کی روشنی سے ۴۴۴ گنا تیز ہوتی ہے۔ اگر دو انچ
کے فاصلے سے ۱۶۰ موم بتی جلائی جائیں تو ان کی جسقدر روشنی ہوگی وہ روشنی
سورج کی روشنی کے برابر ہوگی اگر ۹ میل کے فاصلہ سے سات کروڑ بیس لاکھ
موم بتی جلائی جاویں تو ان کی روشنی سورج کی روشنی کے برابر تیز ہوگی اور
سوریہ کی دوری سے اگر اتنی ہی روشنی پہونچانی چاہیں تو ایک وقت میں
۳۵۰.................. (۳۵ اور ۲۷ صفروں کی دوری
کی مقدار کی بتیاں جلانی چاہئیں۔ سورج کی روشنی کا جب یہ حال ہے تو نبولا ان
کی روشنی اور حجامت کا تو ذکر ہی کیا ہے جو ہماری زمین سے بڑی ہیں یا دوسرے
شبدوں میں جنکو مہتو مہان بڑے سے بڑا کہا ہے اب ہم انور انویان چھوٹی سے
چھوٹی چیز کا ذکر کریں گے۔ مسٹر ہین برگ نے لکھا ہے کہ ایک انچ بھر سلیٹ کے ٹکڑے
میں چالیس ہزار دوربین سے دیکھے جانیوالے ذرے ہیں تب اندازہ کیجئے کہ ایک
سلیٹ کے پہاڑ میں کسقدر ذرے موجود ہونگے؟ ڈاکٹر ٹامس نے تخمینہ کیا ہے کہ
ایک انچ سیسے میں (۸۸۸۴۹۲۰.........۱) حصے موجود ہیں گویا ایک
انچ سیسے کے اندر اسقدر مقدار میں ذرے موجود ہیں جن لوگوں نے دوربین سے
بیکٹیریولوجی کے تجربات کئے یا دیکھے ہیں وہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک بوند میں کروڑہا
چلنے پھرنے یا حرکت کرنیوالے جیو موجود ہوتے ہیں۔ انکا ذکر ان کی حجامت کا اندازہ
اور انکا شمار کرنا قیاس سے باہر جان پڑتا ہے۔ ہر ایک چیز کے باریک سے باریک

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حصے کو انو کہتے ہیں۔ انو میں اس چیز کی خاصیت رہتی ہے۔ پانی کے انوؤں میں پانی کی خاصیت موجود رہے گی۔ لیکن پرمانوؤں میں خاصیت نہیں ہوتی۔ کئی مختلف پرمانو ملکر ایک انو بنجاتا ہے اور ایسے بیشمار انوؤں کے ملجانے پر نظر آنیوالی چیز بنتی ہے۔ پرمانوؤں کی مقدار اسقدر باریک ہوتی ہے کہ گندھک کے پرمانو کا وزن ....۲ گرین ہے یا ایک رتی میں گندھک کے چار ارب پرمانو آسکتے ہیں ایسے ہی ہر ایک چیز میں انو اور پرمانو ہیں۔ ہم انوؤں کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے جن میں چیزوں کی خاصیت موجود ہے تو پرمانو کا اندازہ کرنا تو بہت ہی کٹھن کام ہے اسلئے منتر میں انو سے انو کا ذکر ہے باریک سے باریک چیزیں انو ہیں جنکا مجموعہ یہ ظاہرا جگت نظر آتا ہے۔ ان سوکھشم سے سوکھشم اور ستھول سے ستھول چیزوں کو جاننے کے لئے ہمارے دماغ میں انیک شکتیاں ہیں۔ علم سے فیضیاب ہو کر انسان اپنی آتمک شکتیوں کو بڑھاتا ہے جیسے چنچل پدارتھ کو قابو میں رکھنے کے لئے لامحدود علم اور لامحدود ہی پدارتھوں کی ضرورت ہے۔ اسی سرشٹی میں مہان سے مہان اور چھوٹے سے چھوٹے۔ پدارتھ ہیں جنہیں جاننے اور پہچاننے کے لئے مانسک شکتیوں کی نشو و نما کی ضرورت ہے۔ ہمارے دماغی قوا بھی ان غور طلب مسئلوں کو حل کرنے کے ساتھ ساتھ تربیت یافتہ ہوتی چلی جاتی ہیں دماغی نشو نما کے لئے کوئی حد نہیں تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انیک رشیوں اور مہاتماؤں نے خیالی دنیا اور دماغی نشو و نما میں بلند پروازی کی ہے پرانے زمانے کے دھرمک سجنوں اور موجودہ زمانہ کے سائنسدانوں میں اگر دماغی تربیت کے لحاظ سے کوئی فرق ہے تو یہ کہ انہوں نے اپنے قوا کو آتمک دنیا اور اندرونی جگت کے انوبھو کرنے میں لگایا تھا۔ انہوں نے مادی اور بیرونی جگت کی تحقیقات میں صرف کیا۔ وہ شریر یا انسانی جامہ سے چلکر دماغی قوا کی کھوج کرتے کرتے آتما اور پرماتما کی طرف جاتے تھے یہ جسم کی مشنری میں جہاں پرمانو اور سینیر کا انت ہوا وہاں ہی چھوڑ کر مہان سے مہان برہمانڈ کی کھوج کرتے چلے جاتے ہیں ان کی سوکھشم فلاسفی کا جہاں انجام تھا ان کی فلاسفی کا وہیں سے آغاز ہوتا ہے۔ وہ آتما کے کلیان کے لئے مادہ پرستی سے بچنے کی کوشش کرتے تھے۔ یہ آتما سے سکھ کے لئے مادہ اور مادی دنیا کے عمدہ سے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عمدہ پدارتھوں سے فیض اٹھا رہے ہے اور اپنی ضروریات کو گھٹا کر آتما کو انوبھو کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ یہ ضروریات کو بڑھا کر بھوتک پدارتھوں کو خدمت بجا لانے کیلئے مجبور کر رہے ہیں انہیں سنسار کے پدارتھوں کو چھوڑنے میں آنند ملتا تھا۔ انہیں آرائش زیبائش اور آرام طلبی کے سامانوں میں خوشی کے حاصل کرنے کی خواہش بلا رہی ہے وہ اس انسانی قالب کے مالک کو اپنے کرم انوسار جنم دھاری سمجھتے تھے انہیں نہ صرف جنم جنمانتر کے مسئلہ سے انکار ہے بلکہ وکاش کے سدھانت انوسار یہ خالق کی ہستی سے ہی منکر ہیں۔ یہ امتیاز یہ تفریق اور یہ اختلاف معمولی نہیں انسان اپنے خیالات کے مطابق ہی کام کرتے ہیں اس زمانہ کی تعلیم اور اخلاق میں اس زمانہ کی تعلیم اور تہذیب سے بڑا فرق ہے۔ آج جو مسائل ہمارے دلوں کی خود غرضی سے بہتر بنا رہے ہیں انہیں خیالات کو کسی زمانہ میں مکروہ اور مذموم سمجھا جاتا تھا۔

انسان کا آدرش اپنے خالق کو انوبھو کرنا اور اس کی آگیاؤں کے مطابق اپنی اندرونی شکتیوں کو بیرونی اسباب کے عین مطابق بنانا سمجھا جاتا تھا۔ اسی لئے اس منتر میں آگیا ہے کہ سرشٹی کرتا ر   پرماتما کو جگیاسو پھلی پرکار انوبھو کر سکتا ہے۔ اس آدرش کے ساتھ ہی جگیاسو کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ وہی جگیاسو انوبھو کر سکتا ہے جس نے اپنی آتمک شکتیوں کو سمجھ لیا ہے۔ آتما یہ شریر نہیں آتما انتہ کرن چتشہ نہیں آتما کرم اندریہ اور گیان اندریوں کے مجموعہ کا نام نہیں جسم کے مختلف اعضا اور مختلف سامانوں میں ایک ایک کر کے ڈھونڈلو۔ نروس سسٹم کے باریک سے باریک نظام کو الٹ پلٹ ڈالو۔ دماغ کے چکروں اور سلز میں (جو کروڑوں ہیں) کھوج کرو کہیں آتما کا نام اور نشان نہ ملے گا۔ یہ فلسفری باڈی جو انسانی زندگی کا لیڈر سمجھا جاتا ہے وہاں بھی سوکھشم سے سوکھشم تیز جا کر آتما کو ہر جگہ نکالنے میں ناکامیاب ہوتے ہیں وہ سوکھشم سے سوکھشم بلکہ اسقدر سوکھشم ہے کہ مادی پدارتھ اسے پا نہیں سکتے اور وہ نگاہ کے سامان پوشیدہ ہے اسے دیکھنا ناممکن ہے مگر اسکی قوا سے انکار نہیں ہو سکتا ایسے آتما کی شکتیوں کو جانکر جگیاسو پرماتما کو انوبھو کرنے کی چیشٹا کرتا ہے۔ جگیاسو کو سادھن کرنے پڑتے ہیں۔ ایک دو دن کے سادھنوں سے انسان کی دماغی طاقتوں میں کافی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ انیک برس تپاوبن کو چلا تمام کر رہی ہیں۔ ان سادھنوں

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو روکنے کے لئے یوگ کے سادھنوں کی ضرورت ہے۔ نشکام بھاؤ سے کرتویہ یا فرائض کو سرانجام دینے کی ادھیکتا ہے۔ نشکام بھاؤ اور کرتویہ پرائن ہونے انسان کامنا رہت ہوکر انسان آتمک جگت میں جاتا اور انیک پرکار کے سکھوں کو انوبھو کرتا ہے۔ سنسار کے پدارتھ۔ لوبھ۔ موہ کے سامان۔ سمبندھیوں کے سکھ دکھ اس کے من کو چلائمان نہیں کر سکتے اسکا دائرہ خیالات بیرونی دنیا سے ہٹ کر اندرونی جگت کیطرف جاتا ہے۔ بیرونی سکھ دکھ کے سامان اور ان کے سلسلے کا تار ٹوٹ جاتا ہے اور وہ ایسی اوستھا کو پہنچ جاتا ہے جسے ویت شوک کہتے ہیں وہ غم اور فکر سے مبرا ہو کر جگت میں پھرتا ہے۔ جس دھیر پرش نے آتما کی ان شکتیوں کو جان لیا وہ پرماتما کو انوبھو کرنے کا جگیاسو بنتا اور اپنے جیون کو سپھل کرتا ہے۔ اس کے لئے خالق اور خلقت ہے۔ اس کیلئے آتما مہان سے مہان اور چھوٹے سے چھوٹا ہے وہ ہر جگہ پہنچ سکتا ہے۔ گو اس کی اپنی شکتیاں محدود ہیں مگر جہاں اسکا خیالی گمن ہو جاتا۔ ممکن ہے وہاں پرماتما کی ہستا کو موجود پاتا ہے

کیشو دیو از نارس

حضرت عیسیٰ
اور
یہودیوں کی فلاسفی

یہودی سنسکرتی کا آغاز دنیا کی پیدائش سے ہوتا ہے۔ یہودیوں میں خدا ایلوہیم کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہودیوں میں ہندوؤں کی طرح بت پرستی کا رواج تھا جس طرح ہندوؤں کا یہ خیال ہے کہ خدا کے دروازے تک پہنچنے کے لئے مورتی پوجن کی ضرورت ہے اسی طرح یہودیوں کے درمیان بت پرستی پرچلت تھی۔ مگر ہندوؤں کی طرح یہودی بھی ایک ہی خدا کو مانتے تھے جیسا کہ ان کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ ابراہم اسحاق اور یعقوب کے لئے خدا کا نام ال شدائی (El Shaddai) تھا۔ موسے کو خدا نے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنا نام جیہوواہ [illegible] بتلایا۔ موسے کا خدا بالکل پاک مانا گیا ہے۔ اس خدا کی کوئی مورتی نہ تھی اور موسے کی تعلیم یہ تھی کہ خدا مورتی مان نہیں مگر یہودیوں کو یہ خیالات ناپسند تھے انہوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا خدا کی ذات اس قسم کی ہے جس کی مورتی ہو سکتی۔ اس لیے انہوں نے آدمی کی شکل کی مورتی بنائی۔

خدا کے ہاتھ پاؤں ہیں وہ بادشاہ کی طرح حکمرانی کرتا ہے وہ اسرائیل کیساتھ کنعان میں رہتا ہے اس کے بڑے بڑے بازو ہیں وہ سب کی حفاظت کرتا ہے اس کی بڑی بڑی آنکھیں ہیں جن سے وہ سب اچھے برے کو دیکھتا ہے جس طرح ہندوؤں میں گئے ہیں کام دہنو برکھشوں میں کلپ برکھشی پہاڑوں میں بڑا پہاڑ سمیرو دریاؤں میں گنگا کو پرماتما مانتے ہیں اسی طرح یہودی کہتے تھے۔ بڑے پہاڑ خدا کے پہاڑ ہیں۔ سب اونچے لمبے درخت خدا کے درخت ہیں اور سب سے زبردست دریا خدا کے دریا ہیں اس لیے وہ ان کی پوجا کرتے تھے۔ خدا محافظت اور مضبوطی کی ایک چٹان ہے خدا کا راستہ مکمل ہے وہ لیبانون اور شیرین کو ایک جوان گینڈے کیطرح اچھلنے کے لئے بناتا ہے یہ اس کی آواز ہے جو چلتے ہوئے ودیاؤں میں گرج کی سی سنائی دیتی ہے توریت سے ساری باتیں بخوبی واضح ہونگی کہ کس کس طرح پرانے یہودی قدرت اور خدا کو پہچانتے تھے پرانے یہودی ہمیشہ خدا کے متعلق دنیاوی مثالیں لیتے رہے اور مختلف دنیاوی چیزوں کی پوجا کرتے رہے جو ان کے مطابق یہ دنیا خدا کا مندر ہے اور اس مندر کو قائم رکھنے کے لیے یہودیوں نے تمام دنیاوی چیزوں کے مندر بنائے اور بعد ازاں انہوں نے بڑا پہاڑی خدا کا مندر یروشلم میں کھڑا کیا۔ اس قسم کے نشان اور مثالیں موسے نے یہودیوں کو سمجھائیں اور داؤد اور سلیمان کی پوجا ہونی شروع ہوئی یہودیوں نے نہ صرف دنیاوی چیزوں کی صورتیں بنائیں بلکہ سورج چاند۔ ستاروں کی تصویریں بھی بنائیں۔ یہودیوں کی کتابوں میں خدا کی حمیدہ صفات کے متعلق مکمل بحث نہیں تھی یہی وجہ تھی کہ یہودیوں میں جہالت زیادہ تھی اور یہ اسی جہالت کا سبب تھا کہ ان میں بت پرستی کا رواج تھا۔ مگر یہی تو یونغی پاس فلاسفی کا پوشیدہ خزانہ تھا جسکو اسوقت کے عام لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا ہیلنسٹ یہودیوں نے اس فلاسفی کو یونانیوں سے سیکھا
اور یونانیوں نے بھارت ورش کے لوگوں سے اور یا ان یہودیوں نے بھارت
ورش کے لوگوں سے کیونکہ ربی لوگوں نے جس فلاسفی کا پرچار کیا یہ ایک قدرتی
تھی۔ ربی لوگوں نے یہ پرچار کیا کہ خدا ایک ہے یہ فلاسفی یہودیوں کی اپنی نہیں ہو
سکتی۔ جوڈا ازم اور یونان کی فلاسفی میں مطابقت پائی جاتی ہے حضرت مسیح سے
دو سو برس پہلے بادشاہ پٹولمی کا استاد ایک ارسٹوبلس نامی یہودی تھا جس نے
یہ تعلیم دی کہ خدا ایک ہے وہ نرا کار ہے اس کے بعد یہ بھی پتہ لگتا ہے اریسٹیا
پٹولمی فیلڈ لفس کا ایک لائبریرین تھا جس نے اُسے کہا کہ جس خدا نے تمہیں
بادشاہت دی ہے اسی خدا نے یہودیوں کو یہ قانون دیا ہے یہودی اس خدا کی
پوجا کرتے ہیں جس نے انہیں پیدا کیا۔ یہ خیالات یونانیوں سے یہودیوں میں ابتداءً ال
پھیلے اور غالباً یہ افلاطون کی تعلیم تھی ہیلنسٹ یہودیوں کی کتابوں میں اس بات
کا ذکر پایا جاتا ہے۔ سلیمان نے کہا کہ جسم سے برائی پیدا ہوتی ہے ایسا ہی افلاطون
نے کہا کہ جسم گناہ کا سبب ہے۔ علاوہ اس کے خدا کی نسبت یہ بھی کہا گیا ہے کہ خدا سب
چیزوں میں ہے وہ سب کو پیدا کرتا ہے مگر خود پیدا نہیں ہوتا۔ خدا دیا ہے خدا محبت ہے۔
سنراق کا بیٹا ایک نظم میں خدا کی تعریف کرتا ہے جس کو ہم پیش کرتے ہیں:۔

I came out of the mouth of most High
And covered the earth as a cloud
I dwelt in high places,
And my throne is in a cloudy pillar
I alone compassed the circuit of heaven
And walked in the bottom of the deep
In the waves of the sea and in all the earth
And in every people & nation I got a possession
With all these I sought rest:
And in whose inheritance shall I abide

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

So the creator of all things gave me a commandment
And he that made me caused my tabernacle to rest
And said let thy dwelling be in Jacob
And thine inharitation in Israil
He created me from the begining before the world
And I shall never fail
In the only Tabernacle I served before him
And so I was established in Sion
Likewise in the beloved city he gave me rest
And in Jerusalem was my power
And took root in the honorable people
Even in the portions of Lord's inheritation
I am the mother of fair love
And fear & knowledge & holy hope
I am therefore being eternal am given to all my children
Which are named of Him

میں سب سے اونچے منہ سے آیا ہوں۔ زمین کو بادلوں سے ڈھانپ دیا ہے۔ مینے
اونچی جگہوں میں اپنا مسکن کیا ہے۔ اور میرا تخت بادل کے ستونوں میں ہے
مینے آسمان کا احاطہ بنایا ہے۔ اور گہری سطح میں چلا ہوں۔ سمندر کی لہروں
میں اور سب پرتھوی پر اور ہر ایک قوم اور ملت کے لوگوں پر میرا قبضہ ہے
ان سب کے ساتھ مینے آرام کیا اور جس کی وراثت میں رہوں گا سب کے
خالق نے ایک حکم دیا۔ اور اس نے جس نے مجھے بنایا اور میری عبادت گاہ
میں آرام کا موجب [illegible] استقرار مسکن یعقوب ہو اور تمہارے خاندان اسرائیل میں
میں اسنے مجھے ابتدا [illegible] دنیا سے پہلے [illegible] مقدس عبادت گاہ میں مینے اس
سے پہلے سیوا کی اور [illegible]ہون میں قائم ہوا تھا۔ اور میری [illegible] ہائش پیارے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شہر میں ہوئی اور یوروشلم میں میری طاقت تھی اور میں نے معزز لوگوں میں جگہ پکڑی اور نیز خدا کی وراثت کے حصے میں ہیں۔ میں محبت کرنیوالی ماں ہوں اور خوف علم اور پاک امیدوں کا گھر ہوں۔ میں ابدیت سے ہوں اور سب بچوں کو میں نے اپنی ابدیت دی جو کہ اس کے یعنی میرے بچے کہلاتے ہیں۔

مذکورہ بالا سطور سے پتہ لگیگا کہ خدا کی ابتدائی طاقت ودیا ہے یہ خیالات یونان سے لئے گئے اور ان خیالات کی سکندریہ کے لوگوں سے مطابقت پائی جاتی ہے

فیلو جوڈیس فیلو جوڈیس سکندریہ کے جوازم کا مناسب وکیل ہے اگر فیلو کے خیالات کو دیکھا جاوے تو پرانے عہد نامے کیساتھ کسی حد تک مطابقت پائی جائے گی جس سے ثابت ہوگا کہ پرانے عہد نامے میں بہت سی مدد فیلو کے خیالات سے لی گئی ہے۔ فیلو یونانی فلاسفروں کی شکرگذاری ظاہر کرتا ہے مگر پرانے عہد نامے میں اسکا ذکر نہیں اب ہم فیلو کے خیالات کا خلاصہ پیش کرتے ہیں جس سے صاف طور پتہ لگیگا کہ فیلو نے سب کچھ یونان سے حاصل کیا ہے۔ یونانی ترجمہ "I AM" He that is وہ جو کہ ہے یہ جیوش تھیالوجی میں کیسے شامل ہوا۔ یہ خیالات افلاطون سے لئے گئے۔ کیونکہ فیلو خدا کی نسبت ظاہر کرتا ہے کہ وہ لامحدود ہے وہ عقلمند سے عقلمند ہے وہ خوبصورتی سے زیادہ خوبصورت ہے۔ طاقت سے زیادہ طاقتور ہے۔ ہم سوچ فکر سے جان سکتے ہیں کہ وہ ہے مگر ہم یہ نہیں جان سکتے کہ وہ کیا ہے۔ ہم اپنے کمزور وچاروں سے اور دنیا کی اور تمثیلوں سے اسے جان سکتے ہیں۔ ہم اسے روشنی کا منبع پکارتے ہیں اسی سے سب جگہ روشنی پھیلتی ہے وہ زندگیوں کی زندگی ہے اس سے سبکو زندگی حاصل ہوئی ہے۔ وہ دنیا کا بھنڈار ہے وہ ایک ہے اور وہ ناش رہت ہے مجھ کوئی بیان نہیں کر سکتا لیکن اس لئے کہ دنیا کے لوگ مجھے جان سکیں اس لئے وہ مجھ [illegible] یا خدا کے نام سے پکاریں ایک دفعہ یعقوب کی فرشتے [illegible] اس سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے اس نے جواب دیا کہ تو میرا [illegible] بتایا آدمی اسکو جان سکتا [illegible]

And in every [illegible]
With all these I sought
And in whose inheritance shall

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے پہلے جیسا وہ مکمل تھا ایسا ہی اس کے بعد بھی وہ مکمل رہتا ہے۔ اس لیے
خدا جو کہ قادر مطلق مکمل شکتی ہے اسکا کوئی نام نہیں ہو سکتا۔ خدا اسکا نام خدا کی ماہیت
کو پورے طور پر بیان کرنے میں قاصر ہے یہ نام پورے طور پر اسکو ظاہر نہیں کرتا کہ وہ
کیا ہے یہ صرف جتاتا ہے کہ وہ سب شے سے برتر اعلے ہے۔

اس عالم میں خدا ایک ہے مگر وہ نیک سے بھی بڑھکر ہے وہ خدا سے بھی بڑھ کر
ہے۔ قدرت کاملہ کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ پورے طور پر جانا نہ جاسکے وہ ضرور
لاتغیر ہے۔ کیونکہ وہ بالکل سادہ ہے اور اصلی ہے اور سب سے زیادہ مکمل ہے
اس کا کسی کیساتھ مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ خدا کسی کے ساتھ نہیں مل سکتا۔ اگر کوئی چیز
اس کے ساتھ ملجاوے تو وہ اس سے بڑھ جائے گی یا اس کے برابر ہو جائیگی
یا کمی ہو جائے۔ لیکن کوئی نہیں جو خدا سے بڑھ سکے یا اس کی برابری کر سکے اور کوئی
چیز ایسی نہیں جو کمی سمجھی جاسکے کیونکہ اگر چیز کمی ہو جائے تو فنا ہو گی تو یہ بالکل غلط ہی
بغیر کسی تشبیہ کے بغیر کسی مثال کے باوجود اس کے خدا کو ہم ذہنی قوا سے محسوس
نہیں کر سکتے۔ لیکن خدا ایک اور اسکا کوئی ثانی نہیں ہے۔ پھر فیلو ایک جگہہ لکھتا
ہے۔ ہم موسےٰ کے دوست اور شاگرد خدا کے متعلق تحقیقات کرنا نہیں چھوڑ دیتے
بلکہ ہم یہ جانتے ہیں کہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ اگرچہ وہ ذہنی قوا سے
جانا نہیں جا سکتا تو بھی ہم کچھ نہ کچھ جانتے ہیں ہم کمزور الشان اسے نہیں جان سکتے
مگر ہمارے اندر اس کی تشنگی ہوتی ہے تو ہم اسے جان لیتے ہیں۔ کیونکہ آدمی صرف
مٹی کا نہیں بنا ہوا بلکہ اس کے اندر آتما بھی ہے۔ ہمارے اندر ترقی کرنے کے
جوہر ہیں اگر انہیں ترقی ہو تو ہم روحانی زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔ اگرچہ خدا انسانی دائرے
میں خیال نہیں ہو سکتا تو بھی ہم اس کے ساتھ ہو سکتے ہیں اور تب ہم اُسے
... اچھی طرح جو سکتا ہے۔ اب ہم خدا کو اس کے کاموں سے غیر مکمل سمانتے
خالق سمجھ ... ہے۔ وہ ایک ایسی زندگی ہے جسکو ہم دلیل و عقل سے
میں آرام کا موجب بنا اور کہا جاوے ... بہتر میں ہار تو اس کی ہستی کو پورے طور پر ماننے
میں اسنے مجھے ابتدا میں دنیا سے پہلے پیدا کیا ... بتلاتا ہے اور اسکو
سے پہلے سیوا کی اور میں سیون میں قائم ہوا تھا۔ اور میری ... فیلو بتلاتا

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے کہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی ہستی سے ہستی ہوتی ہے اور یہ نہایت ہی نکما خیال ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کوئی وقت ایسا تھا جبکہ دنیا نہ تھی۔ کیونکہ اس دنیا کا آغاز اور انجام کوئی نہیں،،

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ فیلو حضرت عیسے سے پہلے تھا۔ فیلو جوڈیس کے مندرجہ بالا خیالات کو پڑھکر یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہ ہوگا کہ فیلو کی تعلیم بائبل سے کسقدر اعلے ہے۔ فیلو کے خیالات کو سامنے رکھتے ہوئے گیتا اور اپنشدوں کی طرف ہمیں غور کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں فیلو کے خیالات سے یہ ماننا پڑیگا کہ وہ حضرت عیسے سے اعلیٰ تھا۔ عیسے کی تعلیم میں عقائد مذہب اور علم الٰہی کا کہیں پتہ نہیں ملتا عیسے کی تعلیم محض ایک اخلاقی تھی جیسا کہ ہم پہلے کسی آرٹیکل میں بتلا چکے ہیں مگر فیلو کی تعلیم میں عقائد مذہب اور علم الٰہی کا پتہ ملتا ہے۔ فیلو دنیا کو انادی بتلاتا تھا۔ فیلو خدا کو مجسم بتلاتا تھا۔ فیلو خدا کا جسم ماننے کے لیے تیار نہیں فیلو کا دماغ یہ قبول نہیں کرتا کہ خدا آدمی کیطرح ہو سکتا ہے۔ فیلو پرانے عہدنامے کی دھجیاں اڑاتا ہے یہ بڑی جہالت اور نادانی کا زمانہ ہوگا جب لوگ یہ خیال کرتے ہونگے کہ دنیا چھ دن میں پیدا ہوئی یہ سفید جھوٹ ہے جو اس کتاب نے لوگوں کے سامنے رکھا ہے۔ حوا کا پیدا ہونا ایک فرضی کہانی ہے۔ فیلو کا دماغ یہ قبول نہیں کرتا کہ ایک آدمی سے عورت پیدا ہوگئی آدم سے دو لڑکے کابیل اور ہابیل پیدا ہوئے۔ کابیل نے ہابیل کو مارا اس سے شریر النفس جماعت پیدا ہوگئی۔ فیلو کہتا ہے کہ کوئی قربانی اور چڑھاوا۔ انسان کو نہیں دینا چاہیے۔ انسان کو خود قربان ہونا چاہیے اور اس کی قربانی یہ ہے کہ اس کے اندر تیاگ ہونا چاہیے اب بتلائیے یسوع کی تعلیم یا بائبل قربانی کو پیش کرتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ یسوع نے اپنی زندگی گنہگاروں کے لیے قربانی کی جو کوئی ایمان لائیگا وہ بخشا جائے گا۔ مگر ہمیں اس سے بحث نہیں ہم ... کہ حضرت عیسے کی تعلیم کوئی نئی تعلیم نہ تھی۔ ... [illegible] ملتی ہوئی۔ یعقوب ... موجود تھے۔

[illegible] ہم ہیں لیکن یہ بتایا ہے خدا نے اپنا پورا نام کر[illegible] ... جو کچھ اسے بتایا جاتا ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جان سکتا ... [illegible] احاطہ ادراک [illegible] نہیں ... سکتا دنیا کو [illegible]

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

Entered in Database

Signature with Date

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

DIVINE LIFE

G. K. U.